امام ابوحنیفہ کا تعارف

محدثین کی روایات

اردو ترجمہ

صنفہ محمد بن عبد اللہ الظاہری السندی

ناشر: دار التصنیف حیدرآباد

فہرست

مضمون	صفحہ

مضمون

بسم اللہ الرحمن الرحیم

التقریظ

من العلامة الشیخ السید محب اللہ شاہ الراشدی

صاحب العلم السادس پیر جھنڈا

الحمد للہ الذی ھدانا
الیٰ صراط المستقیم وجعلنا
بفضلہ ومنہ من المتبعین
للدین القویم ونھانا ان نتبع
السبل فتتفرق بنا عن سبیلہ و
یھدی الیٰ عذاب الجحیم والصلوٰۃ
والسلام علیٰ من ارسل الی الناس
کافۃ نبیا امینا ورسولا مطاعا
اذا قضیٰ امرًا لم یبق لمؤمن
ولا مؤمنۃ الا الایمان بہ والتسلیم
فمن اتبعہ واقتفیٰ اثرہ فھو
المھتد وسیدخل دار السلام و
جنۃ النعیم ومن شاقہ من
بعد ما تبین لہ الھدیٰ ویتبع

ہر تعریف اللہ تعالیٰ کے لئے، جس نے ہم کو سیدھی راہ
دکھائی اور ہمیں اپنے فضل اور احسان سے سیدھے
دین کے متبعین میں سے کیا اور ہمیں اس بات سے
منع کیا کہ ہم بہت سے (متفرق) راستوں پر چل
پڑیں، کیونکہ اس طرح ہم راہ راست سے بھٹک جائیں
گے اور عذاب دوزخ کی طرف گامزن ہو جائیں گے
اور درود وسلام اس پر جن کو سارے انسانوں کی
طرف نبی امین اور رسول مطاع بنا کر بھیجا۔ جب وہ
کوئی فیصلہ صادر فرمائے تو پھر کسی مؤمن مرد اور مؤمن
عورت کے لئے کوئی اختیار باقی نہیں رہتا، سوائے ایمان
اور فرمانبرداری کے۔ پس جس نے اس کی تابعداری
کی اور اس کے نقش قدم پر چلا، پس وہی ہدایت
یافتہ ہے اور جلدی سلامتی کے گھر میں اور نعمتوں
کے باغ میں داخل ہوگا اور جس نے ہدایت کے واضح

غير سبيل المؤمنين ولاه الله تعالىٰ
ما تولىٰ واصلاه جهنم وسقاه من
الماء والحميم فيشربه شرب الهيم
اعاذنا الله وكل مؤمن تقى منه بمنه
وكرمه وفضله العظيم وعلىٰ آله و
اصحابه الذين نقلوا الينا اسوة نبينا
الحسنة وسنة الغراء بالصدق و
الامانة من غير شائبة من الخيانة
فجزاهم الله عنا معشر المسلمين
احسن الجزاء واكرمهم بمغفرة و
اجر كريم يوم لا ينفع مال ولا بنون
الا من اتى الله بقلب سليم.

اما بعد فقد افرط المقلدون
لاسيما المقلدة الحنفية فى امرائهم
وعلوا فى ذالك غير الحق حتى كادوا
يجعلونهم مساوين فى الرتبة بالنبى
الكريم صلى الله عليه وسلم بل رفعوهم
ولا نخاف فى اظهار ذالك لومة
لائم. الى سطح هو ارفع واعلىٰ من
سطح نبينا محمد صلى الله عليه وسلم
فيتركون سنته ويخالفون عن

ہونے کے باوجود بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کی مخالفت کی اور مؤمنوں کے راستہ کو چھوڑ
کو دوسرا راستہ اختیار کیا اللہ اسے اسی راہ پر چلائے گا
جس پر وہ چلنا چاہے گا۔ اور اسے دوزخ میں داخل
کریگا اور اسے کھولتا ہوا پانی پلائے گا، وہ پئے گا
اسے پیاسے اونٹوں کی طرح ۔ اللہ پاک ہمیں اور ہر
متقی مؤمن کو اپنے احسان، اپنے کرم اور فضل کے
ساتھ اس سے بچائے۔ اور (پناہ میں رکھے) اس
کی آل اور اس کے ساتھیوں کو۔ جنہوں نے پہنچایا
ہماری طرف ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا اسوۂ
حسنہ (اچھا طریقہ) اور اسکی ستھری صاف پیروی
سچ اور امانت کے ساتھ خیانت کے شائبہ سے
خالی پہنچائی۔ اللہ تعالیٰ ازکہ ہم سب مسلمانوں کو اچھی
جزاء دے اور ان کو بخشش اور عزت والے اجر سے
نوازے جس دن مال اور اولاد فائدہ نہ دے گا مگر
جو صحیح قلب لیکر حاضر ہوا۔

اما بعد حمد و صلوٰۃ کے بعد (یہ کہ) مقلدین حد
سے آگے نکل گئے ہیں خاص کر مقلد حنفی اپنے
اماموں کے متعلق آگے نکل گئے اور بلند ہوئے اسی
میں بغیر حق کے حتاکہ ان کو نبی صلی اللہ علیہ
وسلم کو رتبہ میں برابر بنایا بلکہ انہوں نے اماموں

اوامره ونواهيه بل يؤولون اقوال
المعصوم صلى الله عليه وسلم بل يعرفونها
اذا لم تسمح بها لنفوسهم
او لم توافق اهوائهم فيتخذون
السنن وراثهم ظهريا ولا يسعدون
لمجرد اقوال ائمتهم الغير
المعصومة الذين يصيبون
تارة ويخطئون اخرى بل
ويجترئون على تاويلها فيالها
من بلية عظمى وظلم وعدوان
اقصى. هذا كله نتيجة الغلو
والاسراف.

وقد قال النبي صلى الله عليه
وسلم لا تطروني كما اطرت النصارى
عيسى ابن مريم (الحديث) فكيف
ساغ لهم ام كيف هان عليهم
الغلو والاطراء والاسراف و
الافراط فى رجال الامة الذين
لا يحسن بنا ولا يجوز لنا فيهم
الا حسن الظن فقط ولو انهم
كانوا انصفوا من انفسهم ورجعوا

کو (نبی کے رتبہ سے بھی) اونچا بنایا اور ہم اس
ظاہر کرنے میں کسی ملامت کرنے والے کی ملام
نہیں ڈرتے) ، بلکہ اماموں کو ایسی سطح پر
جو سطح ہمارے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی سطح سے
بلند وبالا ہے پس یہ آپ کی سنت کو ترک
ہیں اور اس کے اوامر ونواہی کی مخالفت کرتے
بلکہ صاحب عصمت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اق
اعمال میں تاویل کرکے (اصل مورد سے گرا دیتے ہیں
اور جان بوجھ کر ایسا کرتے ہیں، جبکہ وہ احادیث
کی خواہشات اور مذاہب کے موافق ہے ہم آ
نہ ہوں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتوں کو پیٹھ
پیچھے ڈال کر، اپنے غیر معصوم اماموں کے اقو
کو چھوڑنے کے لئے تیار نہیں ہوتے، حالانکہ
کے اماموں کا حال یہ ہے کہ وہ اپنے اجتہاد میں
کبھی صحیح ہوتے ہیں اور کبھی غلطی کرتے ہیں۔ ب
جرأت کرکے احادیث میں تاویلیں کرتے رہتے ہیں
پس ہائے افسوس! کس قدر مصیبت، ظلم اور انتہ
درجہ کی زیادتی ہے۔ اور یہ سب غلو اور اپنے
کو حد سے بڑھانے کا نتیجہ ہے۔ حالانکہ نبی صلی اللہ علیہ و
نے فرمایا ہے کہ مجھے حد سے مت بڑھاؤ، جس طرح نص
عیسیٰ علیہ السلام کو حد سے بڑھایا (الحدیث) پس کس ط

الى ضمائرهم بالعدل و القسط
و ومنعوا كل شیء بمحله اللائق
به لكان خيرًا لهم واقوم و
لكن التوفيق بيد الله يوفق من
يشآء و يهدى من يشآء وقد
اوصل التقليد الجامد مقلدى
عصرنا الحنفية المتبعين
لمذهبهم الى حد انهم اجترؤا
على الحاق الالفاظ المخترعة
من عند انفسهم فى الاحاديث
النبوية. فقد نشر ادارة العلوم
الاسلامية فى كراتشى "المصنف
لابن ابى شيبة" فزادوا فى
حديث وائل بن حجر رضى الله
عنه لفظة "تحت السرة" فما
اجرأهم على احاديث الرسول
صلى الله عليه وسلم! فلا يخافون
مقام ربهم ولا يخشون سوء
الحساب. وهذا كله من آفة
التقليد الجامد من نتائج
التعصب المذهبى وهذا الغلو

ان کو پسند آیا اور کس طرح ان کو آسان لگا امت کے
رجال کے بارے میں غلو اور افراط و تفریط کرنا، جبکہ یہ
مستحسن بھی نہیں اور ان کے بارے میں صرف حسن ظن
ہی قائم رکھا جا سکتا ہے اور اگر یہ مقلدین حضرات
انصاف کرتے اور اپنے ضمیروں کو ٹٹولتے حق و عدل
کے ساتھ اور ہر چیز کو اس کا مناسب مقام دیتے تو
ان کے لئے اچھا ہوتا۔ لیکن فرق مراتب کی توفیق
اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے، جس کو چاہتا ہے ہدایت
کرتا ہے۔ اور تقلید جامد نے حنفی مقلدین کو
اس حد تک پہنچایا کہ اپنے خود ساختہ الفاظ کو
احادیث نبویہ میں ملانے سے بھی دریغ نہیں کرتے۔
چنانچہ ادارہ "العلوم الاسلامیہ" کراچی نے المصنف
لابن ابی شیبہ شائع کیا، جس میں وائل بن حجر رضی
اللہ عنہ کی حدیث میں "تحت السرۃ" (ناف کے نیچے)
کے الفاظ کا اضافہ کیا۔ غور فرمائیے احادیث رسول
میں تصرف کرنے میں یہ مقلدین کیسے جری ہو گئے ہیں
کہ اللہ تعالیٰ کے سامنے کھڑے ہونے اور سوء الحساب
سے بھی نہیں ڈرتے۔ یہ سب کچھ تقلید کی آفات میں
سے ہے۔ مذہبی تعصب کے خطرناک نتائج اور ائمہ
کے غلو اور اندھی تقلید کے خود ساختہ اقوال و مسائل
کے باب میں یہ ایک مثال ہے۔

والاسراف فی تقلید رجل من الائمة وامثاله من الترهات والاباطیل حرك حبیی فی الله واخی فی الاسلام الفاضل محمد بن عبد الله حفظه الله ان یقابل المنهج البعید من الصواب بالتنکیل فاختار اخونا الفاضل فی ذالك النکتة الاساسیة وهی ان مقلدهم الذی یقلدونه فی الرطب والیابس والغث والسمین هل هو مستحق لهٰذه المنزلة وهل یجوز اقعاده علی هٰذا المقام العالی ولاجل هٰذا اخذ یبین مقام الامام ابی حنیفة رحمه الله فی الحدیث والروایة. لکنه حفظه الله لم یقل فیه من عنده نفسه بل جمع اقوال المحدثین ونصوص ائمة الجرح والتعدیل وجعلها علی طرق الشمام حتی یراها القارئون الکرام ویسرحوا فیها انظارهم فیصلوا الی ما هو الحق الحقیق بالقبول فی ذالك فلو

ان خرافات اور اباطیل کو دیکھ کر ہمارے فاضل دوست محمد بن عبد اللہ، جن کے ساتھ ہماری محبت للہ فی اللہ ہے اور اسلام کا رشتۂ اخوت قائم ہے، اللہ ان کی حفاظت فرمائے، وہ تحریک میں آئے تاکہ اس غلط راستے کا سبد ھے رستہ سے مقابلہ کیا جائے۔ پس فاضل موصوف نے اس باب میں اصولی بحث کو اختیار کیا ہے وہ یہ کہ جس (امام) کی تقلید کی جاتی ہے کیا وہ فی الواقع اس مرتبہ کا مستحق بھی ہے؟ کہ رطب یابس اور معمولی اور غیر معمولی باتوں میں اس کا اتباع کیا جائے؟ اس ضمن میں امام ابو حنیفہؒ کا حدیث میں مقام کیا ہے؟ اس کو بیان کیا ہے لیکن فاضل مصنف نے اس سلسلہ میں اپنی طرف سے کچھ نہیں کہا، بلکہ محدثین کرام اور ائمہ جرح و تعدیل کے اقوال کی روشنی میں اس کا جواب دیا ہے۔ تاکہ قارئین کرام خود کوئی رائے قائم کر کے اپنے نظریات کو پرکھ سکیں اور مقام حق تک پہنچنے کی ان کے اندر قوت اور توفیق پیدا ہو۔

پس اگر قارئین نے انصاف کیا اور

انصف القارئون و طالعوا الخصائص
المبنية فی هذه الرسالة بعين
العدل و الانصاف لوصلوا يقيناً الى
النتيجة التى تزدهر من اقوال ائمة
الحديث. فان كنت ايها القارئ الكريم
طالباً للحق فما هو منك ببعيد. لا
يشك ان تلك النتيجة اللازمة والحقيقة
المبنية الباهرة ادهل و امر على
قلوب المقلدين واشق و اوجع لاذهانهم
لكن لامجال لانكار هذه الحقيقة
ان فی اقوال ائمة الحديث ونصوصهم
شبه اطباق على ان الامام اباحنيفة
رحمه الله لم يكن فی الحديث بذلك
و انه ضعيف فی الرواية وهذا هو
الذی اشار اليه محقق اهل الحديث
فان شئت فطالع الجزء الثانی من
تحقيق الكلام للعلامة المباركبوری
رحمه الله و اما كون الامام
ابی حنيفة رحمه الله صاحب
تقوی و ديانة وعلم وفضل
فليس هذا موضع بيانه فان له

اور اس رسالہ کی بنیادی خصوصیات کو عدل اور
انصاف سے دیکھا تو اس نتیجہ پر یقیناً پہنچ جائیں
گے جو محدثین کرام کے اقوال اور روایات سے
واضح اور روشن ہوا ہے۔

پس اگر تو اے پڑھنے والا حق کا طلب گار
ہے تو تجھ سے یہ بات دور نہیں ہے اور اس میں
شک نہیں کہ یہ لازمی نتیجہ اور بیان کردہ مذکور
حقیقت جو روشن ہے وہ مقلدین کے قلوب
کے لئے سخت بھی ہے اور کڑوی بھی ہے اور ان
کے ذہنوں کو دکھ دینے والی بھی ہے لیکن اس
کا انکار نہیں ہے کیونکہ یہ حقیقت ہے کہ محدثین
کے اقوال اس بات کے مطابق ہیں کہ امام ابو
حنیفہ رحمۃ اللہ حدیث میں ایسا نہ تھا کہ اس
سے روایت کی جائے کیونکہ وہ روایت میں
ضعیف تھا جس کی طرف محدثین محققین نے
اشارہ کیا ہے۔ پس اگر تو چاہتا ہے تو تحقیق الکلام
مبارک پوری کی تصنیف کردہ کا جزء ثانی مطالعہ
کرلے تو یہ بات واضح ہو جائے گی لیکن امام ابو
حنیفہ کا متقی ہونا دیندار ہونا صاحب علم اور
فضل ہونا یہ اور بات ہے جس کے بیان کا یہ
مقام نہیں ہے اس کا مقام اور محل اور ہے

محلاً آخر والله يقول الحق و
هو يهدى السبيل و آخر دعوانا
ان الحمد لله رب العالمين وصلى
الله على خير خلقه سيدنا ونبينا
محمد النبي الامي الرحمة خاتم
النبيين و آله واصحابه اجمعين
وبارك وسلم تسليما كثيراً كثيراً

اللہ تعالیٰ حق کہتا ہے اور وہی راہ ہدایت
ہے۔ اور ہماری آخری دعویٰ یہ ہے کہ سب تعر
اللہ کے لئے ہے جو جہانوں کا پالنے والا ہے
دعا ہے کہ اللہ رحمت بھیجے خیر الخلائق ہمارے سر
ہمارے نبی، بنی امّی، رحمت دوجہاں، خاتم النب
اور ان کے آل و اصحاب پر سب پر اور ا
برکتیں اور سلامتی نازل فرمائے زیادہ سے
زیادہ۔

وانا احقر العباد
محب اللہ شاہ
غفر اللہ عنہ
۱۵-۱۰-۱۴۰۹ھ
۲۱-۵-۱۹۸۹ء

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله الذى هدانا للاسلام وما كنا لنهتدى لولا ان هدانا الله والصلوة و
السلام على محمد الذى جعله الله لنا هاديا الى الاسلام ومبينا لاحكامه و
محللا لحلاله ومحرما حرامه وتاليا ما اوحى اليه وبينة لتوحيده ومبلغا ما
انزل اليه وخاتم النبيين والمرسلين الى الناس اجمعين الى يوم الدين ۔

کتاب کا مقدمہ اور وجہ تسمیہ

اما بعد فلما ارسل الله عزوجل
رسوله صلى الله عليه وسلم صحبه اصحابه
نجوم الهدى منهم العشرة المبشرة
بالجنه واصحاب بدر واحد والبيعة
والفتح وحنين ، رووا منه روايات
كثيرة منهم عبدالرحمن ابوهريره
رضى الله عنه. روى خمسة الاف
رواية اواكثر منها. ماوصل
فى مرتبته احد فى اخذ الرواية
وعلى هذه الروايات هى التى تتبنى
عليها عبارات تفسير القرآن و
تفصيل الاحكام وعليها اعتماد
الامة واساس الدين. فلما انقرض

حمد وصلوٰۃ کے بعد کہ جب اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول
صلی اللہ علیہ وسلم کو بھیجا اس وقت ان کے اصحاب
نے ساتھ دیا جو ہدایت کے ستارے تھے ان میں سے دس
وہ ہیں جن کو جنت کی بشارت زندگی میں ملی اور بدر،
احد، بیعت رضوان اور فتح مکہ والے اور حنین والے جن
سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بہت سی روایات
مروی ہیں ان میں سے عبدالرحمان ابوہریرہ رضی اللہ
عنہ ہیں جن سے پانچ ہزار یا اس سے بھی زیادہ احادیث
روایت ہیں اور اس مرتبہ میں ان کا اور کوئی صحابی
ہم مرتبہ نہیں اور ان ہی روایات پر تفسیر قرآن اور
احکام کا تفصیل بیان کیا جاتا ہے ان روایات پر امت
کا اعتماد اور دین اسلام کی بنیاد رکھی گئی ہے۔
جب خیر القرون جس کے لئے خیر کی بشارت تھی وہ

عهد القرون المشهود لها
بالخير، صار الناس فرقتين.
فالفريق هو الذى مشى سبيلهم
وعض عليها باسنانهم ونواجذهم
يقال له اصحاب الحديث واهله و
الفريق الثانى اتبع آراءه و
اهوائه ويرون الاسلام و
الدين ما يرى عيون عقولهم
وآرائهم وجعلوا روايات
الدين تابعة لآرائهم وسماهم
الناس اصحاب الرأى فهؤلاء صاروا
اثنتين وسبعين فرقة فاولها مرجئة
وامامهم ابوحنيفة وسياتى تفصيله.
وسميت هذا الكتاب "تحقيق احوال
ابى حنيفة واصحابه بروايات
ائمة الحديث واهله واسئل الله
عزوجل السداد والهداية ونعوذ
من الغلو والتقليد والله الموفق
والمعين. فقال الله تعالى يا اهل
الكتاب لاتغلوا فى دينكم غير
الحق ولاتتبعوا اهواء قوم

ختم ہوا تو اس وقت لوگ دو فرقوں میں بٹ گئے ایک
وہ جماعت جو خیر القرون کے راستہ پر چل پڑی اس راہ
کو مضبوطی سے پکڑا ان کو اصحاب الحدیث اور اہل حدیث
کہا جاتا ہے اور دوسرا فریق اپنی رائے اور خواہشات کے
پیچھے چلا اور اسلام ان کی نظر میں وہ ہے جس کو ان کی عقل
اور آراء نے دیکھا اور دین کی روایات کو انہوں نے اپنی
راء کے تابع کر لیا اور ان کا نام لوگوں نے اصحاب الراء رکھا
یہ لوگ باہتر فرقے ہو گئے پہلا اس میں مرجیہ ہے جن کا امام
ابو حنیفہ ہے اس کی تفصیل آگے آ رہی ہے اس کتاب کا نام
میں نے تحقیق احوال ابی حنیفہ واصحابہ بروایات ائمۃ الحدیث واہلہ
رکھا اور اللہ تعالیٰ سے سیدھا راستہ اور ہدایت مانگتے ہیں
اور اللہ سے غلو اور تقلید سے پناہ مانگتے ہیں اور اللہ پاک
توفیق دینے والا اور مددگار ہے۔ اللہ کا ارشاد ہے کہ
"اے اہل کتاب اپنے دین میں غلو مت کرو بغیر حق کے اور
اس قوم کی خواہشات کی پیروی مت کرو جو اس
سے قبل خود بھی گمراہ ہوئے اور بہتوں کو گمراہ کیا اور راہ
راست سے بھٹک کر رہ گئے۔ (المائدہ پ ۶ ع)۔
پس کسی میں غلو جائز نہیں اور نہ کسی کی تقلید واجب
ہے خواہ کوئی بھی ہو اور اتباع اسی کی واجب ہے جو حق
ہی بولتا ہے جس کے پاس اس کے رب کی طرف سے وحی
نازل ہوتی ہو اسی کی اتباع کرنی ہے پس مقلد نے

قد ضلوا من قبل و اضلوا كثيرا و
ضلوا عن سوآء السبيل (المائدة ع
پ) فلا يجوز الغلو فی احد و لا
يجب تقليد احد كائنا من كان و
يجب اتباع من ينطق بالحق ويتبع
ما يوحى اليه ربه. فاطار المقلدون
اباحنيفة وجعلوه اعبد واتقى و
اورع من النبی صلی الله عليه وسلم وجعلوا
تقليده واجبا عليهم لهذا انذكر
احواله واحوال اصحابه بروايات
ائمة الحديث و اهله فذكر بعض
المحدثين مثلاً الامام الخطيب فی
تاريخه عقائد ابی حنيفة و
اعماله و الذهبی و العقيلی و ابن
حبان والبخاری ومسلم ومالك و
احمد و يحيی فكثير من المحدثين
جرحوا اباحنيفة جرحا شديدا
فالامام الخطيب ذكر عقائد ابی حنيفة
ومناقبه ومعائبه فغضب علی ذكر
مثالب ابی حنيفة الزاهد بن الحسن
الكوثری فتعقبه فی تانيبه فاجاب

ابوحنیفہ کو بڑھا کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ
عبادت گزار زیادہ متقی زیادہ پرہیزگار ثابت کیا ہے اور
اس کی تقلید اپنے اوپر واجب کر دی لہذا ہم ابوحنیفہ
اور ان کے اساتذہ اور تلامذہ اور مقلدین کا احوال محدثین
کی روایات کے مطابق بیان کریں گے پس محدثین نے
مثلاً امام خطیب بغدادی نے اپنی تاریخ میں ابوحنیفہ
کے عقائد و اعمال بیان کئے اور ذہبی و عقیلی و ابن حبان
بخاری و مسلم و مالک و احمد اور یحییٰ اور کتنے ہی محدثین
نے ابوحنیفہ کی جرح شدید بیان کی ہے اور امام خطیب نے
اپنی تاریخ میں ابوحنیفہ کے عقائد و مناقب اور معائب
بیان کئے تو ابوحنیفہ کے مثالب کے بیان کرنے پر
زاہد بن حسن الکوثری کو غصہ آیا اسی نے خطیب کا تانیب
میں تعاقب کیا اس کا عبدالرحمان الیمانی نے جواب دیا
اور اچھا جواب دیا اسی میں تانیب اور کوثری دونوں
کا حال بیان کیا اور اس کا نام " التنکیل بما فی تانیب
الکوثری من الاباطیل " رکھا۔ اس پر شیخ ناصر الدین
البانی نے تکملہ لکھا ہے۔ اس کی نص یہ ہے:۔

" الحمد للہ و الصلوٰۃ والسلام علی رسول اللہ
(صلی اللہ علیہ وسلم) اور ان کے اصحاب و اخوان سب
پر درود و سلام کے بعد واضح ہو کہ میں کتاب التنکیل
بما فی تانیب الکوثری من الاباطیل ......

نه الشيخ عبد الرحمان اليماني و
ماه وبين فيه حال التانيب ومصنفه
سماه التنكيل بما في تانيب الكوثري
ن الاباطيل وقدم الشيخ ناصر
دين الالباني تكملة على هذا الكتاب
ها هو نصه: الحمد لله والصلوة
السلام على رسول الله صلى الله عليه وسلم
صحبه واخوانه اجمعين . اما بعد
اني اقدم اليوم الى القرآء الكرام
تاب التنكيل بما في تانيب الكوثري من
لاباطيل تاليف العلامة المحقق
لشيخ عبد الرحمن بن يحيى بن علي
ليماني رحمه الله تعالى بين فيه بالادلة
لقاطعة والبراهين الساطعة تجني
لاستاذ الكوثري على ائمة الحديث
رواته ورميه اياهم بالتجسيم و
لتشبيه وطعنه عليهم بالهوى و
لعصبية المذهبية حتى تجاوز طعنه
الى بعض الصحابة رضي الله عنهم مصرحا
بان اباحنيفة رحمه الله رغب عن
احاديثهم فضلا من غمزه بعض

جو علامہ محقق الشیخ عبدالرحمان بن یحیی بن علی الیمانی کی ہے
پیش کرتا ہوں جس میں انہوں نے دلائل کے ساتھ واضح
کیا ہے کہ استاد کوثری نے ائمہ حدیث اور حدیث کے راویوں
کو مجرم بنایا ہے ان پر تجسیم اور تشبیہ کا عیب لگایا ہے اور
ان پر ہوی اور عصبیت مذہبی کی وجہ سے طعنہ زنی کی ہے
حتاکہ اس کا طعن صحابہ رضی اللہ عنہم تک جا پہنچا ہے اور
اس نے تصریح کی ہے کہ ان صحابہ کے روایات لینے سے
ابوحنیفہ نے اجتناب کیا ہے اور اس سے بڑھ کر بعض ائمہ
پر اور ان کے علم پر بھی انہوں نے تنقید کی ہے مثلاً امام
مالک عربی نسل نہ تھے بلکہ غلام تھے اور امام شافعی بھی
اسی طرح عربی نسل نہ تھے اور غیر فصیح تھے اور فقہ میں بھی
کمزور تھے اور امام احمد غیر فقیہ (پاگل) تھے اور اس کا
بیٹا عبداللہ مجسم تھا اور اسی طرح امام ابن خزیمہ اور عثمان
الدارمی اور ابن ابی حاتم اور دارقطنی ان کے ہاں اندھے
اور اپنے معتقدات میں گمراہ تھے ۔ اور متبع الہوی تھا
اور حاکم شیعی تھا اور اس کو اختلاط فاحش تھا لیکن اس
کوثری کے طعن سے کوئی بھی نہ بچ سکا حتاکہ حمیدی اور
صالح بن محمد الحافظ اور ابی زرعت الرازی اور ابن عدی
اور ابن ابی داؤد اور ذہبی اور ان کے علاوہ بھی مطعون
کئے گئے اور اس طعن کے ساتھ بعض ثقات کو ضعیف
بنایا اور ان کے اور ابوحنیفہ کے درمیان عداوت

الائمة وعلمهم فهنالك مثلا عنده
ن عريق النسل بل مولى. والشافعي
الك بل هو عنده غير فصيح في لغته و
متين في فقهه والامام احمد غير فقيه
نده وابنه عبدالله مجسم ومثله الائمة
ن خزيمة وعثمان بن سعيد الدارمي
ابن ابي حاتم والدارقطني عنده اعمى
ال في المعتقد متبع للهوى والحاكم
يعي مختلط اختلاطا فاحشا وهكذا لم
لم من طعنه حتى مثل الحميدي وصالح
محمد الحافظ وابي زرعة الرازي و
ابن عدي وابن ابي داؤد والذهبي وغير
م ثم الى طعنه هذا يضعف الثقات من
حفاظ والرواة وينصب العداوة بينهم و
ن ابي حنيفة بمجرد روايتهم عن بعض الكلمات
تي لا تروق لعصبية الكوثري وجموده المذهبي
هو في سبيل ذلك لا يتورع ان يعتمد على
ثل ابن النديم الوراق وغيره ممن لا يعتمد
علمه في هذا الشان وهو على نقيض من ذلك
وثق الضعفاء والكذابين اذا رووا ما
يوافق هواه وغيره ذالك مما ستري تفصيله

کمزری کی۔ کیونکہ بعض راویوں نے کچھ اس
طرح کلمات کہے ہیں جو کوثری کی مذہبی
عصبیت کو پسند نہیں آتے۔ پھر
اس باب میں کوثری صاحب ورع اور
تقویٰ کے اوصاف سے بھی عاری نظر
آتے ہیں کہ ابن الندیم وارق وغیرہ
جیسے محدثین پر بھی ان کو اعتماد نہیں
ہے۔ اس کے بالکل ہی برعکس ان (کوثری
صاحب) کا رویہ یہ ہے کہ ضعفاء اور
کذابین کی توثیق فرماتے ہیں کیونکہ ان کی
بیان کردہ روایات ان کی خواہشات
اور خود ساختہ نظریات کی آئینہ دار ہوتی
ہیں۔

چنانچہ اس کی تفصیل اللہ کے اذن
سے اس کتاب میں پیش کی جائے گی۔

اس بیان سے لوگوں کے سامنے کوثری کی
پوشیدہ حقیقت عیاں ہو کر آئے گی
اور معلوم ہو جائے گا کہ کوثری اپنے
اندر دو متضاد اور مخالف اوصاف
کو اپناتے ہوئے ہیں۔ ایک طرف
وہ فقہ اور علم کلام کی باتوں میں مقلد

فی هذا الكتاب باذن الله ومنه نبين للناس
ما كان خافيا عليهم من حقيقة الكوثری وانهٗ
كان يجمع فی نفسه بين صفتين متناقضتين فهو
فی الفقهيات وعلم الكلام مقلد جامد وفی
التجريح والتعديل والتوثيق والتضعيف و
تصحيح الحديث وتوهينه ينحو منهج المجتهد
المطلق غير انه لا يلتزم فی ذلك قواعد
اصولية ولا منهجا علميا فهو مطلق عن كل
قيد وشرط لذلك فهو يوثق من شآء من
الرواة ولو اجمع ائمة الحديث علی تكذيبه ويضعف
من شآء ممن اجمعوا علی توثيقه ويصرح
بانهٗ لا يثق بالخطيب وابی الشيخ بن حبان
ونحوهما ويضعف من الحديث ما
اتفقوا علی تصحيحه ولو كان مما
خرجه الشيخان فی صحيحيهما ولا علة قادحة
فيه ويصحح ما يعلم كل عارف لهذا العلم
انهٗ ضعيف بل موضوع مثل حديث ابو حنيفة
سراج امتی الی غير ذلك من الامور
التی ستتجلی للقاری الكريم
مبرهنا عليها من كلام الكوثری
نفسهٗ فی هذا الكتاب العظيم

جامد بنے رہتے ہیں۔ دوسری طرف
جب راویوں کی جرح وتعدیل اور
توثیق وتضعیف اور حدیث کی تصحیح
یا اسے کمزور قرار دینے کا معاملہ پیش
آتا ہے تو اس وقت وہ مجتہد مطلق
کے منصب پر فائز ہو جاتے ہیں۔ پھر
اس پر طرّہ یہ کہ وہ اصولی قواعد
کی پابندی کرنے اور علمی طریقہ
کو اختیار کرنے کے لئے بھی تیار
نہیں۔ لہذا وہ ہر طرح کے حدود وقیود
سے آزاد ہیں، اس لئے جس راوی
کی چاہتے ہیں، اس کی توثیق کرتے
ہیں، اور اگرچہ ایسے راوی کی تکذیب
پر ائمہ حدیث کا اجماع ہی ہو چکا ہو۔
اور جس کی چاہتے ہیں تضعیف ثابت کرتے
ہیں، خواہ ائمہ حدیث اس کی توثیق پر متفق
ہی کیوں نہ ہو۔ اور صراحت کے ساتھ کہتا ہے
کہ امام خطیب بغدادی اور ابو الشیخ بن
حبان اور ان جیسے دوسرے ائمہ حدیث
پر ان کا اعتماد نہیں ہے۔ اور ایسی
احادیث کو بھی ضعیف قرار دیتے ہیں جن

باسلوب علمي متين لا وهن
فيه ولا خروج عن ادب
المناظرة وطريق المجادلة
بالتي هي احسن بروح علمية
عالية وصبر على البحث و
التحقيق كان ان يبلغ
الغاية ان لم اقل بانها
كل ذلك انتصارا للحق
وقمعا للباطل لا تعصبا
للمشائخ والمذهب فرحم
الله للمؤلف وجزاه عن
المسلمين خيرًا.
انتهى.

کی صحت پر حدیث کے اماموں کا اتفاق ہو، حتیٰ کہ
اگرچہ ایسی احادیث کو امام بخاری اور مسلم
نے اپنی صحیحین میں ہی روایت کیا ہو اور ان
میں کوئی علت قادح بھی موجود نہ ہو۔ نیز اس طرح
کی روایات کی تصحیح بھی کرنے لگتے ہیں، جن کے
متعلق علم حدیث کا ہر جاننے والا جانتا ہے کہ وہ
ضعیف بلکہ موضوع (خود ساختہ ہے) جس طرح کہ
حدیث ابوحنیفہ سراج امتی ... (امام ابو
حنیفہ میری امت کے چراغ ہیں)

اس کے علاوہ اور بھی ایسی باتیں ہیں جو پڑھنے
والے پر روشن ہو جائیں گی کہ یہ کوثری کے ذاتی فرمودات
ہیں۔ یہ تمام حقائق اس عظیم کتاب میں دلائل کے
ساتھ اور علمی اسلوب میں واضح کیے گئے ہیں۔
اس میں نہ کوئی کمزوری دکھائی گئی ہے اور نہ ہی
مناظرہ اور بحث ومباحثہ کے ادب کے خلاف کوئی
اسلوب اپنایا گیا ہے۔ بلکہ مجادلہ اور افہام و تفہیم
کا ایسا علمی طریقہ اختیار کیا گیا ہے جس میں علمی روح
کارفرما ہے تاکہ تحقیق وبحث کے ساتھ حق کا راستہ معلوم
ہو اور باطل کا قلع قمع ہو نہ کہ مشائخ اور مذہبی تعصب کا
جذبہ کارفرما ہے۔ پس اللہ مؤلف کو تمام مسلمانوں کی طرف سے
جزائے خیر دے۔

راویوں کے نام حذف کرنے کا سبب

اقول اذکر روایات المحدثین وهم ائمة الجرح والتعدیل والنقادین. من کتبهم ولکن احذف اسانیدها. لان المحدثین اغنونی عن بیان الاسناد لما ذکر الخطیب فی تاریخه مناقب ابی حنیفة ومثالبه فغضب ملا ذکر مثالب ابی حنیفة الزاهد بن الحسن الکوثری فی تانیبه واقلب الروایات التی اسندها الخطیب واضعف رواتها من کانوا موثقین فاجابه الشیخ عبد الرحمان الیمانی فاجاد. فوثق الرواة من کانوا موثقین فی کتابه التنکیل فمن شآء فلیطالعه وقدم علیه الشیخ ناصر الدین البانی مقدمة وقد ذکرتها من قبل فصور صورة التانیب الاصلیة التی بدل فیه الکوثری احوال الرواة مختصرا حتی ینظر الناظر خلاصة مکر الکوثری وتمویه فیعلم القاری

میں کہتا ہوں کہ محدثین کرام جو ائمہ جرح و تعدیل اور نقاد ہیں ان کی کتابوں سے ذکر کرتا ہوں. لیکن اسانید حذف کروں گا. کیونکہ محدثین کرام نے اسناد بیان کرنے سے مجھے بے پرواہ کر دیا ہے چنانچہ امام خطیب بغدادی نے اپنی تاریخ میں امام ابو حنیفہ کے مناقب اور مثالب بیان کیے تو ابو حنیفہ کے مثالب بیان کرنے پر زاہد بن حسن کوثری چراغ پا ہو گئے اور اس کے جواب میں ایک کتاب بنام "تانیب" لکھی، جس میں خطیب کی بیان کردہ روایات کی سندیں الٹ پلٹ کر دیں. اور جو راوی ثقہ تھے، ان کو ضعیف ثابت کیا. اس کا شیخ عبد الرحمان یمانی نے جواب دیا اور اچھا جواب دیا، لہذا جو راوی ثقہ تھے، اپنی کتاب تنکیل میں انکی توثیق ثابت کی. پس جو چاہے اُس کا مطالعہ کرے. شیخ ناصر الدین البانی نے اس پر مقدمہ لکھا، جس میں کوثری کی کتاب تانیب کی اصلی تصویر بیان کی کہ کس طرح کوثری نے راویوں کی اصلیت اور حقیقت کو بدلنے کی کوشش کی تاکہ دیکھنے والا کوثری کے مکر و فریب

البصير بنيته الفاسدة وتعصبه المذهبي وخبثه الباطن الذي ظهر من قلمه فجزى الله تعالى ناصر الدين خير الجزاء حتى اظهر مكائده فنقلت عبارات العقيلي والذهبي وابن حبان والخطيب من كتبهم حذفت اسماء الرواة مخافة التطويل واذكر من كان راويا ناقلا عن ابي حنيفة وناظر اعماله وعالما بعقائده فمن شاء توثيق الرواة وتصديقها فليطالع تاريخ الخطيب والتانيب والتنكيل والمطولات ويرى احوال ابي حنيفة واصحابه ومن يحب الدين الصحيح الخالص الثابت عن رسول الله صلى الله عليه وسلم فليطالع هذه الكتب وكتابي هذا وجوبا حتى يكون اهلا لان يميز الخبيث من الطيب والنقل من الاصل ۔

فاسد نیت، مذہبی تعصب اور خبث باطن کا اندازہ لگالے جو اس کے قلم سے ٹپک رہا ہے۔ پس اللہ پاک ناصر الدین البانی کو جزائے خیر عطا کرے، جنہوں نے کوثری کے مکر و فریب کا پردہ چاک کیا۔

لہذا میں نے بھی ائمہ جرح وتعدیل عقیلی، امام ذہبی، ابن حبان اور خطیب بغدادی کی عبارات ان کی کتابوں سے نقل کی ہیں اور تطویل کے خوف سے ان روایات کے راویوں کے نام حذف کر دیئے ہیں۔ (جس کا سبب بیان ہوا) البتہ صرف ان راویوں کا ذکر کروں گا، جو (امام) ابوحنیفہ سے ناقل یا ان کے اعمال کو دیکھنے والا ہو۔ یا ان کے عقائد کا جاننے والا ہو۔ لہذا جن کو راویوں کی توثیق وتضعیف کا احوال مطلوب ہو، وہ تاریخ خطیب اور تانیب اور تنکیل یا دوسری متداول ومبسوط کتابیں مطالعہ کرے۔ تاکہ ابوحنیفہ ان کے ساتھیوں کا حال معلوم ہو اور یہ لیکھے کہ خالص، صحیح اور رسول پاک سے ثابت شدہ دین سے محبت کرنے والے لوگ کون ہیں، یہاں تک کہ وہ اس قابل ہو جائے کہ ناپاک سے پاک کو اور نقل سے اصل میں امتیاز اور فرق کر سکے۔

ابو حنیفہ کی عبادت

فكان ابو حنيفة يختم القرآن فى كل ليلة فى ركعة فكان ابو حنيفة يصلى العشاء والفجر بطهر واحد

وعن ام حميد حاضنة ولد ابى حنيفة قالت ام ولد ابى حنيفة ما توسد ابو حنيفة فراشا بليل مذ عرفته وصلى ابو حنيفة فيما حفظ عليه صلوٰة الفجر بوضوء العشاء اربعين سنة فكان عامة الليل يقرء جميع القرآن فى ركعة۔ قال حماد بن ابى حنيفة لما غسل الحسن بن عمارة ابى قال غفر الله لك لم تفطر ثلاثين سنة ولم تتوسد يمينك بالليل منذ اربعين سنة انتهى ملخصًا (مناقب ابى حنيفة وصاحبيه من الذهبى)۔

اقول هٰذا غلو و اطراء لا يجوز لمسلم ان يطرى احدا فهل كان ابو حنيفة اورع و اتقى ام رسول الله صلى الله عليه وسلم و اصحابه ؟ وقد قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اما

ابو حنیفہ ایک ہی رکعت میں اور ایک رات کو قرآن شریف کا ختم نکالتے تھے اور وہ عشا کی نماز کے وضوء سے فجر کی نماز پڑھتے تھے۔

اور ابو حنیفہ کے بیٹے کی دائی ام حمید نے روایت کیا کہ اس نے کہا کہ مجھے ابو حنیفہ کی بیوی نے بتایا کہ جب سے میں ابو حنیف کو جانتی ہوں، انہوں نے رات کو سر کے نیچے کبھی بھی تکیہ نہیں لگایا۔ یعنی ساری رات عبادت کرتے رہتے اور ابو حنیفہ نے عشا کے وضوء سے چالیس سال تک نماز فجر ادا کی اور عام طور پر ہر رات ایک رکعت میں سارا قرآن تلاوت کر لیتے۔

ابو حنیفہ کے بیٹے حماد نے کہا کہ جب حسن بن عمارہ نے میرے باپ کو غسل دیا تو اس وقت کہا کہ اللہ آپ کے اوپر رحم فرمائے، آپ تیس سال سے (مسلسل) روزیدار رہے اور چالیس سال تک اپنے سر کے نیچے دائیں ہاتھ کا سرہانہ نہ دیا۔

انتہی ملخصًا (مناقب ابی حنیفہ و صاحبیہ للذہبی)

میں کہتا ہوں کہ یہ غلو اور اسلاف پرستی میں انتہا ہے جو کہ کسی مسلمان کے لئے جائز نہیں ہے کہ کسی کو حد سے اتنا بڑھایا جائے۔

سوال یہ ہے کہ ابو حنیفہ زیادہ متقی اور پرہیز گار

والله انی لاخشاکم لله و اتقاکم
لله لکنی اصوم و افطر و اصلی و
ارقد و اتزوج النساء. فمن رغب
عن سنتی فلیس منی (متفق علیه)

و فی روایة فوالله انی لاعلمهم
بالله و اشدهم خشیة (متفق علیه)

وقالوا "یارسول الله ! قد شبت". قال
"شیبتنی سورة هود و اخواتها".

وقال ابوبکر "یارسول الله ! قد
شبت". قال "شیبتنی هود والواقعة
والمرسلات وعم یتسآءلون و اذا
الشمس کورت". رواهما الترمذی.

وقال رسول الله صلی الله علیه وسلم
لم یفقه من قرء القرآن فی اقل من
ثلاث رواه الترمذی و الدارمی و
ابو داؤد. وسئلت ام سلمة عن
قرأة النبی صلی الله علیه وسلم فاذا
هی تنعت قرأة مفسرة حرفا حرفا
رواه الترمذی و ابوداؤد والنسائی
وعن ام سلمة قالت کان رسول الله
صلی الله علیه وسلم یقطع قرأة یقول

تھے یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ؟ اور آپ
کے اصحاب کرام رضی اللہ عنہم ؟ جبکہ نبی پاک
کا ارشاد ہے کہ بخدا ! میں اللہ سے سب سے
زیادہ ڈرنے والا اور تم سب میں سب سے زیادہ
متقی ہوں۔ اس کے باوجود روزے رکھتا بھی ہوں اور
نہیں بھی رکھتا۔ نماز (تہجد) پڑھتا بھی ہوں اور سوتا
بھی ہوں اور عورتوں سے نکاح بھی کرتا ہوں پس
جو میری سنت سے اعراض کریگا وہ مجھ سے نہیں ہے۔
(متفق علیہ)

ایک روایت میں ہے کہ " خدا کی قسم !
میں ان میں اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ جاننے والا
اور سب سے زیادہ ڈرنے والا ہوں" (متفق علیہ) اور
لوگوں نے کہا کہ یارسول اللہ ! آپ تو (جلد) بوڑھے
ہوگئے ؟ فرمایا کہ مجھے سورہ ہود اور اس طرح
کی دیگر سورتوں نے بوڑھا کردیا۔ (ایک بار) ابوبکرؓ
نے عرض کی کہ یارسول اللہ ! آپ (قبل از وقت) بوڑھے
ہوگئے ؟ فرمایا کہ مجھے ہود، واقعہ، مرسلات، عم یتساءلون
اور اذا الشمس کورت نے بوڑھا کردیا (ترمذی) آپ
کا ارشاد ہے جس نے تین دن کے اندر قرآن پڑھا اس نے
قرآن نہیں سمجھا (ترمذی دارمی اور ابوداؤد) اور
ام سلمہؓ سے نبی پاک کی قرأت کے بارے میں دریافت کیا
گیا تو کہا کہ آپ حرف بحرف اور جدا جدا الفاظ ادا

الحمد للّٰہِ رب العالمین. ثم یقف ثم یقول الرحمٰن الرحیم. ثم یقف، رواہ الترمذی. وفی ابی داؤد ص۵۵۶ یقطع قرأۃ آیۃ وفی حاشیتہٖ قولہٗ آیۃ ای یقف علی کل آیۃ عن الآیۃِ الاخریٰ بوقفہٖ بینھما اھ. وعن حذیفۃ انہٗ صلّٰی مع النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم وکان یقول فی رکوعہٖ سبحان ربی العظیم وفی سجودہٖ سبحان ربی الاعلیٰ وما اتیٰ علیٰ آیۃ رحمۃ الاوقف وسأل وما اتیٰ علیٰ آیۃ عذاب الاوقف وتعوذ (رواہ ابوداؤد والدارمی والترمذی وحسنہ. وعنہ انہٗ رأی النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم یصلی من اللیل فصلی اربع رکعات وقرأ فیھن البقرۃ وآل عمران والنساء والمائدۃ او الانعام شک شعبۃ.

فھٰذہٖ صلوٰۃ النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم وھی کما تری صلوٰۃ طویلۃ قد قرأ فیھا سورا طوالا وما نری صلوٰتہٗ

فرمایا کرتے (ترمذی، ابوداؤد اور نسائی) ام سلمہ رضی اللّٰہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم لفظوں کو الگ الگ کر کے پڑھتے تھے۔ الحمد للّٰہِ رب العالمین پڑھ کر رک جاتے۔ پھر الرحمٰن الرحیم پڑھتے پھر رک جاتے (ترمذی) ابوداؤ صفحہ ۵۵۶ پر ہے آپ قرأت کو کاٹ کر ایک ایک آیت کو ادا فرمایا کرتے تھے۔ ابوداؤد کے حاشیہ پر ہے کہ ہر ایک آیت کو دوسری آیت سے جدا کر کے ان کے درمیان وقف فرماتے تھے۔ حذیفہ رضی اللّٰہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز ادا کی تو آپ رکوع میں سبحان ربی العظیم اور سجدہ میں سبحان ربی الاعلیٰ پڑھتے اور جب رحمت کی کوئی آیت آتی تو کھڑے ہوتے اور دعا مانگتے اور جب عذاب کی آیت آتی تو بھی رک جاتے اور پناہ مانگتے۔ (ابوداؤد، دارمی اور ترمذی) امام ترمذی نے اسے حسن کہا۔ اور حذیفہ سے مروی ہے کہ انہوں نے نبیؐ پاک کو نمازِ (تہجد) پڑھتے دیکھا آپؐ نے چار رکعت پڑھیں جس میں بقرہ، آل عمران، نساء اور مائدہ یا انعام پڑھیں (راوی شعبہ کو اس میں شک ہے) پس نبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم کی نماز یہ ہے اور یہ جیسا کہ آپ دیکھ رہے ہیں طویل نماز ہے جس میں

صلى الله عليه وسلم صلى قط اطول منها
ولم يقرأ فيها اكثر من ثلث القرآن
وعنه قال صليت مع النبي صلى
الله عليه وسلم ذات ليلة فافتتح
البقرة فقلت يركع عند المأة ثم
مضٰى فقلت يصلي بها في ركعة.
فمضٰى فقلت يركع بها ثم افتتح
النساء فقرأها. ثم افتتح آل عمران
فقرأها يقرء ها مترسلا. اذا مرّ
بآية فيها تسبيح سبح و اذا مرّ
بسوال سأل و اذا بتعوذ تعوذ ثم
ركع فجعل يقول سبحان ربي
العظيم. فكان ركوعه نحوا من
قيامه. ثم قال سمع الله لمن
حمده. ثم قام طويلا قريبًا مما
ركع. ثم سجد. فقال سبحان ربي
الاعلى فكان سجوده قريبا من
قيامه (رواه مسلم)

وعن ابي وائل يحدث ان
رجلا جآء الى ابن مسعود فقال
انى قرأت المفصلة الليلة كله.

آپ نے سب سے زیادہ طویل سورتوں کی قرءت کی ہے
اس سے طویل آپ نے کوئی نماز نہیں پڑھی اس میں
بھی آپ نے ایک تہائی سے زیادہ قرآن نہیں پڑھا

اور حذیفہ رضؓ سے مروی ہے کہ ایک رات میں نے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی۔ آپؐ
نے سورۂ بقرہ کا آغاز کیا۔ میں نے سوچا کہ آپ ایک
سو آیت پہ رکوع میں چلے جائیں گے۔ لیکن آپ
پڑھتے رہے۔ میں نے سوچا کہ بقرہ پہ رکعت ختم کر کے
رکوع کریں گے، مگر آپ پڑھتے رہے۔ پھر نساء شروع
کی اسے پورا کرنے کے بعد آل عمران شروع کی اسے
ٹھہر ٹھہر کر پڑھا۔ جب تسبیح والی آیت آتی تو اللہ کی
تسبیح فرماتے، جہاں مانگنے کی بات ہوتی تو سوال
فرماتے اور جب عذاب کا ذکر ہوتا تو پناہ مانگتے۔
پھر رکوع میں چلے گئے۔ رکوع میں سبحان ربی العظیم
پڑھتے رہے۔ آپ کا رکوع بھی قیام کی طرح لمبا تھا۔
پھر سمع اللہ لمن حمدہ کہا۔ پھر بہت دیر تک قیام
میں رہے جتنی دیر رکوع میں رہے۔ اس کے بعد
سجدہ کیا اور سبحان ربی العظیم پڑھتے رہے۔ آپ کا
سجدہ بھی قیام کی مانند طویل تھا (مسلم)

ابو وائل بیان کرتا ہے کہ ایک آدمی عبداللہ
بن مسعود کے پاس آیا اور کہا کہ آج رات میں نے

في ركعة. فقال عبد الله هذا كهذ ا
الشعر. فقال عبد الله لقد عرفته
النظائر التي كان رسول الله صلى الله
عليه يقرأ بينهن. قال فذكر عشرين
سورة من المفصل سورتين سورتين
في ركعة رواه مسلم. وعن عبد الله
بن عمرو بن العاص قال قال رسول
الله صلى الله عليه وسلم اقرأ القرآن
في كل شهر. قال قلت اني اجد قوة.
قال فاقرأ في عشرين ليلة. قال قلت
اني اجد قوة. قال فاقرأه في سبع
ولا تزد على ذلك رواه مسلم ص ٣٦٦ ج ٢
وعن عائشة قالت وما رأيت
رسول الله صلى الله عليه وسلم قام
ليلة حتى الصبح (رواه مسلم) وهكذا
كانت صلوة النبي صلى الله عليه وسلم
بالليل وهو اتقى الامة واخشاهم
واعلمهم واورعهم واصحابه رضي
الله عنهم وهذا قرأة النبي صلى الله
عليه وسلم واصحابه وتلك عبادة
ابي حنيفة وقرأته وصلوته مختلفة

ایک رکعت میں ساری مفصلات (حجرات سے بروج
تک) پڑھی ہیں۔ انہوں نے کہا کہ یہ تو جلدی جلدی
پڑھ لیا جس طرح شعر پڑھا جاتا ہے۔
پھر عبداللہ نے کہا کہ میں ان سورتوں کو
جانتا ہوں، جن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اکٹھا
پڑھتے تھے۔ پس انہوں نے بیس مفصلات بیان
کیں جن کو نبی پاک ایک ایک رکعت میں دو دو
سورتیں ملا کر پڑھتے تھے۔ (مسلم نے اسے روایت کیا)
عبداللہ بن عمرو بن العاص سے روایت ہے کہ رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم ہر ماہ ایک بار قرآن
پڑھ لیا کرو۔ عرض کی کہ میں اس سے زیادہ کی قوت
رکھتا ہوں۔ آپ نے فرمایا پھر تم بیس راتوں میں ختم
کر لیا کرو۔ عرض کی میں اس سے زیادہ کی طاقت
رکھتا ہوں۔ تو آپ نے فرمایا کہ سات راتوں میں پورا
کر لو۔ اور اسے زیادہ کم نہ کرو (مسلم)
اور عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ میں نے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پوری رات صبح تک نماز
پڑھتے نہیں دیکھا (مسلم) تو یہ تھی رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کی نماز تہجد۔ جبکہ آپ امت میں سب سے زیادہ
متقی، خدا ترس، اللہ کو جاننے والے اور پرہیزگار
تھے اور یہی نماز اصحاب رسول رضی کی بھی تھی اور یہی

مصطنعة من جانب مقلديه وجعلوه اورع واتقى واعبد من النبي صلى الله عليه وسلم قاتلهم الله انى يؤفكون.

تلاوت کلام پاک نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور انکے اصحابؓ کی تھی اس کے بالمقابل ابوحنیفہ کی عبادت قرأت اور نماز کی یہ خود ساختہ اور جعلی کیفیت ہے جو ان کے مقلدینؒ گھڑ رکھی ہے اور انکو نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی زیادہ پرہیز گار خدا ترس اور عبادت گذار بنادیا۔ قاتلهم الله انّى يؤفكون۔

ابوحنیفہ کے مثالب (زخم جو انہوں نے امت کو دیئے)

واذا فرغنا من بيان عبادة ابى حنيفة نشرع فى بيان مثالبه و ننقلها من كتب الائمة النقادين العادلين الضابطين فهم ائمة الجرح والتعديل فاقول مثال ابى حنيفة اكثر من مناقبه لان عامة مناقبه مفتريات لا اصل بها. فقال الامام ابو جعفر محمد ابن عمرو بن موسىٰ بن حماد العقيلى المكى فى كتابه كتاب الضعفاء الكبير عن حماد بن زيد يقول سمعت ايوب حين ذكر ابو حنيفة فقال ايوب يريدون ليطفؤا نور الله بافواههم ويأبى الله الا ان يتم نوره ولو كره الكافرون (الآية)

جب ابوحنیفہ کی عبادت کے بیان سے فارغ ہوئے تو اب ہم ان کے مثالب ائمہ نقاد اور جرح وتعدیل کے عادل اور قابل اعتماد علماء کی کتابوں سے نقل کریں گے۔ لہٰذا میں کہتا ہوں کہ ابوحنیفہ کے مثالب ان کے فضائل سے کہیں زیادہ ہیں۔ اس لئے کہ ان اکثر فضائل کی داستانیں خود ساختہ اور جعلی ہیں جن کی کوئی اصل نہیں ہے۔

چنانچہ امام ابوجعفر محمد بن عمرو بن موسیٰ بن حماد عقیلی مکی نے اپنی کتاب "کتاب الضعفاء الکبیر" میں کہا کہ حماد بن زید کہتا ہے کہ میں نے ایوب سے سنا جبکہ ابوحنیفہ کا ذکر ہو رہا تھا، تو اس وقت ایوب نے یہ آیت پڑھی يريدون ان يطفؤا الخ. یہ چاہتے ہیں کہ اپنی پھونکوں سے اللہ کا نور (اسلام) بجھادیں اللہ اس سے انکار کرتا ہے مگر یہ کہ اپنا نور پورا کرے اگرچہ یہ بات کافروں کو کتنی بھی ناگوار کیوں نہ ہو۔

وعن عمر بن اسحاق قال سمعت
ابن عون يقول ما ولد فى الاسلام
مولود اشأم عن ابى حنيفة و
كيف تاخذون دينكم عن رجل
قد خذل فى عظم دينه وقال
سلمة بن حكيم لما مات ابو
حنيفة الحمد لله ان كان لينقض
الاسلام عروة عروة وعن مؤمل
قال كنا عند السفيان الثورى
فجاء ذكر ابى حنيفة فقام و
قال غير ثقه ومامون وعن الحميد
قال سمعت سفيان يقول ما ولد
فى الاسلام مولودٌ اضر على الاسلام
عن ابى حنيفة وعن مالك بن
انس يقول ان ابا حنيفة كاد الدين
فليس له دين وعن الوليد بن
المسلم قال قال لى مالك بن
انس يذكر فى بلدكم ابو حنيفة
قال قلت نعم قال ما ينبغى
لبلدكم ان تسكن وعن حماد بن
سلمة سمعت شعبة يلعن ابا
حنيفة يقول كف من تراب
خير من ابى حنيفة وعن

اور عمر بن اسحاق سے روایت ہے کہ انہوں نے عون
سے سنا وہ کہہ رہے تھے کہ اسلام میں ابو حنیفہ
سے زیادہ کوئی بدبخت انسان پیدا نہیں ہوا اور
تم لوگ ایسے آدمی سے کس طرح اپنا دین لیتے
ہو جو اپنے دین کے بڑے حصے میں رسوا ہوا ہو۔
اور سلمہ بن حکیم سے روایت ہے کہ جب ابو حنیفہ
فوت ہوئے تو اس نے کہا کہ الحمد للہ! (ایک
ایسا آدمی مرا جو) اسلام کو حلقہ حلقہ کر کے توڑتے
رہے) اور مؤمل سے مروی ہے کہ ہم سفیان ثوری
کے پاس تھے کہ اتنے میں ابو حنیفہ کا ذکر چل
نکلا پس سفیان اٹھ کھڑے ہوئے فرمایا کہ ابو حنیفہ
دین میں سچے نہ تھے اور نہ امانتدار۔ اور حمید سے روایت
ہے کہ میں نے سفیان سے سنا انہوں نے کہا کہ ابو حنیفہ
سے زیادہ نقصان پہنچانے والا اسلام میں کوئی
شخص پیدا ہی نہیں ہوا۔ اور مالک بن انس
سے مروی ہے کہ وہ کہتے تھے ابو حنیفہ نے دین کو
نقصان پہنچایا، لہٰذا اس کا کوئی دین ہی نہیں
ہے اور ولید بن مسلم سے روایت ہے کہ اس نے کہا
کہ مجھے مالک بن انس نے کہا کہ تمہارے شہر میں ابو حنیفہ
کا چرچا ہے؟ میں نے کہا کہ "ہاں"! مالک نے کہا
مناسب نہیں کہ تمہارے شہر میں سکونت اختیار کی جائے اور
حماد بن سلمہ سے روایت ہے کہ اس نے شعبہ سے
سنا وہ ابو حنیفہ پر لعنت کر رہے تھے اور کہہ رہے تھے

شريك يقول انما كان ابو
حنيفة صاحب الخصومات و
لم يكن يعرف ٢ الا بالخصومات
وهكذا قال ابو بكر بن
عياش.

وعن عبد الله بن مبارك
يقول اضربوا على حديث ابي
حنيفة وعن معاذ بن معاذ
العنبري يقول سمعت سفيان
الثوري استتيب ابوحنيفة من
الكفر مرتين. وعن محمد بن بشار
العبد بن بندار يقول ما كان عبد
الرحمن بن مهدي يذكر اباحنيفة
الا قال بينه وبين الحق حجاب وعن
علي بن المديني قال سمعت يحيى بن سعيد
يقول مر بي ابوحنيفة وانا في سوق
الكوفة فقال لي تيس القياس هذا
ابوحنيفة فلم اساله عن شيء قال
يحيى كان جاري بالكوفة فما قربته
ولا سألته عن شيء قيل ليحيى كيف
كان حديثه قال لم يكن لصاحب
الحديث. وسئل وكيع بن الجراح عن
ابي حنيفة قال كان مرجئا يرى السيف

مٹی کی ایک مٹھی ابو حنیفہ سے بہتر ہے اور شریک
سے روایت ہے کہ وہ کہتے تھے کہ ابو حنیفہ فسادی
اور جھگڑالو آدمی تھے اور اسی جھگڑے بازی سے
ہی پہچانے جاتے تھے۔ اسی طرح ابوبکر بن عیاش
نے بھی کہا ہے اور عبد اللہ بن مبارک سے مروی
ہے انہوں نے کہا کہ ابو حنیفہ کی حدیث کو پھینک
دو (کیونکہ وہ صحیح بیان نہیں کرتا) اور معاذ العنبری
سے روایت ہے کہ اس نے سفیان ثوری سے سنا
کہ ابو حنیفہ کو کفر سے دو بار توبہ کرائی گئی۔ اور
محمد بن بشار سے روایت ہے کہ عبد الرحمٰن بن مہدی
جب بھی ابو حنیفہ کا ذکر کرتے تو یہ کہتے کہ ان کے
اور حق کے درمیان حجاب ہے اور علی بن مدینی
سے مروی ہے کہ میں نے یحیٰی بن سعید سے سنا وہ
کہ ابو حنیفہ میرے پاس سے گذرے جبکہ میں کوفہ
کے بازار میں تھا تو مجھ سے کسی نے کہا کہ یہ ابو حنیفہ
ہیں قیاس کے تیس (نر) لیکن میں نے ان سے کچھ
نہیں پوچھا۔ یحیٰی کہتے ہیں کہ کوفہ میں ابو حنیفہ میرے
پڑوسی تھے لیکن میں نہ ان کے نزدیک جاتا اور
نہ کوئی مسئلہ پوچھتا تھا۔ یحیٰی سے پوچھا گیا کہ ابو حنیفہ
کی حدیث کا کیا حال ہے؟ تو فرمایا کہ "وہ صاحب
الحدیث نہ تھے"۔ اور وکیع بن جراح سے پوچھا گیا
کہ ابو حنیفہ کیسے تھے؟ فرمایا کہ وہ مرجی تھے۔
وہ مسلمانوں میں تلوار اٹھانا جائز سمجھتے تھے اور

وعن یوسف بن اسباط قال کان
ابو حنیفۃ مرجئا یری السیف و
ولد علی غیر الفطرۃ وعن احمد
بن حنبل یقول ابو حنیفۃ یکذب
وعن ابی قطن کان ابو حنیفۃ
زمنا فی الحدیث وعن احمد
بن حنبل رأی ابی حنیفۃ مذموم
وحدیثہ لا یذکر وعن عبد اللہ
بن احمد سمعت ابی یقول حدیث
ابی حنیفۃ ضعیف ورایہ ضعیف
وعن یحی بن معین سئل عن
ابی حنیفۃ قال کان یضعف
فی الحدیث وعن سفیان الثوری
الحمد للہ الذی اراح المسلمین
منہ لقد کان ینقض الاسلام عروۃ
عروۃ. وعن زیاد بن ایوب
یقول سألت احمد بن حنبل عن
الروایۃ عن ابی حنیفۃ وابی یوسف
فقال لا اری الروایۃ عنہما
انتہی کلام العقیلی.

یوسف بن اسباط سے روایت ہے کہ ابوحنیفہ
مرجئہ تھا، مسلمانوں میں تلوار اٹھانے کو جائز سمجھتا
تھا اور وہ غیر فطرتی (اشریہ) انسان تھے اور احمد بن
حنبل سے روایت ہے کہ ابوحنیفہ جھوٹ بولتے تھے۔
اور ابوقطن سے روایت ہے کہ ابوحنیفہ حدیث میں
(زمن) محتاج تھے اور احمد بن حنبل سے روایت
ہے کہ ابوحنیفہ کی رائے بری ہے اور ان کی حدیث بیان
نہ کی جائی۔ اور عبد اللہ بن احمد سے روایت ہے کہ
میں نے اپنے والد سے سنا کہ ابوحنیفہ کی حدیث بھی مردود
ہے اور رائے بھی مردود۔ اور یحی بن معین سے ابوحنیفہ
کے متعلق سوال کیا گیا کہ تو جواب دیا کہ وہ حدیث
میں ضعیف ہیں اور سفیان ثوری نے ابوحنیفہ کے
موت کے وقت کہا کہ الحمد للہ کہ اس نے
مسلمانوں کو ابوحنیفہ سے نجات دلا دی۔ وہ
اسلام کو حلقہ حلقہ کر کے توڑتے رہے۔

اور زیاد بن ایوب سے روایت ہے کہ امام
احمد بن حنبل سے ابوحنیفہ اور ابو یوسف سے
روایت کرنے کے بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا کہ میں
ان دونوں سے روایت کرنے کو جائز نہیں سمجھتا۔
امام عقیلی کا کلام پورا ہوا۔

امام ابن حبان کی عبارات

قال الامام محمد بن حبان بن احمد ابو حاتم التمیمی البستی فی کتابہ کتاب المجروحین من المحدثین و الضعفآء والمتروکین : نعمان بن ثابت ابوحنیفۃ الکوفی صاحب الرأی یروی عن عطاء و نافع. کان مولدہ سنۃ ثمانین ومات ابوحنیفۃ خمسین ومأۃ ببغداد وقبرہ فی مقبرۃ الخیزران وکان رجلاجدلاً ظاہر الورع لم یکن الحدیث صناعتہ۔ حدث بمأۃ وثلاثین حدیثا مسانید مالہ حدیث فی الدنیا غیرھا. اخطأ منہا فی مأۃ وعشرین حدیثا. اما ان یکون اقلب اسانیدہ اوغیّر متنہ من حدیث لایعلم. فلماغلب خطأہ علی ثوابہ استحق لترک الاحتجاج بہ لانہ کان داعیا الی الارجاءِ والداعیۃ الی البدع لا یجوز ان یحتج بہ عند ائمتنا قاطبۃ. لا اعلم بینہم خلاف علی ان ائمۃ المسلمین واھل الورع

امام محمد بن حبان بن احمد ابو حاتم تمیمی بستی اپنی کتاب "کتاب المجروحین من المحدثین و الضعفاء والمتروکین" میں کہتے ہیں :-

نعمان بن ثابت ابوحنیفہ کوفی صاحب الراء تھے اور عطاء اور نافع سے روایت کرتے ہیں ان کی ولادت اسی ہجری میں ہوئی اور ایک سو پچاس ہی میں بغداد میں وفات ہوئی۔ ان کی قبر خیزران قبرستان میں ہے اور ابوحنیفہ جھگڑالو آدمی تھے، ظاہر میں متقی تھے لیکن حدیث میں صناعت نہ تھی (محدث نہیں تھے۔ ایک سو تیس احادیث روایت کیں جو باسند بیان کیں۔ اس کے علاوہ دنیا میں ان کی کوئی حدیث نہیں۔ ان میں سے بھی ایک سو بیس احادیث میں غلط بیانی کی یا ان کی سندیں الٹ پلٹ کردیں یا متن کو بگاڑ دیا۔ جس کا کوئی پتہ ہی نہیں چلتا۔ جب اس کے صواب پر خطا غالب ہوئی تو اس سے احتجاج کرنا صحیح نہیں، اس کے علاوہ وہ ارجاء (مرجیہ کی بدعت) کے طرف داعی تھا اور جو بدعت کی طرف دعوت دے اس سے روایت کرنا بالاتفاق ناجائز ہے۔ جس میں ہمارے اماموں کے ہاں کوئی اختلاف نہیں اس کے علاوہ مسلمانوں کے اماموں اور دیندار

فی الدین فی جمیع الامصار وسائر
الاقطار جرحوه واطلقوا علیه
القدح الا الواحد بعد الواحد قد
ذکرنا ماروی فیه من ذالك فی
کتاب التنبیه علی التمویه فاغنی
ذلك عن تکرارها فی هذا الکتاب
غیر انی اذکر منها جملا یستدل
بها علی ما وراءها. فمن ذلك
قال ابن حبان عن سفیان الثوری
استتیب ابوحنیفة من الکفر مرتین
عن ابی یوسف قال اول من قال
القرآن مخلوق ابوحنیفة یرید
بالکوفة وعن عمر بن حماد بن
ابی حنیفة قال سمعت ابی یقول
سمعت اباحنیفة یقول القرآن مخلوق
قال فکتب الیه ابن ابی لیلی اما ان
ترجع والا لافعلن بك. فقال
قد رجعت فلما اتی بیته قلت یا
ابی الیس هذا رأیك قال نعم یابنی
وهو الیوم ایضا رأیی و
لکنی اعیتهم التقیة.

وعن عبد الصمد بن
احسان قال کنت مع سفیان

لوگوں نے ہر ایک ملک میں اس پر جرح کی ہے اور
ایک ایک کی جرح اس پر وارد ہے۔ ہم نے یہ
جروح اپنی کتاب التنبیہ علی التمویہ میں بیان کی
ہیں اس وجہ سے اس بیان کو ہم دوبارہ دہرانے
کی ضرورت محسوس نہیں کرتے۔

تاہم پھر بھی چند ایک جملے بیان کیے دیتے
ہیں جس سے اس کے علاوہ پر دلیل اخذ کیا جا
سکتا ہے۔ ان میں سے سفیان ثوری سے ابن
حبان کا وہ قول ہے جس میں ہے کہ ابوحنیفہ کو کفر
سے دوبار توبہ کرائی گئی۔ اور ابویوسف سے روایت
ہے کہ کوفہ میں سب سے پہلے جس نے قرآن کو مخلوق
کہا وہ ابوحنیفہ تھے۔ اور عمر بن حماد بن ابی
حنیفہ سے روایت ہے کہ میں نے اپنے باپ حماد
سے سنا، انہوں نے ابوحنیفہ سے کہ قرآن مخلوق
ہے۔ حماد نے کہا کہ قاضی محمد بن عبدالرحمان بن ابی
لیلی نے ابوحنیفہ کو لکھا کہ اپنے اس قول سے باز
آجاؤ ورنہ تمہارے ساتھ سختی سے نمٹوں گا۔ لہذا
ابوحنیفہ نے کہا کہ میں اپنے اس قول سے باز آگیا۔
پھر جب ابوحنیفہ گھر آئے تو میں نے پوچھا کہ "القرآن
مخلوق" آپ کا عقیدہ ہے؟ تو جواب دیا کہ ہاں!
اب بھی یہی عقیدہ ہے، لیکن میں اس سے تقیہ
(شیعوں والا جھوٹ) کر کے بچ گیا۔ اور عبدالصمد
بن حسان سے روایت ہے کہ میں سفیان ثوری کے

الثوری بمکة عند المیزاب فجآء
رجل فقال ابوحنیفة مات قال
اذهب الی ابراهیم بن طهمان
فاخبره. فجآء الرسول فقال وجدته
نائمًا. قال ویحك اذهب فانبهه
وبشره فان فتان هذه الامة
مات. والله ! ما ولد فی الاسلام
مولود اشأم علیهم من ابی حنیفة
و الله لکان ابوحنیفة اقطع
لعروة الاسلام عروة عروة من
قحطبة الطائی بسیفه. وعن
ابی اسحاق الفزاری قال سمعت
السفیان الثوری وجاء نعی ابی
حنیفة فقال الحمد لله ! الذی
راح المسلمین منه لقد کان
ینقض الاسلام عروة عروة.
وروی عن ابی حنیفة عبد
الله بن مبارك ثم ترکه وقال
کان ابوحنیفة یتیما فی الحدیث و
فی روایة عنه کان ابوحنیفة مسکینا
فی الحدیث. وعبد الرحمٰن بن مهدی
یقول وذکر ابوحنیفة لیحملوا اوزارهم
کاملة یوم القیمة ومن اوزار الذین

ساتھ مکہ میں میزاب کے تحت بیٹھا ہوا تھا کہ ایک
آدمی نے آکر کہا کہ ابوحنیفہ فوت ہوگئے۔ سفیان
نے قاصد سے کہا کہ ابراہیم بن طہمان کے پاس جا
اور ابوحنیفہ کی وفات کی خبر اسے پہنچا۔ قاصد نے
واپس آکر کہا کہ وہ تو سو رہے ہیں۔ سفیان نے کہا
کہ تف ہو تجھ پر۔ جا اور اسے جگا کر یہ خوشخبری سنادے
کہ اس امت کا فتنہ باز انسان مرگیا ہے۔ خدا
کی قسم ! ابوحنیفہ جیسا بدبخت آدمی اسلام
میں پیدا نہیں ہوا۔ خدا کی قسم ! ابوحنیفہ نے
اسلام کو حلقہ حلقہ کر کے توڑ دیا۔ اور وہ اس میں
قحطبہ لطائی کی تلوار سے بھی بیش بیش ہے۔ ابو
اسحاق فزاری سے مروی ہے کہ "میں نے سفیان
ثوری سے سنا جبکہ ابوحنیفہ کے موت کی خبر آکر ملی؛
انہوں نے کہا کہ الحمد للہ ! کہ اس نے مسلمانوں
کو ابوحنیفہ سے نجات دلادی۔ کیونکہ وہ اسلام کو حلقہ
حلقہ کر کے توڑتے رہے اور عبداللہ بن مبارک شروع
میں ابوحنیفہ سے روایات لیتے تھے، بعد میں روایت
لینا ترک کر دیا اور کہا کہ ابوحنیفہ حدیث میں یتیم اور
مسکین ہے۔ عبدالرحمان بن مہدی سے روایت
ہے کہ ابوحنیفہ کا ذکر ہوا تو انہوں نے آیت پڑھی
لیحملوا اوزارہم الخ یعنی تاکہ قیامت کے دن اپنے
پورے پورے بوجھ اٹھائیں نیز ان کے بھی بوجھ
اٹھائیں جن کو انہوں نے بغیر علم کے گمراہ کیا۔ خبردار!

يضلون هم بغير علم الا ساء ما
يزرون ۔ يقول مساور القول فى
ابى حنيفة (شعر) :

كنا من ابى حنيفة فى سعة
حتّٰى بلينا باصحاب المقاييس
قوم اذا اجتمعوا صاحوا كانهم
ثعالب صيحت بين الفواريس

ويقول هدبة بن عبد الوهاب

- اذا ذووا الرأى خاصم من قياس
وجاء ببدعة هنة سخيفة
اتيتهم بقول الله فيها
وآثار نبوة شريفة
فكم من فرج محصنة عفيفة
احل حرامها بابى حنيفة

وعن شريك يقول كان
فى كل ربع من ارباع الكوفة
خمار يبيع الخمر خير من
ان يكون فيه رجل يقول
بقول ابى حنيفة وقال المحشى
فى حاشية هذا الكتاب ضعفه
النسائى من قبل حفظه وابن عدى

بہت ہی برا بوجھ ہے جو وہ اٹھائیں گے۔ مساور
الوراق ابو حنیفہ کے بارے میں شعر کہتا ہے (ترجمہ)

ہم ابو حنیفہ کے متعلق کشادگی میں ہوتے تھے
یہاں تک کہ ہم قیاس والوں کی وجہ سے آزمائے گئے
یہ (قیاس والے) ایک ایسی قوم ہے کہ جب اکٹھا
ہوتے ہیں تو اس طرح چیختے ہیں گویا کہ وہ
لومڑیاں ہیں جو آبی پرندوں کے درمیان میں آجاتی
ہیں۔

اور ہدبہ بن عبدالوہاب کہتا ہے کہ (ترجمہ)

جب قیاس والے قیاس کے ذریعہ لڑتے ہیں اور
اور جب تنگی اور کمزور بدعت پیش کرتے ہیں
تو اس وقت ہم اس کے مقابلے میں اللہ تعالیٰ
کا فرمان اور حدیث شریف پیش کرتے ہیں۔
پس کتنی ہی پاکدامن اور حیادار شرمگاہیں ہیں
جن کی حرمت ابو حنیفہ کی وجہ سے حلال قرار دے
دی گئی (جیسے حلالہ وغیرہ)

اور قاضی شریک کہتے ہیں کہ کوفہ کے ہر محلہ میں
اگر شراب کا کوئی ڈپو ہو جو شراب بیچتا ہے، وہ
بہتر ہے اس بات سے کہ ابو حنیفہ کے قیاس سے
وہ فتوے دے۔ اس کتاب کا حاشیہ لکھنے والا کہتا ہے
کہ امام نسائی نے حافظہ کی کمزوری کی وجہ سے
ابو حنیفہ کو ضعیف قرار دیا ہے۔ نیز ابن عدی
اور دوسرے ائمہ نے بھی اس وجہ سے ابو حنیفہ

والآخرون وقال البخاری کان مرجیا سکتوا عنه وعن رأیه وعن حدیثه. انتهیٰ

کو ضعیف قرار دیا ہے اور امام بخاری فرماتے ہیں کہ ابو حنیفہ مرجیہ تھا اور ائمہ دین نے اس کی حدیث، اس کی رائے اور قیاس سے سکوت اختیار کر لیا ہے۔ انتہیٰ

خطیب بغدادی کی عبارات

ماحکی عن ابی حنیفة فی الایمان. عن وکیع قال سمعت الثوری یقول نحن المؤمنون واهل القبلة عندنا مؤمنون فی المناکحة والمواریث والصلوٰة والاقرار و لنا ذنوب ولا ندری ما حالنا عند الله قال وکیع قال ابوحنیفة من قال بقول سفیان هٰذا فهو عندنا شاك. نحن المؤمنون هنا وعند الله حقا قال وکیع ونحن نقول بقول سفیان وقول ابی حنیفة عندنا جرأة وعن حمزة بن الحارث بن عمیر عن ابیه قال سمعت رجلا سأل ابا حنیفة فی المسجد الحرام عن رجل قال اشهد ان الکعبة حق ولکنی لا ادری هی هٰذهِ التی بمکة ام لا فقال مؤمن حقا و

ابو حنیفہ سے ایمان کے بارے میں جو کچھ بیان کیا گیا ہے وہ

وکیع سے روایت ہے کہ ثوری نے کہا کہ ہم مؤمن ہیں اور اہل قبلہ ہمارے نزدیک نکاح، ورثہ، نماز گواہی وغیرہ میں مؤمن ہیں اور ہمارے گناہ بھی ہیں اور ہم نہیں جانتے کہ اللہ کے ہاں ہمارا حال کیا ہوگا۔ وکیع کہتے ہیں کہ ابو حنیفہ نے کہا جو شخص سفیان کا یہ قول اختیار کرے وہ ہمارے ہاں شک میں مبتلا ہے۔ ہم اس دنیا میں بھی اور اللہ کے ہاں بھی حقیقی مؤمن ہیں۔

وکیع فرماتے ہیں کہ ہم سفیان ثوری کے قول کے مطابق یقین رکھتے ہیں اور ابو حنیفہ کا قول محض جرأت اور سینہ زوری ہے۔ اور حمزہ بن حارث بن عمیر سے روایت ہے کہ اس نے اپنے باپ سے روایت کی کہ ایک آدمی نے مسجد حرام میں ابو حنیفہ سے کسی ایسے شخص کے بارے میں سوال کیا جو کہتا ہے کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ کعبہ برحق ہے لیکن میں نہیں جانتا کہ وہ یہی ہے جو مکہ میں ہے یا کوئی

سألة عن رجل قال اشهد ان
محمد بن عبد الله نبی ولکن
لا ادری هو الذی قبره بالمدینة
ام لا؟ فقال مؤمن حقا. قال
الحمیدی ومن قال هذا فقد
کفر. وعن محمد بن محمد الباغندی
حدثنا ابی قال کنت عند الحمیدی
فاتاه کتاب احمد بن حنبل اکتب
الیّ باشنع مسئلة عن ابی حنیفة
فکتب الیه حدثنی الحارث بن عمیر
قال سمعت اباحنیفة یقول لو
ان رجلا قال اعرف لله بیتا
ولا ادری هو الذی بمکة اوغیره
امؤمن هو قال نعم ولو ان رجلا
قال اعلم ان النبی صلی الله علیه وسلم
قد مات ولا ادری ادفن بالمدینة
اوغیرها امؤمن هو؟ قال نعم.
قال الحارث بن عمیر سمعته
یقول لو ان شاهدین شهدا
عند قاض ان فلان بن
فلان طلق امراته و
علما جمیعا انهما شهدا
بالزور ففرق القاضی بینهما

اور ؟ ابوحنیفہ نے کہا کہ وہ پکا مؤمن ہے اور
اسی طرح اس نے ایک اور آدمی کے بارے میں پوچھا
جو کہتا ہے کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد بن عبد
اللہ نبی ہیں، لیکن نہیں جانتا کہ وہ وہ وہی ہیں
جن کی قبر مدینہ میں ہے یا کوئی اور؟ ابوحنیفہ نے
کہا کہ وہ صحیح مؤمن ہے۔ حمیدی نے کہا کہ جس
نے یہ عقائد رکھے وہ کافر ہے اور محمد بن محمد
الباغندی سے روایت ہے کہ مجھ سے میرے باپ نے
بیان کیا کہ میں حمیدی کے پاس تھا کہ احمد بن حنبل
کا خط آیا۔ اس میں لکھا تھا کہ ابوحنیفہ کا سب سے
بدتر مسئلہ مجھے لکھ بھیجو تو حمیدی نے لکھا کہ مجھ سے
حارث بن عمیر نے بیان کیا کہ میں نے ابوحنیفہ سے
سنا وہ کہہ رہے تھے کہ اگر کوئی آدمی یہ کہے کہ میں
جانتا ہوں کہ اللہ کا ایک گھر ہے لیکن یہ نہیں جانتا
کہ جو مکہ میں ہے، وہ ہے یا کوئی اور؟ تو کیا وہ
مؤمن ہے؟ ابوحنیفہ نے کہا کہ ہاں! اور اگر کوئی
آدمی یہ کہے کہ میں جانتا ہوں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم
وفات پاگئے ہیں لیکن یہ نہیں جانتا کہ جن کی قبر
مدینہ میں ہے، وہ ہیں یا کوئی اور؟ کیا ایسا شخص
مؤمن ہے؟ ابوحنیفہ نے کہا کہ ہاں! اور حارث
بن عمیر نے کہا کہ ابوحنیفہ سے کہتے ہوئے سنا کہ اگر دو
آدمی قاضی کے پاس آکر گواہی دیں کہ فلاں بن
فلاں نے اپنی بیوی کو طلاق دیدی اور دونوں

ثم لقيها احد الشاهدين فله ان
يتزوج بها؟ قال نعم! قال ثم
علم القاضی بعد الله ان يفرق
بينهما؟ قال لا۔ وعن يحیٰ بن
حمزة وسعيد يسمع ان اباحنيفة
قال لو ان رجلا عبد هٰذه
النعل يتقرب بها الى الله لم ار
بذالك باسا فقال سعيد هٰذا
الكفر صراحًا۔ وعن شريك
كفر ابوحنيفة بايتين من كتاب
الله۔ قال الله تعالیٰ ويقيموا الصلوٰة
ويؤتوا الزكوٰة وقال الله تعالیٰ
ليزدادوا ايمانا مع ايمانهم
و زعم ابوحنيفة ان الايمان
لا يزيد ولا ينقص وزعم ان
الصلوٰة ليست من دين الله۔ وعن
ابی اسحٰق الفزاری يقول سمعت
اباحنيفة يقول ايمان ابی بكر
الصديق و ايمان ابليس واحد۔
قال ابليس يارب! وقال ابوبكر
الصديق يارب! وقال ابواسحاق
الفزاری قال ابوحنيفة ايمان ادم
و ايمان ابليس واحد قال ابليس

جانتے ہیں کہ یہ گواہی جھوٹی ہے۔ پھر قاضی نے
میاں بیوی کے درمیان جدائی کروادی۔ پھر ایک
گواہ اس عورت سے ملا تو کیا وہ اس عورت کے
ساتھ نکاح کرسکتا ہے؟ ابوحنیفہ نے کہا کہ ہاں! اس
کے بعد قاضی کو پتہ ہوا تو کیا دونوں میں جدائی
کرادے؟ تو ابوحنیفہ نے کہا کہ نہیں! اور یحییٰ بن حمزہ
سے روایت ہے اور سعید سن رہا تھا کہ ابوحنیفہ کہتا
ہے کہ اگر ایک آدمی اللہ کے تقرب کے لئے جوتے کی
عبادت کرتا ہے تو اس میں کوئی حرج نہیں دیکھتا۔ سعید نے
کہا کہ یہ کفر صریح ہے۔ اور شریک کہتے ہیں کہ ابوحنیفہ
نے قرآن کی دو آیات کا انکار کیا۔ اللہ پاک
فرماتے ہیں کہ ویقیموا الصلوٰة ویؤتوا الزکوٰة۔
(نماز قائم کریں اور زکوٰۃ ادا کریں)۔ نیز ارشاد
فرمایا لیزدادوا ایمانا مع ایمانھم۔ (ان کے ایمان
کے ساتھ ایمان میں مزید اضافہ ہو) جبکہ ابوحنیفہ
کہتے ہیں کہ ایمان نہ زیادہ ہوتا ہے اور نہ کم ہوتا ہے
اور ان کا یہ بھی دعوٰی ہے کہ نماز اللہ کے دین
میں سے نہیں ہے اور ابواسحاق الفزاری سے
روایت ہے کہ میں نے ابوحنیفہ کو کہتے ہوئے سنا
کہ ابوبکر صدیق اور ابلیس کا ایمان ایک ہی ہے۔
ابلیس بھی یارب کہتا ہے اور ابوبکر صدیق بھی
یارب کہتا ہے۔ اور ابواسحاق الفزازی نے
کہا کہ ابوحنیفہ کہتا ہے کہ آدم اور ابلیس کا ایمان

رَبِّ بِمَا اَغْوَیْتَنِیْ وقال ربِّ انظرنی
الیٰ یوم یبعثون. وقال آدم ربنا
ظلمنا انفسنا. وعن القاسم ابن
حبیب قال وضعت نعلی فی الحصیٰ
ثم قلت لابی حنیفة ارأیت
رجلا صلی الیٰ هٰذه النعل حتی
مات الا انه یعرف الله بقلبه
فقال مؤمن. فقلت لا اکلمك ابدا
وعن وکیع قال اجتمع
سفیان الثوری وشریك
وحسن بن صالح وابن
ابی لیلیٰ فبعثوا الیٰ ابی حنیفة
ما تقول فی رجل قتل اباه و
نکح امه وشرب الخمر فی
رأس ابیه فقال مؤمن.
فقال له ابن ابی لیلیٰ
لا قبلت لك شهادة ابدا. وقال
له سفیان لا اکلمك ابدا
وقال له شریك لو کان
لی من شیء لضربت عنقك
وقال له حسن بن صالح وجهی من
وجهك حرام ان انظر الیٰ وجهك
ابدا. وعن ابی مسهر یقول کان ابی

ایک ہی ہے۔ ابلیس نے کہا کہ ربّ بما اغویتنی
(اے اللہ چونکہ تو نے مجھے گمراہ قرار دیا) اور آدم نے
کہا کہ ربنا ظلمنا انفسنا (اے ہمارے پروردگار! ہم
نے اپنے اوپر ظلم کیا ہے) اور قاسم بن حبیب سے
روایت ہے کہ میں نے اپنا جوتہ پتھروں میں رکھا
پھر ابو حنیفہ سے کہا کہ آپ کا کیا خیال ہے! ایک
آدمی اس جوتے کی طرف نماز پڑھتے پڑھتے مرگیا
مگر یہ کہ وہ اللہ کو اپنے قلب سے جانتا ہے۔ تو
کہا کہ وہ مؤمن ہے اس پر میں نے کہا کہ میں تجھ سے ہرگز
بات نہیں کروں گا۔

اور وکیع سے روایت ہے کہ سفیان ثوری،
قاضی شریک، حسن بن صالح اور ابن ابی لیلیٰ ایک
جگہ جمع ہوئے اور ابو حنیفہ کی طرف قاصد بھیجا کہ
اس شخص کے متعلق آپ کیا کہتے ہیں، جس نے اپنے
باپ کو قتل کیا، اپنی ماں سے نکاح کیا اور باپ کے
سر کے کھوپڑی میں شراب پی لی۔ ابو حنیفہ نے کہا کہ
وہ مؤمن ہے۔ ابن ابی لیلیٰ نے کہا کہ تیری گواہی کبھی
قبول نہیں کروں گا۔ سفیان نے کہا کہ میں تیرے ساتھ
بات بھی نہیں کروں گا۔ شریک نے کہا کہ مجھے قوت
ہوتی تو تیری گردن اڑا دیتا اور حسن بن صالح
نے کہا کہ مجھ پر تیرا منہ دیکھنا حرام ہے۔

اور ابو مسہر سے روایت ہے کہ ابو حنیفہ مرجیوں
کے امام تھے اور ابو یحییٰ محمد بن عبد اللہ بن یزید

حنيفة رأس المرجئة. وعن ابی یحیٰ محمد بن عبدالله بن يزيد المقری عن ابيه قال دعانی ابوحنيفة الی الارجاء وعن ابن المبارك كان فی ابی حنيفة الارجاء وعن ابی كان ابوحنيفة مرجيا. قيل ان كان جهميا قال نعم! قيل فاين انت منه؟ قال انما كان ابوحنيفة مدرسًا. فما كان من قوله حسنا قبلناه وما كان قبيحا تركناه عليه. وعن محمد بن سعيد عن ابيه قال كنت مع امير المؤمنين موسیٰ بجرجان ومعنا ابویوسف فسألتهٗ عن ابی حنيفة فقال وما تصنع به وقد مات جهميا. وعن زنبور يقول سمعت اباحنيفة يقول قدمتْ علينا امرأه جهم بن صفوان فادبتْ نسائنا

المقری اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ ابوحنیفہ نے مجھے ارجاء (مرجیہ ہونے) کی دعوت دی۔ اور عبداللہ بن مبارک سے روایت ہے کہ ابوحنیفہ مرجی تھا اور ابویوسف سے روایت ہے کہ ابوحنیفہ مرجی تھا تو کہا گیا کہ "اور جہمی بھی؟" جواب دیا "ہاں جہمی بھی!" کہا گیا کہ آپ کا ان کے ساتھ کیا حال تھا؟ بولے "وہ استاد تھے، لہٰذا ان کی جو بات اچھی ہوتی ہم اخذ کرتے اور جو بری معلوم ہوتی، اسے رد کر دیتے تھے۔" اور محمد بن سعید اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ میں امیر المؤمنین موسیٰ کے ساتھ جرجان میں تھا اور ابویوسف ہمارے ساتھ تھے۔ تو میں نے ان سے ابوحنیفہ کے بارے میں سوال کیا، جواب دیا کہ اس کو کیا کرو گے وہ جہمی ہو کر فوت ہوا۔ اور زنبور سے روایت ہے کہ میں نے ابوحنیفہ سے سنا کہ ہمارے پاس جہم بن صفوان کی بیوی آئی، جس نے ہماری عورتوں کو دین کی تعلیم دی۔

خلقِ قرآن کے متعلق ابوحنیفہ کے اقوال

وعن ابی یوسف قال اول من قال القرآن مخلوق ابوحنيفة وعن سلمة بن عمرو القاضی علی المنبر لارحم الله اباحنيفة فانهٗ

ابویوسف سے روایت ہے کہ خلقِ قرآن کا پہلا قائل ابوحنیفہ ہے۔ اور سلمہ بن عمرو قاضی نے ممبر پر کہا کہ ابوحنیفہ پر اللہ رحم نہ کرے کہ خلقِ قرآن کا پہلا قائل وہی ہے۔

اول من زعم ان القرآن مخلوق
وعن سعید بن اسلم قال قلت لابی
یوسف لم لم تحدثنا عن ابی حنیفة
قال ما تصنعون به مات یوم مات
یقول القرآن مخلوق. وعن یحیی
بن الحمید یقول سمعت عشرة
کلهم ثقات یقولون سمعنا ابا
حنیفة یقول القرآن مخلوق۔
وعن اسماعیل بن حماد بن ابی حنیفة
قال هو قول ابی حنیفة القرآن
مخلوق. وعن سفیان بن وکیع
قال جاء عمر بن حماد بن ابی حنیفة
فجلس الینا فقال سمعت ابی حمادا
یقول بعث ابن ابی لیلی الی ابی حنیفة
فسالهٗ عن القرآن فقال مخلوق
فقال تتوب والا اقدمت الیک قال
فتابعه فقال القرآن کلام الله
تعالی. قال فدار به فی الخلق یخبرهم
انهٗ قد تاب من قوله القرآن
مخلوق۔ فقال ابی فقلت لابی حنیفة
کیف صرت الی هذا وتابعته قال
بُنی خفت ان یقدم علی
طیتهٗ التقیة.

اور سعید بن سالم نے کہا کہ میں نے ابو یوسف
کہا کہ ابو حنیفہ سے روایات کیوں بیان نہیں
جواب دیا کہ ابو حنیفہ کو کیا کرو گے؟ جس د
ان کا انتقال ہوا اس دن بھی القرآن مخلو
کا دعویٰ دہرایا تھا۔ اور یحیٰ ابن عبد الحمی
کہا کہ میں نے دس سچے آدمیوں سے سنا وہ
کہہ رہے تھے کہ ابو حنیفہ نے قرآن کو مخلوق کہا
اور اسماعیل بن ابن حماد بن ابی حنیفہ ن
کہا کہ القرآن مخلوق ابو حنیفہ کا قول ہے
اور سفیان بن وکیع نے کہا کہ ہمارے پاس عم
بن حماد بن ابی حنیفہ آیا اور ہمارے پاس بی
اور بتایا کہ میں نے اپنے باپ حماد سے سنا کہ اب
ابی لیلیٰ نے میرے باپ کی طرف قاصد بھیجا اور
قرآن کے متعلق دریافت کیا۔ ابو حنیفہ نے کہا
قرآن مخلوق ہے۔ انہوں نے کہا کہ توبہ کرتے
یا میں خود تیرے پر کوئی اقدام کروں؟ پس ا
حنیفہ نے اس کی بات مان لی (توبہ کرلی) او
کہ قرآن اللہ تعالیٰ کا کلام ہے۔ لوگوں میں جب
یہ بات پھیل گئی کہ خلق قرآن (کے نظریہ) سے ابو
نے رجوع کرلیا ہے تو میرے والد حماد نے ابو ح
سے پوچھا کہ تم نے کس طرح اس کی تابعداری ک
تو ابو حنیفہ نے جواب دیا کہ بیٹے! میں ڈر گیا ک
پر کوئی اقدام نہ کر ڈالے۔ پس میں نے تقیہ (جہ

وعن عبد سعيد بقصر ابن هبيرة حدثني ابي ان اباه اخبره ان ابن ابي ليلى كان يتمثل بهٰذهِ الأبيات
الى شنآن المرجئين ورأيهم
عمر بن ذر وابن قيس الماصر
وعتيبة الدباب لا نرضى به
وابوحنيفة شيخ سوء كافر
وعن قيس بن ربيع قال ارأيت يوسف بن عثمان امير الكوفة اقام اباحنيفة على المصطبة يستتيبه من الكفر. وعن شريك بن عبد الله قاضي الكوفة ان اباحنيفة استتيب من الزندقة مرتين وقيل لشريك مم استتيب ابو حنيفة؟ قال من الكفر. وعن سفيان يقول استتيب ابوحنيفة من الكفر مرتين وعن ابي بكر بن ابي داؤد السجستاني وهو يقول لاصحابه ما تقولون في مسئلة اتفق عليها مالك واصحابه والشافعي واصحابه والاوزاعي واصحابه والحسن بن صالح واصحابه وسفيان الثوري واصحابه واحمد بن حنبل واصحابه؟ فقالوا

بول کر) جان چھڑالی اور قصر ہبیرہ میں عبد اللہ بن سعید نے روایت کی کہ میرے باپ نے بیان کیا کہ ابن ابی لیلیٰ یہ شعر پڑھتا تھا (ترجمہ)
مرجی لوگوں اور ان کی آراء کے ساتھ بغض کی بات ہے۔ (وہ مرجی) عمر بن ذر اور ابن قیس الماصر اور عتیبۃ الدباب ہوں، جس سے ہم راضی نہیں ہیں اور (خواہ) ابوحنیفہ برائیوں کا ہبر اور کافر۔
اور قیس بن ربیع نے کہا کہ یوسف بن عثمان امیر کوفہ کو میں نے دیکھا کہ اس نے سزا کے طور پر ابوحنیفہ کو ایک ٹیلہ پر کھڑا کردیا تاکہ وہ کفر سے توبہ کرے۔
اور شریک بن عبد اللہ نے کہا کہ ابوحنیفہ کو دوبار بے دینی کی باتوں سے توبہ کرائی گئی۔ شریک سے پوچھا گیا کہ کس چیز سے ابوحنیفہ کو توبہ کرائی گئی؟ جواب دیا کفر سے۔ اور سفیان نے کہا کہ ابو حنیفہ کو کفر سے دوبار توبہ کرائی گئی۔ اور ابوبکر بن ابی داؤد سجستانی نے اپنے شاگردوں سے کہا کہ ایسے مسئلہ میں آپ لوگ کیا کہتے ہیں جس پر مالک اور اس کے ساتھی، شافعی اور اس کے ساتھی، اوزاعی اور اس کے ساتھی، حسن بن صباح اور اس کے ساتھی، سفیان ثوری اور اس کے ساتھی، احمد بن حنبل اور اس کے ساتھی اتفاق کریں تو انہوں نے جواب دیا کہ اس سے صحیح مسئلہ تو کوئی نہیں

لہ یا ابا بکر لا تکون مسئلہ اصح من ھذہ۔ فقال ھؤلاء کلھم اتفقوا علی تضلیل ابی حنیفۃ۔ وعن ابی عوانۃ کان ابو حنیفۃ مرجئا یری السیف وعن سفیان الثوری والاوزاعی یقولان ما ولد فی الاسلام مولود اشأم علی ھذہِ الامۃ من ابی حنیفۃ وکان ابوحنیفۃ مرجیا یری السیف وعن سعید بن سالم قال قلت لابی یوسف سمعت اھل خراسان یقولون ان اباحنیفۃ جھمی مرجی؟ قال لی صدقوا ویری السیف ایضاً۔

قلت لہ این انت منہ؟ فقال انما کنا ناتیہ یدرسنا الفقہ ولم نکن نقلدہ دیننا۔

ہو سکتا۔ ابوبکر نے کہا کہ یہ سب لوگ ابوحنیفہ کی گمراہی پر متفق ہیں۔ ابوعوانہ سے روایت ہے کہ ابوحنیفہ مرجیہ ہے اور مسلمان امیر کے خلاف تلوار اٹھانا جائز سمجھتا ہے۔ سفیان ثوری اور اوزاعی فرماتے ہیں کہ اسلام میں ابوحنیفہ سے زیادہ منحوس کوئی آدمی پیدا نہیں ہوا۔ وہ مرجیہ تھا اور مسلمان امراء کے خلاف تلوار اٹھانے کو جائز سمجھتا تھا۔ اور سعید بن سالم سے روایت ہے کہ میں نے ابو یوسف سے کہا کہ کیا تم نے اہل خراسان کو سنا ہے کہ وہ ابوحنیفہ کو جہمی اور مرجی کہتے ہیں؟ انہوں نے کہا کہ وہ سچ کہتے ہیں۔ نیز وہ مسلم حکمرانوں کے خلاف تلوار اٹھانے کو جائز سمجھتا تھا۔ تو میں نے کہا کہ آپ بھی تو ان کے ہی (شاگرد) ہیں۔ بولے ہم تو ان کے پاس آتے، فقہ کی تعلیم ہمیں دیتے تھے لیکن اپنے دین میں ہم ان کی تقلید نہیں کرتے تھے۔

ابوحنیفہ کے فضول اور قبیح اقوال کے بیان میں

عن ابی مطیع یقول ابوحنیفۃ ان کانت الجنۃ والنار مخلوقتین فانھما تفنیان۔ قال ابو مطیع وکذب واللہ! قال السراج وکذب واللہ قال النجاد وکذب۔ قال تعالیٰ

ابی مطیع سے روایت ہے کہ ابوحنیفہ کہتے ہیں کہ اگر جنت اور دوزخ مخلوق ہیں تو دونوں فنا ہوں گی۔ ابو مطیع نے کہا کہ ابوحنیفہ نے خدا کی قسم! جھوٹ کہا۔ سراج کہتے ہیں کہ خدا کی قسم! ابوحنیفہ جھوٹ کہتا ہے۔ نجاد نے

اكلها دائم. قال ابن الفضل
وكذب والله! ويوسف بن اسباط
يقول قال ابو حنيفة لو ادركني
رسول الله صلى الله عليه وسلم وادركته
لاخذ بكثير من قولى.

قال وسمعت ابا اسحاق
يقول كان ابو حنيفة يجيئه
الشيء عن النبي صلى الله عليه وسلم
فيخالف الى غيره. وعن ابى
اسحاق الفزاري كنت آتي اباحنيفة
اساله عن الشيء من امر الغزو
فسالته عن مسئلة فاجاب فيها
فقلت له انه يروى فيها عن النبي
صلى الله عليه وسلم كذا وكذا قال دعنا
عن هذا. قال وسالته يوما
آخر عن مسئلة قال فاجاب فيها
قال فقلت له ان هذا يروى عن
النبي صلى الله عليه وسلم كذا وكذا
قال حك هذا بذنب خنزير وعنه
قال حدثت اباحنيفة حديثا في رد
السيف فقال حديث خرافة. وعلى
بن عاصم يقول حدثنا ابو حنيفة
لحديث عن النبي صلى الله عليه وسلم

کہا کہ خدا کی قسم! وہ جھوٹ بولتا ہے۔ اللہ تعالیٰ
نے فرمایا کہ جنت کے کھانے دائمی ہیں۔ ابن الفضل
نے کہا کہ بخدا وہ جھوٹ بولتا ہے۔ اور یوسف بن
اسباط سے مروی ہے ابوحنیفہ کہتا ہے اگر مجھے رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پالیتے یا میں آپ کا زمانہ
پاتا تو آپ میرے بہت سے اقوال اخذ کرلیتے۔
اور میں نے ابو اسحاق کو کہتے سنا کہ ابوحنیفہ کے
سامنے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی حدیث
آتی تو مخالفت کرکے دوسری جانب مڑ جاتا۔
اور ابواسحاق فرازی سے روایت ہے کہ میں ابوحنیفہ
کے پاس آتا اور ان سے جہاد کے متعلق پوچھتا تھا
ایک مسئلہ کے جواب کے بارے میں میں نے کہا کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تو اس کے خلاف
مروی ہے تو کہا کہ "رہنے بھی دو اس حدیث کو"
پھر دوسرے دن ایک اور مسئلہ دریافت کیا جواب دیا
تو میں نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے تو اس کے
بالکل برعکس روایت آئی ہے۔ بولا اسے خنزیر کی دم
سے کھرچ دے۔ اور ابو اسحاق سے مروی ہے کہ میں
نے ابوحنیفہ سے مسلمانوں کے خلاف تلوار نہ اٹھانے
کے بارے میں حدیث بیان کی تو جواب دیا کہ "یہ بکواس
ہے" اور علی بن عاصم کہتا ہے کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم
سے مروی ایک حدیث ابوحنیفہ کو بتائی کہنے لگے
کہ میں نہیں لوں گا تو میں نے کہا کہ یہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم

فقال لا اخذ به. فقلت عن النبی
صلی اللہ علیہ وسلم فقال لا اخذ به
وعن بشر بن المفضل قال قلت
لابی حنیفة عن نافع عن ابن عمر
ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال
البیعان بالخیار مالم یفترقا. قال
هذا رجز. قال فقلته عن انس
ان یهودیا رضخ راس جاریة
بین حجرین فرضخه النبی صلی اللہ
علیہ وسلم بین حجرین. قال هذیان.
وعن عبد الصمد عن ابیه قال
ذکر لابی حنیفة قول النبی صلی
اللہ علیہ وسلم افطر الحاجم والمحجوم
فقال هذا سجع. فذکر له من قضاء
عمر او قول عمر فی الولاء فقال
هذا قول شیطان ورواه عن عبد
الوارث فقال له الرجل فما روایة
عن عمر بن الخطاب قال ذلك قول
الشیطان. قال فسبحت فقال لی رجل
اتعجب؟ فقد جاءه رجل قبل هذا فساله
عن مسئلة فاجابه. قال فما روایة رویت
عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم؟
"افطر الحاجم والمحجوم" فقال هذا سجع

سے مروی ہے پھر جواب دیا کہ میں تو نہیں لیتا۔ اور بشر
بن المفضل سے مروی ہے کہ میں نے نافع کے حوالے سے
وہ ابن عمر سے اور وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث
ابو حنیفہ کو سنائی کہ "بائع اور مشتری جب تک
جدا نہ ہوں' دونوں اختیار والے ہیں۔ ابو حنیفہ
بولا کہ "یہ پرندے کی بولی ہے"۔ پھر میں انس رض کی
روایت پیش کی کہ ایک یہودی نے ایک لڑکی کا
سر دو پتھروں کے درمیان میں رکھ کر کچل ڈالا۔ تو
نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اس کا سر اسی طرح سے
کچلا۔ ابو حنیفہ نے کہا کہ "یہ بکواس ہے" اور عبد
الصمد اپنے باپ سے روایت کرتا ہے کہ ابو حنیفہ
کے سامنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث افطر الحاجم
والمحجوم ... (سینگی لگانے والا اور جس کو سینگی
لگائی گئی ہے' دونوں کا روزہ ختم ہے) بیان ہوئی
تو کہنے لگا کہ یہ تک بندی ہے۔ پھر ان کے سامنے
حضرت عمر رض کا ایک فیصلہ بیان ہوا جو ولاء کے
متعلق تھا تو بولا یہ شیطان کا قول ہے۔ اس پر
راوی نے سبحان اللہ پڑھا۔ ایک شخص نے کہا کہ کیا
تمہیں اس پر تعجب ہوتا ہے۔ حالانکہ اس سے قبل ایک
شخص نے آکر مسئلہ دریافت کیا تو اس نے جواب دیا
سائل نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی روایت
کردہ حدیث افطر الحاجم والمحجوم۔ کا کیا جواب دو گے؟
تو ابو حنیفہ نے کہا کہ یہ تو تک بندی اور مسجع عبارت ہے

فقلت في نفسي هذا مجلس لا اعود فيه ابدا و
عن يحيى بن ادم ذكر لابي حنيفة
هذا الحديث ان النبي صلى الله عليه
وسلم قال الوضوء نصف الايمان
قال تتوضا مرتين حتى تستكمل الايمان
قال اسحاق فقال يحيى بن ادم
الوضوء نصف الايمان يعني نصف
الصلوٰة لان الله مسمى الصلوٰة
ايمانا وما كان الله ليضيع ايمانكم
يعني صلوٰتكم وقال النبي صلى الله عليه
وسلم لا تقبل الصلوٰة الا بطهور.
فالطهور نصف الايمان على هذا المعنى
اذا كانت الصلوٰة لا تتم الا به.

قال ابو عبد الله قال اسحاق قال
يحيى بن ادم ذكر لابي حنيفة قول
من قال لا ادري نصف العلم قال
فليقل مرتين لا ادري حتى يستكمل
العلم. قال يحيى وتفسير قوله لا ادري
نصف العلم لان العلم انما هو ادري
ولا ادري فاحدهما نصف الآخر
وعن سفيان بن عيينه قال ما رأيت
اجرأ على الله من ابي حنيفة. كان
يضرب الامثال لحديث رسول الله

پس راوی نے دل میں عزم کرلیا کہ اس مجلس میں کبھی
دوبارہ نہیں لوٹوں گا۔ یحیٰ بن آدم سے روایت
ہے ابوحنیفہ کے سامنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کی حدیث الوضوء نصف الایمان یعنی وضوء آدھا
ایمان ہے بیان کی گئی ہے تو کہا کہ دو بار وضو کرو
تاکہ تمہارا ایمان کامل ہوجائے۔ اسحاق کہتے ہیں کہ
یحیٰ بن آدم نے کہا کہ وضوء آدھا ایمان ہے یعنی
آدھی نماز۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے نماز کا نام ایمان رکھا
ہے۔ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُضِيعَ إِيمَانَكُمْ یعنی صلوٰتکم
اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نماز پاکی کے بغیر
قبول نہیں ہوتی۔ لہٰذا طہور ایمان کا آدھا ہے۔
کیونکہ نماز اس کے بغیر نہیں ہوگی۔ اس معنیٰ میں
وضو نصف الایمان ہوا۔

ابوعبداللہ نے کہا کہ اسحاق نے کہا انہوں نے کہا
یحیٰ بن آدم کہتے ہیں کہ ابوحنیفہ کے سامنے قول لا ادری
(میں نہیں جانتا) کا ذکر ہوا کہ یہ آدھا علم ہے تو کہنے
لگا کہ دو بار کہہ دو تاکہ علم مکمل ہوجائے۔ یحیٰ نے لا
ادری نصف العلم کی تشریح اس طرح پیش کی ہے کہ
چونکہ "ادری" علم ہے اور "لا ادری" میں دو الفاظ
ایک دوسرے کا نصف ہوئے لہٰذا ثابت ہوا کہ لا ادری
نصف علم ہے۔ اور سفیان بن عیینہ سے مروی ہے،
کہ اللہ پر ابوحنیفہ سے زیادہ جری میں نے کسی کو نہیں
دیکھا۔ ابوحنیفہ احادیثِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

صلی اللہ علیہ وسلم فیردہ وبلغه انی اروی
ان البیعان بالخیار مالم یتفرقا۔
فجعل یقول أرأیت ان کان فی سفینة
أرأیت ان کان فی سجن أرأیت ان
کان فی سفر کیف یفترقان ؟

وعن الفضل بن موسیٰ السینانی
یقول سمعت ابا حنیفة یقول من
اصحابی من یبول قلتین ، یرد علی
النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا کان الماء
قلتین لم ینجس . وعن وکیع یقول
سال ابا حنیفة عن رفع الیدین
فی الرکوع ، فقال ابوحنیفة یرید
ان یطیر فیرفع. قال وکیع و
کان ابن المبارک رجلا عاقلا
فقال ابن المبارک ان کان
طار فی الاول فانه یطیر
فی الثانیة فسکت ابوحنیفة ولم
یقل شیئا.

وعن سفیان قال کنت
فی جنازة ام خصیب بالکوفة
فسال رجل ابا حنیفة عن مسئلة
من الصرف فافتاه. فقلت
یا ابا حنیفة ان اصحاب محمد

کو مثالیں بیان کر کے رد کر دیتے تھے۔ انہیں پتہ لگا
کہ میں حدیث رسول "البیعان بالخیار مالم یتفرقا"
بیان کرتا ہوں تو بولے کہ دونوں لین دین کرنے والے
اگر کشتی میں سوار ہوں، یا قید میں ہوں یا سواری
اور سفر پر تو آخر کیسے جدا ہوں گے؟

اور فضل بن موسیٰ سینانی سے روایت ہے
کہ میں نے ابو حنیفہ سے سنا کہ میرے اصحاب میں سے
کون ہے جو دو مٹکے پیشاب کر سکے۔ اس سے
وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر رد کر رہے تھے کہ
آپ کا فرمان ہے (ترجمہ) پانی دو مٹکے ہوں تو وہ
پلید نہیں ہوتا۔ وکیع سے روایت ہے کہ رکوع میں
رفع الیدین کے متعلق ابو حنیفہ سے سوال کیا گیا
تو جواب دیا کہ اس سے اس کا مقصد اڑنا ہے،
جبھی تو وہ ہاتھ اوپر اٹھاتا ہے۔ وکیع فرماتے ہیں
کہ عبداللہ بن مبارک عقلمند انسان تھے۔ تو انہوں
نے جواب دیا کہ اگر تکبیر تحریمہ میں ابو حنیفہ ہاتھ اٹھاتے
وقت اڑتے ہیں تو دوسری بار میں بھی اڑ جا سکتا ہے
اس پر ابو حنیفہ خاموش ہو گئے اور کوئی جواب نہیں
دیا۔ سفیان سے روایت ہے کہ کوفہ میں ام خصیب کے
جنازہ میں میں شریک ہوا۔ تو ایک شخص نے
ابو حنیفہ سے سونے چاندی کے مسئلہ کے بارے میں
دریافت کیا تو انہوں نے فتویٰ دیا۔ میں نے کہا کہ
ابو حنیفہ! اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم [illegible]

صلی اللہ علیہ وسلم قد اختلفوا فی ھذہ فغضب وقال للذی استفتاہ اذھب فاعمل بھا فما کان فیھا من اثم فھو علیّ۔

وعن ابی صالح الفراء قال سمعت یوسف بن اسباط یقول رد ابوحنیفة علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اربع مأة حدیث او اکثر۔ قلت لہٗ یا ابا محمد! تعرفھا؟ قال نعم۔ قلت اخبرنی بشیء منھا۔ فقال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم للفرس سھمان و للراجل سھم۔ قال ابوحنیفة لا اجعل سھم بھیمة اکثر من سھم المؤمن۔ واشعر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واصحابہ البدن وقال ابوحنیفة مثلة۔ وقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم البیعان بالخیار مالم یتفرقا قال ابوحنیفة اذا وجب البیع فلا خیار۔

وکان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقرع بین نسآئہ اذا اراد ان یخرج فی سفر واقرع اصحابہ وقال ابوحنیفة القرعة

اختلاف کرتے ہیں تو ابوحنیفہ کو غصہ آیا اور سائل سے کہا کہ جس طرح تجھے میں نے بتایا ہے اس طرح عمل کرنا۔ اگر اس میں گناہ ہے تو مجھ پر ہے۔

ابوصالح الفراء سے روایت ہے کہ یوسف بن اسباطؒ نے کہا کہ ابوحنیفہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی چارسو احادیث کو رد کیا ہے یا اس سے بھی زیادہ۔ میں نے کہا کہ اے ابا محمد! کیا آپ ان احادیث کو جانتے ہیں؟ یوسف نے کہا ہاں! جانتا ہوں۔ میں نے کہا کہ بتانا ذرا! کہنے لگے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے (ترجمہ) گھوڑے کے لئے دو حصے اور پیادل آدمی کے لئے ایک حصہ ہے تو ابوحنیفہ نے کہا کہ میں مؤمن کے حصے سے گھوڑے (جانور) کا حصہ دگنا نہیں بناؤں گا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہدیہ کے جانور کے لئے اشعار (یعنی کوہان کو چیر دینا) کیا اور صحابہ نے بھی اشعار کیا لیکن ابو حنیفہ اس کے مثلہ (جانور کے ناک، کان وغیرہ اعضا کے کاٹنے) کا فتویٰ دیتے ہیں۔ (حالانکہ یہ شریعت میں حرام ہے) نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ لین دین کرنے والے جب تک جدا نہ ہوں، اختیار والے ہیں لیکن ابوحنیفہ کہتے ہیں کہ سودا ہو گیا تو پھر کوئی اختیار باقی نہیں رہتا۔ سفر پہ جاتے وقت نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے ساتھی قرعہ اندازی کرتے تھے اپنی عورتوں کے درمیان۔ جبکہ ابوحنیفہ کہتے ہیں کہ قرعہ اندازی

قمار. وقال ابوحنيفة لوادركني
رسول الله صلى الله عليه وسلم وادركته
لاخذ بكثير من قولي.

وهل الدين الا الرأى
الحسن. وعن وكيع يقول وجدنا
اباحنيفة خالف مأتي حديث.
وعن حماد بن سلمة يقول
ابوحنيفة استقبل الآثار
واستدبر برأيه. وعنه ايضا
ان اباحنيفة استقبل الآثار
والسنن فردها برأيه. وعن
على بن صالح البغوى قال انشدني
ابوعبدالله محمد بن زيد
الواسطى لاحمد بن المعدل

ان كنت كاذبة الذى حدثتني
فعليك اثم ابى حنيفة اوزفر
المائلين الى القياس تعمدا
والراغبين عن التمسك بالخبر

وعن ابى عوانة
قال سمعت اباحنيفة
يقول وسئل عن الاشربة
قال فما سأل عن شيء
الا قال حلال. حتى سأل

قمار بازی (جوا یا سٹہ) ہے اور ابوحنیفہ نے
کہا کہ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرا زمانہ پالیتے
یا میں ان کا زمانہ پالیتا تو آپؐ میرے بہت سے
اقوال اختیار کر لیتے۔ اور دین تو صرف اچھی رائے
کا ہی نام ہے۔ اور وکیع کہتے ہیں کہ ہم نے ابو
حنیفہ کو دو صد احادیث میں مخالف پایا۔ اور
حماد بن سلمہ سے روایت ہے کہ ابوحنیفہ احادیث
کو سامنے لاکر اپنی رائے کے پیچھے پھینک دیتے
تھے۔ ان ہی سے یہ بھی مروی ہے کہ ابوحنیفہ
کے سامنے احادیث و آثار صحابہ پیش کیے جاتے
تو وہ ان کو پیٹھ پیچھے ڈال کر اپنی رائے کو اختیار
کرتے تھے۔ اور علی بن صالح بغوی سے روایت
ہے کہ ابوعبداللہ محمد بن زید الواسطی نے احمد
بن معدل کو یہ شعر لکھے (ترجمہ)

اگر تم جھوٹے ہو اس میں جو مجھ سے تم نے بیان کیا
تو تجھ پر ہی ابوحنیفہ اور زفر کا بھی جرم ہے
جو دونوں جان بوجھ کر قیاس کی طرف مائل تھے
اور حدیث پر عمل کرنے سے منہ موڑتے رہے

اور ابوعوانہ سے روایت ہے کہ میں نے
ابوحنیفہ کو کہتے ہوئے سنا، جبکہ ان سے شرابوں
کے متعلق سوالات کیے جا رہے تھے تو ہر سوال کے
جواب میں کہتے جاتے تھے کہ "حلال ہے" لوگوں
نے نشہ کے بارے میں سوال کیا تب بھی کہا کہ حلال

عن السكر فقال حلال قال قلت یا ھٰؤلاءِ انما زلۃ عالم فلا تاخذوا عنہ۔

ہے۔ اس پر میں نے کہا کہ اے لوگو! یہ ایک عالم کی لغزش ہے۔ (کہ حرام کو حلال قرار دے دیا) لہٰذا اس سے دین کے متعلق کچھ نہ لو۔

ابو حنیفہ کی رائے کی مذمت اور اس بچنے کے بیان میں۔
صحیح اور متصل روایات کی روشنی میں۔

عن ھشام بن عروۃ عن ابیہ قال کان الامر فی بنی اسرائیل مستقیما حتی نشأ فیھم ابناء سبایا الامم فقالوا بالرأی فھلکوا واھلکوا وعنہ ایضا لم یزل امر بنی اسرائیل معتدلا حتی ظھر فیھم المولدون ابناء سبایا الامم فقالوا فیھم بالرأی فضلوا واضلو قال سفیان ولم یزل الناس معتدلا حتی غیر ذٰلک ابوحنیفۃ بالکوفۃ وعثمان البتی بالبصرۃ و ربیعۃ بن ابی الرحمان بالمدینۃ فنظرنا فوجدناھم من ابناء سبایا الامم۔

ہشام اپنے باپ عروہ سے روایت کرتے ہیں کہ بنی اسرائیل کا دین اور حال صحیح رہا۔ حتیٰ کہ ان میں لونڈیوں کے بچے پیدا ہوئے۔ پس انہوں نے رائے سے باتیں کی لہٰذا خود بھی ہلاک ہوئے اور لوگوں کو بھی ہلاک کیا۔ ایک دوسری روایت میں اسی سند سے ہشام سے مروی ہے کہ بنی اسرائیل کا حال صحیح رہا تا آنکہ باندھیوں سے لڑکے پیدا ہوئے، جنہوں نے اپنی رائے سے باتیں کیں، خود بھی گمراہ ہوئے اور لوگوں کو بھی گمراہ کیا۔ سفیان کہتے ہیں اس امت کا حال بھی اسی طرح صحیح رہا تا آنکہ ابو حنیفہ نے کوفہ میں، عثمان بتی نے بصرہ میں اور ربیع بن عبد الرحمان نے مدینہ میں بگاڑ پیدا کیا تو ہم نے ان کو دیکھا کہ یہ بھی باندھیوں کے لڑکے تھے۔

وعن الحمیدی سمعت سفیان یقول کان ھذا الامر مستقیما حتی نشا ابوحنیفہ بالکوفۃ وربیعۃ بالمدینۃ

اور حمیدی سے روایت ہے کہ میں نے سفیان کو کہتے سنا کہ دین اسلام سیدھا اور صحیح چلتا رہا۔ یہاں تک کہ ابو حنیفہ کوفہ میں، ربیعہ بن عبد الرحمان مدینہ میں اور عثمان بتی

والبتي بالبصرة. ثم نظر الى سفيان
فقال اما بلدكم فكان على قول
عطاء. ثم قال سفيان نظرنا في
ذالك فظننا انه كما قال هشام
بن عروة عن ابيه ان امر بني
اسرائيل لم يزل مستقيما معتدلا
حتى ظهر فيهم المولدون ابناء
سبايا الامم فقالوا فيهم بالرأي
فضلوا واضلوا. قال سفيان فوجدنا
ربيعة ابن سبي والبتي ابن سبي
وابو حنيفة ابن سبي. فنرى ان
هذا من ذالك.

اخبرنا ابن الفضل حدثنا علي
بن ابراهيم بن شعيب الغازي
حدثنا محمد بن اسماعيل البخاري
حدثنا صاحب لنا عن حمدويه
قال قلت لمحمد بن مسلمة ما
لرأي نعمان دخل البلدان كلها
الا المدينة. قال ان رسول الله
صلى الله عليه وسلم قال لا يدخلها
الدجال والطاعون وهو دجال
من الدجاجلة. وقال محمد بن
مسلمة المدني وقال له ما بال رأي
ابي حنيفة دخل هذه الامصار

بصرہ میں پیدا ہوئے۔ پھر سفیان نے میری طرف
دیکھتے ہوئے کہا کہ تمہارا شہر بھی عطاء کے قول
کی طرح ہے۔ اس کے بعد سفیان نے کہا کہ ہم
نے دیکھا تو اسی طرح پایا کہ جس طرح ہشام نے
اپنے باپ سے بیان کیا کہ بنی اسرائیل کا حال
صحیح رہا، یہاں تک کہ ان کے اندر باندیوں
کے لڑکے پیدا ہوئے، جنہوں نے اپنی رائے سے
باتیں کیں۔ خود بھی گمراہ ہوتے اور دوسروں کو بھی
گمراہ کیا۔ سفیان نے کہا کہ ہمارا بھی یہی حال ہے
ربیعہ بھی لونڈی کا بچہ، بتی بھی لونڈی کا بچہ،
ابو حنیفہ بھی لونڈی کا بچہ۔ لہٰذا ہم اس کا نتیجہ
دیکھ رہے ہیں۔

ہمیں ابن الفضل نے بتایا، انہیں علی بن
ابراہیم بن شعیب الغازی نے انہیں محمد بن اسماعیل
البخاری نے بتایا کہ ہمیں حمدویہ کے ایک دوست
نے خبر دی اس نے کہا کہ میں نے محمد بن مسلمہ سے
پوچھا کہ ابو حنیفہ کا قیاس سارے شہروں میں پھیل
گیا، مگر مدینہ میں داخل نہ ہوا تو اس نے جواب
دیا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مدینہ میں
دجال اور طاعون داخل نہ ہوگا۔ اور قیاس
بھی ایک قسم کا دجال ہے۔ اور محمد بن مسلمہ
المدنی سے مروی ہے کہ انہیں کسی نے کہا کہ
ابو حنیفہ کے قیاس کو تو دیکھو کہ سواء مدینہ
کے ہر جگہ داخل ہو گیا ہے۔ جواب دیا کہ

كلها ولم يدخل المدينة. قال
لان رسول الله صلى الله عليه وسلم
قال على نقب من انقابها ملك
يمنع الدجال من دخولها وهذا
من كلام الدجالين. فمن ثم لا
يدخلها والله اعلم. وقال مالك
ما ولد فى الاسلام مولودًا اضر
على اهل الاسلام من ابى حنيفة
وكان يعيب الرأى ويقول قبض
رسول الله صلى الله عليه وسلم وقد
تم هذا الامر واستكمل فانما
ينبغى ان نتبع آثار رسول الله
صلى الله عليه وسلم واصحابه ولا
ولا تتبع الرأى وانه اتبع
الرأى جاء رجل آخر اقوى
منك فاتبعته فانت كلما جاء
رجل غلبك تبعته، ارى هذا الامر
لا يتم. وعن مالك بن انس قال
كانت فتنة ابى حنيفه اضر
على هذه الامة من فتنة ابليس
فى الوجهين جميعا فى الارجاء
وما وضع من نقض السنن. و
عن عبد الرحمن بن مهدى يقول ما اعلم فى
الاسلام فتنة بعد فتنة

کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث مبارکہ ہے
مدینہ کے ہر راستہ میں ایک فرشتہ مقرر ہے جو دجال
کو مدینہ میں داخل ہونے سے روکدیگا یہ کلام
بھی دجالوں کے کلام میں سے ہے اس لئے مدینہ
میں داخل نہ ہوا۔ واللہ اعلم۔ اور امام مالک
نے فرمایا کہ ابوحنیفہ سے زیادہ نقصان دینے والا
کوئی آدمی اسلام میں پیدا نہیں ہوا۔ اور امام
مالک قیاس کو پسند نہیں فرماتے تھے اور کہتے
تھے کہ نبی پاکؐ نے انتقال فرمایا تو اسلام اپنے
اتمام کو پہنچا۔ لہٰذا مناسب یہی ہے کہ آپؐ
کی احادیث شریفہ کا ہی اتباع کیا جائے
اور ان کے اصحابؓ کے آثار کا بھی اتباع
ہو لیکن رائے اور قیاس کی پیروی نہ کی جائے
کیونکہ اگر تم قیاس کی پیروی کروگے تو جب بھی کوئی
قوی آدمی تم پر غالب آجائے گا تو تم اس کی اتباع
کروگے اور یہ سلسلہ یوں چلتا رہے گا۔ دین پورا
نہیں ہوگا۔

اور مالک بن انس فرماتے ہیں کہ ابوحنیفہ کا فتنہ
تمام لوگوں کے لئے دو وجوہ سے ابلیس کے فتنہ سے
بھی زیادہ ضرر رساں ہے۔ ایک تو ابوحنیفہ کے مذہب
ارجاء کی وجہ سے، دوسرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتوں
کو توڑنے کی وجہ سے۔ اور عبدالرحمان بن مہدی
کہتے ہیں کہ اسلام میں، میں فتنہ دجال کے بعد

الدجال اعظم من رأی ابی حنیفة و
قال سفیان ما وضع فی الاسلام من
الشر ما وضع ابوحنیفة الا فلان
لرجل صلب وعن شریك القاضی
یقول لان یکون فی کل حی من
الاحیاء خمار خیر من ان یکون فیه
رجل من اصحاب ابی حنیفة وعن
سلام بن مطیع قال کان ایوب
قاعدا فی المسجد الحرام فراٰه ابو
حنیفة فاقبل نحوہٗ فلما راٰه ایوب
قد اقبل نحوہٗ قال لاصحابه قوموا
لایعبرنا بجربه. قوموا فقاموا
فتفرقوا. وعن شریك قال انما
کان ابوحنیفة جربا. وعن سلیمان ابن
حسان الحلبی یقول سمعت الاوزاعی
مالا احصیه یقول عمد ابوحنیفة الی
عُریٰ الاسلام فنقضها عروة عروة و
قال الاوزاعی لما مات ابوحنیفة الحمد
لِلّٰہِ ان کان لینقض الاسلام عروة عروة
وعن عبد الرحمٰن بن مهدی کنت عند
سفیان الثوری اذ جاء نعی ابی حنیفة
فقال الحمد لِلّٰہِ الذی اراح المسلمین منه

ابوحنیفہ کی رائے سے بڑا کوئی فتنہ نہیں جانتا۔ اور
سفیان کہتے ہیں کہ اسلام میں ابوحنیفہ سے زیادہ
کوئی شر نہیں مگر فلاں آدمی جو سولی پر لٹکایا جا
اور قاضی شریک سے روایت ہے کہ ہر ایک قبیلہ
میں ایک شراب خانہ ہو، یہ اس سے بہتر ہے کہ ابوحنیف
کا کوئی ساتھی وہاں اس کی رائے کے مطابق فتویٰ د
اور سلام بن مطیع سے روایت ہے کہ ایوب مسج
حرام میں بیٹھے تھے تو ابوحنیفہ کو اپنی طرف آتے دیکھ
ایوب نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ یہاں سے چل
یہ شخص اپنی خارش سے ہمیں بھی خارش زدہ کر دیگا
چنانچہ وہ وہاں سے منتشر ہو گئے۔ اور سلیمان بن
حسان حلبی سے مروی ہے کہ میں نے لاتعداد مرتبہ
اوزاعی کو کہتے ہوئے سنا کہ ابوحنیفہ اسلام کے حلقو
کی طرف متوجہ ہوئے، پھر اسے حلقہ حلقہ کر کے توڑ دیا
اور اوزاعی نے ابوحنیفہ کی وفات کے وقت کہا کہ
الحمد للہ (ایک ایسا آدمی فوت ہوا) جس نے اسلام کو
ایک ایک حلقہ کر کے توڑ دیا۔ عبدالرحمان بن مہدی سے
روایت ہے کہ میں سفیان ثوری کے پاس بیٹھا ہوا
تھا کہ ابوحنیفہ کے موت کی خبر ملی۔ سفیان نے کہا کہ الحمد
للہ جس نے مسلمانوں کو ابوحنیفہ سے نجات دلا دی۔
ابوحنیفہ تو اسلام کو ایک ایک حلقہ کر کے توڑتا رہا۔
اسلام میں اس سے زیادہ منحوس کوئی انسان پیدا

لقد كان ينقض عرى الاسلام عروة
عروة. ما ولد فى الاسلام اشأم على
اهل الاسلام منه. وعن الاوزاعى
وسفيان يقولان ما ولد فى الاسلام
اشأم عليهم وقال الشافعى شر عليهم
من إبى حنيفة. وعن الوليد بن
المسلم قال قال لى مالك بن انس أ
يتكلم برأى ابى حنيفة عندكم؟
قلت نعم. قال ما ينبغى لبلدكم
ان تسكن. وعن مالك بن انس
ذكر اباحنيفة فقال كاد الدين
وعنه ايضا قال ان اباحنيفة
كاد الدين فليس له دين
وعنه ايضا يقول الداء العضال
الهلاك فى الدين. ابوحنيفة
من الداءِ العضال. وعن زفر
يقول كنا نختلف الى ابى حنيفة
معنا ابويوسف ومحمد بن الحسن
فكنا نكتب عنه. قال زفر
فقال ابوحنيفة يوما لابى يوسف
ويحك يا يعقوب! لاتكتب كل
ما تسمعه منى. فانى قد ارى
الرأى فاتركه وارى
الرأى غدًا واتركه بعد غد

ہوا۔ اور اوزاعی اور سفیان کہتے تھے کہ اسلام
میں ابوحنیفہ سے منحوس کوئی انسان نہیں پیدا
ہوا۔ اور شافعی سے روایت ہے کہ اہل اسلام پر اس
سے بدتر پیدا نہیں ہوا۔

اور ولید بن مسلم سے روایت ہے کہ
مجھے مالک بن انس نے کہا کہ کیا تمہارے یہاں ابو
حنیفہ کے قیاس کے مطابق بھی کوئی بات کرتا
ہے؟ میں نے جواب دیا کہ ہاں! کہنے لگے کہ
پھر تو تمہارے ہاں رہنا بھی مناسب نہیں ہے
اور مالک سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ ابو
حنیفہ نے دین کو نقصان دیا۔ دوسری روایت
میں ان ہی سے یہ الفاظ بھی ہیں کہ ابوحنیفہ نے
دین کو نقصان دیا لہذا ان کا کوئی دین ہی نہیں
اور ان سے روایت ہے کہ دین میں چھوت دار بیماری
اس کے لئے ہلاکت ہے اور ابوحنیفہ بھی اسلام
کے لئے چھوت دار بیماری ہے۔ اور زفر سے مروی
ہے کہ ہم تعلیم حاصل کرنے کے لئے ابوحنیفہ کے
پاس آتے تھے اور ہمارے ساتھ ابویوسف اور
محمد بن حسن بھی ہوتے تھے، تو ہم ان سے لکھتے جاتے
تھے۔ زفر کہتے ہیں کہ ابوحنیفہ نے ایک دن ابو یوسف
سے کہا کہ یعقوب! تجھ پر افسوس ہو۔ تو میری
ہر بات مت لکھا کر۔ اس لئے کہ آج میری ایک
رائے ہوتی ہے۔ پھر میں اسے چھوڑ دیتا ہوں
کو میری کوئی رائے ہوتی ہے پھر پرسوں میں

وعمر بن غياث عن
ابيه. قال كنت اجلس الى ابى
حنيفة فاسمعه، يسئل عن مسئلة
فى اليوم الواحد. فيفتى فيها
بخمسة اقاويل. فلما رأيت
ذلك تركته و اقبلت على الحديث
وعن ابى دائود السجستانى قال
قال ابن المبارك ما مجلس ما
رأيت ذكر فيه النبى صلى الله عليه وسلم
قط ولا يصلى عليه الا مجلس
ابى حنيفة. وما كنا ناتيه الا
الاخفياء وعن سفيان الثورى
وعن محمد بن عبد الله القناد يقول
حضرت مجلس ابى حنيفة فرايت مجلس
لغولا وقار فيه وحضرت مجلس سفيان
الثورى فكان الوقار والسكينة و
العلم فيه فلزمته. وعن الثورى
ذكر عنده ابو حنيفة فقال
يتعسف الامور بغير علم ولا سنة
وعن قيس بن الربيع سئل
عن ابى حنيفة فقال من اجهل
الناس لما كان اعلمه ولما
لم يكن.

اسے چھوڑ دیتا ہوں۔ اور عمر بن غیاث اپنے باپ
سے روایت کرتے ہیں کہ میں ابو حنیفہ کے پاس
بیٹھا تھا اور ان کی سنتا تھا۔ انہوں نے ایک دن
ایک ہی مسئلہ میں پانچ فتوے صادر کیے۔
پس جب میں نے یہ حال دیکھا تو میں نے ابو حنیفہ
کو چھوڑ دیا اور حدیث پر توجہ دی۔ اور ابو داؤد
سجستانی سے روایت ہے کہ عبد اللہ بن مبارک
کہتے ہیں کہ ابو حنیفہ کی مجلس کے سواء میں نے ایسی
کوئی اور مجلس نہیں دیکھی جہاں رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کا ذکر آتا ہو لیکن درود نہ پڑھا جاتا ہو۔
اور ہم اس کی محفل میں آتے بھی تھے تو چھپ کر۔ اور
سفیان ثوری اور محمد بن عبد الوہاب القناد
کہتے ہیں کہ میں ابو حنیفہ کی محفل میں شریک ہوا تو
لغو اور شور کے سوا کچھ نہیں تھا۔ اس کے برعکس
میں نے سفیان ثوری کی محفل کو دیکھا، اس میں وقار
سکون اور علم تھا۔ لہٰذا اس محفل سے میں چمٹ
گیا اور سفیان ثوری کے ہاں ابو حنیفہ کا ذکر
ہو تو کہنے لگے کہ بغیر علم اور طریقۂ سنت کے دین
کے کاموں کو بگاڑتے رہے۔

اور قیس بن ربیع سے ابو حنیفہ کے متعلق
پوچھا گیا تو جواب دیا کہ جو باتیں وہ جانتے تھے،
ان کو اس طرح چلاتے تھے کہ لوگوں میں سب سے زیادہ
جاہل معلوم ہوتے اور جو نہیں جانتے تھے ان کو بھی

وعن ابی بکربن عیاش الناس
یقولون ان اباحنیفۃ ضرب علے
القضاء المناضرب علی ان یکون
عریفا علی طراز حاکۃ الخزازین
وعن سفیان الثوری قال ابوحنیفۃ
ضال مضل واما ابویوسف فاسق
من الفساق. وعن یزید بن ہارون
ما رأیت قوما اشبہ بالنصاری من
اصحاب ابی حنیفۃ وعن ربیع بن
سلیمان المزاری قال سمعت الشافعی
یقول ابوحنیفۃ یضع اول المسئلۃ
خطا ثم یقیس الکتاب کلہ علیہا
وعن ابن حنان اسد القطان
قال سمعت الشافعی یقول ماشبہت
رای ابی حنیفۃ الا بخیط السحارۃ
نمد کذا فیجیٔ الاخضر ویمد
کذا فیجیٔ الاصفر. وعن ابی بکر
الاثرم قال اخبرنا ابوعبد
اللہ بباب فی العقیقہ فیہ
عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم
احادیث مسندۃ وعن اصحابہ
وعن التابعین
ثم قال قال ابوحنیفۃ

طرح چلاتے تھے گویا کہ سب سے بڑے عالم تھے یعنی
دین کے کاموں کو الٹ پلٹ کو چلاتے تھے اور
ابوبکر عیاش سے روایت ہے کہ ابوحنیفہ کا منہ
اللہ کالا کرے۔ ابوبکر عیاش سے (دوسری) روایت
ہے کہ لوگ کہتے ہیں قضا کے انکار پر اسے پیٹا گیا
لیکن (صحیح) بات یہ ہے کہ اسے کپڑے بننے والے
جولاہوں پر اہلکار نہ بننے کی وجہ سے پیٹا گیا۔
اور سفیان ثوری سے روایت ہے کہ ابوحنیفہ گمراہ
تھا اور (دوسروں) کو گمراہ کرنیوالا تھا۔ جبکہ ابویوسف
فاسقوں میں سے ایک فاسق تھا۔ اور یزید بن
ہارون سے مروی ہے کہ میں نے ابوحنیفہ کے
ساتھیوں سے بڑھکر کسی کو نصاری کے مشابہ نہیں
دیکھا اور ربیع بن سلیمان مزاری سے روایت ہے
کہ امام شافعی فرماتے ہیں کہ ابوحنیفہ پہلے ایک
غلط اصول وضع کرتا، پھر اس پر ساری کتاب کو
قیاس کرتا تھا (تو ساری کتاب غلط ہو جاتی) اور
ابن حنان بن اسد القطان سے روایت ہے
کہ میں نے امام شافعی کو فرماتے سنا کہ ابوحنیفہ کا
قیاس جادوگروں کے تاگے کی طرح ہے۔ جب منہ
سے کھینچا گیا تو سبز نکلا۔ پھر کھینچا گیا تو زرد نکلا۔
اور ابوبکر اثرم سے مروی ہے کہ ہمیں ابوعبداللہ
نے عقیقہ کا باب سنایا۔ جس میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم
ان کے اصحاب رض اور تابعین کی باسند احادیث تھیں

هُوَ مِنَ الجاهليه و يتبسم كالمتعجب
وعلى بن جرير قال كنت فى الكوفة
فقدمت البصرة وبها ابن
المبارك فقال لى كيف تركت
الناس ؟ قال قلت تركت بالكوفة
قومًا يزعمون ان اباحنيفة اعلم
من رسول الله صلى الله عليه وسلم
قال كفر. قلت اتخذوك فى
الكفر اماما. قال فبكى حتى
ابتلت لحيته يعني انه حدث
عنه. وعن على بن جرير الابيوردى
قال قدمت على ابن المبارك
فقال له رجل ان رجلين تماريا
عندنا فى مسئلة فقال احدهما
"قال ابوحنيفة" وقال الآخر
"قال رسول الله صلى الله عليه وسلم"
فقال كان ابوحنيفة اعلم بالقضا
فقال ابن المبارك عد على. فاعاد
عليه. فقال كفر كفر قلت بك
كفروا وبك اتخذوا الكافر
اماما. قال ولم ؟ قلت بروايتك
عن ابى حنيفة. قال استغفر الله
من رواياتى عن ابى حنيفة.

پھر کہا کہ ابو حنیفہ نے کہا کہ یہ کام جاہلیت
ہیں اور متعجب ہوکر مسکراتا رہا۔ اور علی بن
کہتے ہیں کہ میں کوفہ میں تھا۔ پھر بصرہ میں
جہاں ابن مبارک سے ملاقات ہوئی۔ کہنے
کہ لوگوں کو کس حال میں چھوڑ آئے ؟ میں
کہا کہ کوفہ میں میں ایسے لوگوں کو چھوڑ آیا ہوں
کہتے ہیں کہ ابو حنیفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و
سے زیادہ علم والے ہیں ۔ انہوں نے کہا کہ
کفر ہے تو میں نے کہا کہ اس کفر میں امام تو آپ
بناتے ہیں۔ اس پر عبداللہ رونے لگے یہاں
کہ ان کی ڈاڑھی بھیگ گئی۔ کیونکہ انہوں
ابو حنیفہ سے حدیث بیان کی تھی۔ اور علی بن جر
اللابیوردی نے کہا کہ میں ابن مبارک کے پاس آ
ان سے کسی آدمی نے کہا کہ ہمارے پاس کسی مس
میں دو آدمی جھگڑے ۔ان میں سے ایک نے
کہ ابو حنیفہ (اس طرح) کہتا ہے ۔ دوسرے نے
کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (اس طرح
فرماتے ہیں۔ پھر اُس نے کہا کہ ابو حنیفہ قضا
میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ عل
تھے۔ ابن مبارک نے کہا کہ "دوبارہ بتانا ذرا
اس نے دوبارہ بتایا تو ابن مبارک نے کہا کہ کفر کہا ک
کہا۔ میں نے کہا کہ تیری وجہ سے کفر کیا اور تیری
کافر (ابو حنیفہ) کو امام بنایا۔ کہا کیوں ؟ میں

وعن عیسیٰ بن عبد الله
الطیالسی قال حدثنا الحمیدی
قال سمعت ابن المبارک یقول
صلیت وراء ابی حنیفة صلوٰة و
فی نفسی منها شیٔ قال وسمعت
ابن المبارک یقول وکتبت
عن ابی حنیفة اربع ماة
حدیث اذا رجعت الی العراق ان
شاء الله محوتها. وعن ابراهیم
بن شماس یقول کنت مع ابن المبارک
بالثغر. فقال لئن رجعت من هٰذا
لاخرجن ابا حنیفة من کتبی وعنه
قال سمعت ابن المبارک یقول
اضربوا علےٰ حدیث ابی حنیفة وقال
ابن المبارک لحدیث واحد من
حدیث الزهری احب الیّ من
جمیع کلام ابی حنیفة۔ وقال ابن
المبارک کان ابو حنیفة یتیما فی
الحدیث وقال ابن قطن کان ابو
حنیفة زمنا فی الحدیث وعن یحیٰ
بن معین قال ایش کان عند ابی
حنیفة من الحدیث حتی تسئل عنه
یسئل عن الاوزاعی فقال لا رأی

کہا کہ تم نے جو ابو حنیفہ سے روایات بیان کیں۔ کہا کہ میں ابو حنیفہ کے
روایات کی وجہ سے اللہ سے معافی چاہتا ہوں اور عیسیٰ بن عبداللہ
طیالسی سے روایت ہے کہ ہمیں حمیدی نے بتایا،
انہوں نے کہا کہ میں نے ابن المبارک کو کہتے سنا کہ
میں نے ابو حنیفہ کے پیچھے ایک نماز پڑھی،
اور میرے دل میں اس سے کچھ نفرت تھی۔ اور حمیدی
سے مروی ہے کہ ابن مبارک نے کہا کہ میں نے ابو حنیفہ
سے چار سو روایات لکھی ہیں، جب میں عراق واپس
جاؤں گا تو ان کو ان شاء اللہ مٹا دوں گا۔ اور
ابراہیم بن شماس کہتے ہیں کہ میں ثغر میں ابن مبارک
کے ساتھ تھا۔ تو کہا کہ اگر میں (عراق) واپس پہنچ
گیا تو اپنے کتابوں سے ابو حنیفہ (کا نام) مٹا کر دم
لوں گا۔ اور ان سے روایت ہے کہتے ہیں کہ ابن
مبارک نے کہا کہ ابو حنیفہ کی (بیان کردہ) حدیث
کو دے مارو۔ ابن مبارک کہتے ہیں کہ زہری کی ایک
روایت مجھے ابو حنیفہ کے تمام کلام سے زیادہ محبوب
ہے۔ انہوں نے مزید کہا کہ ابو حنیفہ حدیث میں یتیم
تھے۔ ابن قطن نے کہا کہ ابو حنیفہ حدیث میں محتاج
تھے۔ اور یحیٰ بن معین کہتے ہیں کہ ابو حنیفہ کے
پاس حدیث میں رکھا ہی کیا ہے کہ آپ ان سے پوچھیں گے
اور اوزاعی نے کہا کہ ابو حنیفہ کی نہ رائے کام کی
اور نہ حدیث کام کی ہے۔ اور سفیان سے ابو حنیفہ
کے متعلق پوچھا گیا تو کہا کہ غیر ثقہ (جھوٹا) اور

ولاحديث لابى حنيفة وعن سفيان
سئل عن ابى حنيفة فقال غير ثقة
ولامامون. غير ثقة ولامامون. غير
ثقة ولامامون. وعن احمد بن حنبل
يقول كان ابوحنيفة يكذب وعن
يحيى بن معين يقول كان محمد بن
حسن كذابا وجهميا وكان ابوحنيفة
جهميا ولم يكن كذابا وعن ابى
حفص عمرو بن على قال ابوحنيفة
صاحب الرأى ليس بالحافظ مضطرب
الحديث واهى الحديث صاحب هوى
وعن مسلم ابن الحجاج القشيرى
يقول اباحنيفة صاحب الرأى مضطرب
الحديث ليس له كبير حديث صحيح وعن
عبد الصمد بن حسان يقول لما مات ابو
حنيفة قال لى سفيان الثورى اذهب
الى ابراهيم بن طهمان فبشره ان
فتان لهذه الامة قد مات فذهبت
اليه فوجدته قائلا فرجعت الى سفيان
فقلت انه قائل قال اذهب فصح
به ان فتان هذه الامة قد مات قلت
اراد الثورى ان يغم ابراهيم بوفاة
ابى حنيفة لانه على مذهبه عن الرجاء۔ انتهت عبارات الخطيب عن تاريخه ج ۱۳

امانت سے عاری تھا۔ غیر ثقہ اور امانت سے
عاری تھا۔ غیر ثقہ اور امانت سے عاری تھا۔
اور امام احمد بن حنبل سے مروی ہے کہ ابوحنیفہ
جھوٹ بولتے تھے۔ اور یحیٰ بن معین سے روایت
ہے کہ محمد بن حسن بڑے جھوٹے اور جہمیہ تھے اور
ابوحفص عمرو بن علی سے مروی ہے کہ ابوحنیفہ
صاحب رائے اور حافظہ والے نہ تھے۔ ان کی حدیث
میں اضطراب تھا اور وہ حدیث میں کمزور تھے۔ اور بدعت
والے تھے۔ اور مسلم بن حجاج قیشری سے روایت
ہے کہ ابوحنیفہ صاحب الراء اور مضطرب الحدیث
تھے، حدیث بھی ان کے پاس کوئی زیادہ نہ تھی صحیح۔
اور عبدالصمد بن حسان سے مروی ہے کہ جب ابوحنیفہ
کا انتقال ہوا تو مجھے سفیان ثوری نے کہا کہ ابراہیم
بن طہمان کے پاس جا اور انہیں خوشخبری سنا کہ
اس امت کا فتنہ باز انسان مرگیا۔ میں گیا تو وہ
دوپہر کو آرام میں تھے۔ آکر سفیان کو بتایا کہ وہ قیلولہ میں
ہیں۔ ثوری نے کہا کہ جا اور جگا کر بتادے کہ اس امت
کا فتنہ باز فوت ہوگیا۔ ثوری کا اس سے ارادہ یہ
معلوم ہوتا تھا کہ اس سے وہ طہمان کو مغموم کرنا چاہتے
تھے، کیونکہ ابراہیم مذہب ارجاء میں ابوحنیفہ کے
مسلک پر تھے۔ انتہیٰ۔ امام خطیب کی عبارات ان
کی کتاب تاریخ کے جلد ۱۳ پر پوری ہوئیں۔

ابو حنیفہ اور ہوس جاہ

عن ابی یوسف قال قال ابوا
حنیفة لما اردت طلب العلم
فجعلت اتخبر العلوم واسأل
عن عواقبها۔ فقیل لی تعلم القرآن
فقلت اذا تعلمت القرآن وحفظته
فما یکون آخرہ؟ قالوا تجلس مجلسه
ویقرأ علیك الصبیان والاحداث ثم
لا تلبث ان یخرج فیهم من هو
احفظ منك اویساویك فی الحفظ
فتذهب ریاستك۔ فقلت فان سمعت
الحدیث وکتبته حتی لم یکن فی
الدنیا احفظ منی فقالوا اذا کبرت
وضعفت حدثت واجتمع علیك
الاحداث والصبیان فلا تامن ان
تغلط فیرمونك بالکذب فیصیر
عارالك فی عقبك۔ فقلت لا حاجة
لی فی هذا۔ ثم قلت اتعلم النحو۔ فقلت
اذا حفظت النحو والعربیة مایکون
آخر امری؟ قالوا تقعد معلما
فاکثر رزقك دیناران الی ثلاثة
قلت وهذا عاقبة له۔ قلت فان نظرت

ابو یوسف سے روایت ہے کہ ابو حنیفہ نے کہا کہ
جب میں نے تحصیل علم کا ارادہ کیا تو ان علوم کے
نتائج کے بارے میں معلومات حاصل کرنے لگا۔ مجھے
کہا گیا کہ قرآن کی تعلیم حاصل کرو۔ میں نے کہا کہ قرآن
کی تعلیم حاصل کی اور حفظ بھی کر لیا تو اس کا نتیجہ
کیا ہوگا؟ لوگوں نے کہا کہ تم مسجد میں بیٹھو گے، بچے
اور نوجوان تمہارے پاس پڑھنے آئیں گے۔ (میں نے
سوچا کہ) اس طرح کچھ عرصہ کے بعد ان طلبہ میں کوئی
ایسا بڑا حافظ نکلے گا جو رتبہ میں تم سے بڑا یا مساوی
ہوگا تو تمہاری ریاست (یا سیادت) چلی جائے گی۔
پھر میں نے (دل میں) کہا کہ اگر میں حدیث کی
تحصیل کرتا ہوں، یہاں تک کہ میں سب سے بڑا حافظ
حدیث بن جاؤں (تو نتیجہ کیا نکلے گا؟) لوگ کہنے لگے
کہ جب تم بڑی عمر کے ہو گئے ہو یعنی ضعیف العمر تو
اب حدیث بیان کرو۔ تمہارے ارد گرد بچے اور نوجوان
جمع ہوں گے پھر (ایک وقت آئے گا کہ) تم غلطی سے
ہوگی تو تم پر جھوٹ کی تہمت لگائیں گے جو تمہاری عاقبت کے لئے
عار کی بات ہوگی۔ میں نے کہا اس کی بھی حاجت نہیں پھر میں نے
نحو سیکھنے کی سوچی۔ میں نے کہا کہ اگر نحو اور عربی پر عبور حاصل کر بھی لیا تو
نتیجہ کیا ہوگا؟ لوگوں نے کہا معلم بنو گے تمہاری آمدنی دو تین
دینار سے زیادہ نہ ہوگی۔ میں نے کہا کہ تو یہ ہوگا اسکا نتیجہ؟ پھر میں نے کہا کہ اگر میں

فی الشعر فلم یکن احد اشعر منی ما یکون امری؟ قال تمدح ھٰذا فیھب لك او یحملك علیٰ دابة او یخلع علیك خلعة وان حرمك ھجوته فصرت تقذف المحصنات. قلت لا حاجة لی فی ھٰذا. قلت فان نظرت فی الکلام ما یکون اٰخرہ؟ قالوا لا یسلم نظر فی الکلام من مشتنعات الکلام فیرمی بالزندقة فاما ان تؤخذ فتقتل واما ان تسلم فتکون مذموما ملوما. فقلت ان تعلمت الفقه قالوا تسئل فتفتی الناس وتطلب القضاء وان کنت شابا. قلت لیس فی العلوم شیء انفع من ھٰذا. فلزمت الفقه وتعلّمته.

وعن ابراھیم الحرنی یقول کان ابوحنیفة طلب النحو فی اول امرہ فذھب یقیس فلم یجیٔ واراد ان یکون فیه استاذا فقال قلب وقلوب وکلب وکلوب فقیل له کلب وکلاب فترکه ووقع فی الفقه فکان یقیس ولم یکن له علم بالنحو (تاریخ خطیب صـ ۳۳۲ ج ۱۳)

اور میں سب سے بڑا شاعر بن جاؤں تو کیا فائدہ ہوگا؟ لوگوں نے کہا کہ تم کسی کی شعر میں مدح کروگے تو تمہیں انعام دے گا یا کسی سواری پر بٹھادیگا یا کوئی اور انعام واکرام کی خلعت تجھے پہنادے گا اور اگر تم کو محروم کردے گا تو اس کی تم ہجو کہوگے، پھر پاکدامن عورتوں پر تہمت تراشی کروگے۔ میں نے کہا اس کی بھی مجھے ضرورت نہیں۔ میں نے کہا کہ اگر میں علم کلام سیکھوں تو کیسا رہے گا؟ لوگوں نے کہا کہ اگر کلام میں کوئی بے ہودہ بات نکلی تو لوگ لا دینیت کا الزام دیں گے پس یا تو تجھے پکڑ کر قتل کردیا جائے گا اور اگر بچ بھی گیا تو ندامت اور رسوائی کا سامنا ہوگا۔ تو میں نے کہا کہ اگر میں نے فقہ کو سیکھ لیا تو؟ لوگوں نے کہا کہ تو فتوے دے گا اور قضا کا طالب ہوگا اگرچہ تم عالم شباب میں کیوں نہ ہو۔ میں نے کہا کہ ایسا فائدہ مند کوئی اور علم نہیں ہوگا۔ چنانچہ میں فقہ سے چمٹ گیا اور اسے سیکھ لیا۔ اور ابراہیم بن حرنی کہتے ہیں کہ ابوحنیفہ نے سب سے پہلے نحو سیکھی۔ پھر قیاس کرنے لگا۔ تو وہ اس کا درست نہیں ہوا۔ اور سوچنے لگا کہ میں اس میں استاذ ہوگیا ہوں تو کہنے لگا کہ قلب اور قلوب اور کلب اور کلوب۔ کہا گیا کلب اور کلاب ہوتا ہے۔ تب اسے چھوڑ کر فقہ کے پیچھے پڑ گئے۔ تو قیاس شروع کردیا حالانکہ علم نحو کی تحصیل بھی کرنہ پائے۔ (تاریخ خطیب صـ ۳۳۲ ج ۱۳)

وعن محمد بن ادریس الشافعی
یقول الناس عیال علیٰ هٰؤلاء الخمسة
من اراد ان یتبحر فی الفقه فهو عیال
علیٰ ابی حنیفة، ومن اراد ان یتبحر
فی الشعر فهو عیال علیٰ زهیر بن ابی
سلمیٰ ومن اراد ان یتبحر فی المغازی
فهو عیال علیٰ محمد بن اسحاق و
من اراد ان یتبحر فی النحو فهو عیال علی
الکسائی ومن اراد ان یتبحر فی
تفسیر القرآن فهو عیال علیٰ مقاتل
بن سلیمان (تاریخ خطیب ص ۳۴۶)
وعن حسن بن زیادة اللووی قال
کانت هٰهنا امراة یقال لها ام عمران
مجنونة وکانت جالسة فی الکناسة.
فمر بها رجل فکلمها بشیٔ فقالت
له یا ابن الزانیین! وابن ابی لیلیٰ
حاضر یسمع ذٰلک. فقال للرجل
ادخلها فی المسجد واقام علیها
حدین. حد الابیه وحد الامه
فبلغ ذلک ابا حنیفة. فقال اخطأ
فیها فی ستة مواضع. اقام الحد
فی المسجد ولا تقام الحدود فی
المساجد وضربها قائمة والنساء

اور امام شافعی فرماتے ہیں کہ لوگ پانچ شخصوں
کے عیال ہیں۔ جو شخص فقہ میں کمال حاصل
کرنا چاہے تو وہ ابوحنیفہ کا دست نگر ہے اور
جو شاعری میں کمال چاہتا ہو وہ زہیر بن
ابی سلمیٰ کا مرہون منت ہے اور جو مغازی
میں معراج حاصل کرنا چاہے وہ محمد ابن اسحاق
کا محتاج ہوگا۔ اور جو علم نحو میں کمال پیدا
کرنا چاہے' اسے کسائی کا دست نگر ہونا پڑے گا
اور جو تفسیر قرآن میں تبحّر کا طالب ہو تو وہ
مقاتل بن سلیمان کی خوشہ چینی کرے۔
(تاریخ خطیب ص ۳۴۶)
اور حسن بن زیادۃ للووی کہتے ہیں کہ ہمارے
یہاں ام عمران نامی ایک پاگل سی عورت تھی'
جو کچرہ کے ایک ڈھیر پر بیٹھی تھی۔ ایک آدمی وہاں
سے گذرا جس نے اس کے ساتھ کوئی بات کی اس
عورت نے اسے کہا کہ "اے زانی ماں باپ کے بیٹے!"
قاضی ابن ابی لیلیٰ جو موجود تھا اس نے سنا تو ایک
آدمی سے کہا کہ اسے مسجد میں لے آ اور اس پر دو
حدیں قائم کیں۔ ایک حد اس کے باپ کی ایک اس
کے ماں کی۔ ابوحنیفہ کو بات معلوم ہوئی تو کہا کہ
ابن ابی لیلیٰ نے اس میں چھ غلطیاں کی ہیں۔ ایک
یہ کہ مسجد میں حد لگائی جبکہ مساجد میں حدود قائم
نہیں کیے جاتے۔ دوسرے کھڑا کرکے حد لگائی حالانکہ

بضرب قعودا وضرب لابيه حدا ولامه حدا ولو ان رجلا قذف جماعة كان عليه حد واحد و جمع بين حدين ولا يجمع بين حدين حتى يخف احدهما و المجنونة ليس عليها حد وحد لابويه وهما غائبان لم يحضرا فيدعيان فبلغ ذلك ابن ابى ليلى فدخل على الامير فشكى اليه وحجر على ابى حنيفة (تاريخ خطيب ص ۳۵۱ ج ۱۳) وعن الامام الشافعى قال قيل لمالك بن انس أرأيت ابا حنيفة ؟ قال رأيت رجلا لو كلمك فى هذه السارية ان يجعلها ذهبا لقام بحجته (تاريخ خطيب ص ۳۳۸ ج ۱۳)

عورتوں پر بٹھا کر حد لگائی جائے گی۔ اور تیسرے یہ کہ ایک حد اس کے باپ اور ایک اس کی ماں کی طرف سے لگائی۔ حالانکہ کوئی پوری جماعت پر تہمت لگائے تو اس پر صرف ایک حد ہوگی۔ دونوں حدیں ایک ساتھ لگا دیں۔ حالانکہ دو حدود ایک ساتھ نہیں لگائی جائیں گی یہاں تک کہ ان میں سے ایک کے بعد تخفیف اور نرمی ہو۔ اور پاگل پر حد نہیں ہے اور اس کے والدین کی عدم موجودگی میں حد نافذ کر دی، حالانکہ ان کی موجودگی لازمی تھی۔ قاضی ابن ابی لیلیٰ کو ابو حنیفہ کی یہ تنقید پہنچی تو انہوں نے امیر کوفہ سے اس کی شکایت کی جس نے ابو حنیفہ پر فتویٰ دینے پر پابندی لگا دی۔ (تاریخ خطیب ص ۳۵۱ ج ۱۳)۔ اور امام شافعی سے مروی ہے کہ امام مالک سے پوچھا گیا کہ کیا آپ نے ابو حنیفہ کو دیکھا ہے؟ کہا کہ میں نے ایک ایسا آدمی دیکھا ہے کہ اگر اس ستون کے بارے میں تم سے کہے کہ میں اسے سونے کا کر دوں گا تو یقیناً وہ اس پر دلیل قائم کر دیگا (تاریخ ص ۳۳۸ ج ۱۳)

ابو حنیفہ اور اس کا نسب

النعمان بن ثابت ابو حنيفة التيمى امام اصحاب الرأى وفقيه اهل العراق رأى انس بن مالك وهو من اهل الكوفة قال العجلى هو كوفى تيمى من رهط حمزة الزيات وكان خزازا يبيع الخز وعن ابن

نعمان بن ثابت کوفی تیمی اصحاب رائے کا امام عراق والوں کا فقیہ، انہوں نے انس بن مالک کو دیکھا اور وہ اہل کوفہ میں سے تھے۔

عجلی کہتے ہیں کہ وہ کوفی تیمی اور حمزہ الزیات کے قبیلہ سے تھے۔ کپڑے کے بڑے بیوپاری تھے۔

اسباط ولد ابوحنیفة وابوہ
نصرانی واما زوطی فھو من اھل
کابل وولد ثابت علی الاسلام۔ کان
ابوحنیفة اسمهٗ عتیك بن زوطرة
فسمی نفسه نعمان۔ وعن یزید
بن زریع کان ابوحنیفة نبطیا و
عن ابی عبد الرحمٰن المقری کان
ابوحنیفة نبطیا وعنه کان ابو
حنیفة من اھل بابل وعن یحیی
بن النضر القرشی کان ابوحنیفة
من نسأ وعن الحارث بن ادریس
یقول ابوحنیفة اصلهٗ من ترمذ
وعن ابی جعفر احمد بن اسحاق
بن بھلول القاضی قال سمعت
ابی یقول عن جدی قال ثابت والد
ابی حنیفة من اھل الانبار وقال
اسماعیل بن حماد بن ابی حنیفة
نعمان بن ثابت بن نعمان بن المرزبان
من ابناء الفارس الاحرار (تاریخ
خطیب ص۳۲۶ ج ۱۳) وقال عمر بن
حماد بن ابی حنیفة ان اباحنیفة
کان طوالا تعلوہ سمرة وکان لباسا
حسن الھیئة کثیر التعطیر یعرف بریح

اور ابن اسباط کہتے ہیں کہ ابوحنیفہ کی ولادت
ہوئی اس وقت ان کے والد نصرانی تھے۔ اور
زوطی کابلی تھا۔ اور ثابت اسلام پر پیدا ہوئے
اور ابوحنیفہ کا نام عتیک بن زوطرہ تھا۔ پھر
انہوں نے اپنا نام نعمان رکھا۔ اور یزید بن
زریع سے روایت ہے کہ ابوحنیفہ نبطی تھے۔
اور ابوعبدالرحمان مقری سے روایت ہے کہ
ابوحنیفہ نبطی تھے۔ انہی سے روایت ہے
کہ وہ بابلی تھے اور یحیی بن نضر قرشی سے مروی
ہے کہ ابوحنیفہ نسائی تھے۔ اور حارث بن ادریس
سے روایت ہے کہ ابوحنیفہ ترمذی تھے اور
ابوجعفر احمد بن اسحاق بن بہلول قاضی
کہتے ہیں کہ میں نے اپنے والد سے انہوں نے
میرے دادا سے سنا کہ ابوحنیفہ کے والد ثابت
اہل انبار میں سے تھے۔ اسماعیل بن حماد
بن ابی حنیفہ کہتے ہیں کہ نعمان بن ثابت
بن نعمان بن المرزبان آزاد ایرانیوں کی
اولاد میں سے تھے۔ (تاریخ خطیب ص۳۲۶ ج۱۳)
اور عمر بن حماد بن ابی حنیفہ سے
روایت ہے کہ ابوحنیفہ دراز قد، گندم گوں،
خوش پوش، اچھی شکل وصورت والے اور زیادہ
خوشبو لگانے والے تھے۔ اپنے گھر کی طرف
آمد ورفت کا پتہ ان کی معطر ہوا سے

المطیب اذا اقبل واذا خرج من
منزلہٖ قبل ان تراہ (تاریخ خطیب
ص۳۳۱ ج ۱۳)

وعبد اللہ بن المسلمۃ القرشی
قال سمعت مالکا یقول مازال
ھٰذا الامر معتدلا حتّٰی نشأ ابوحنیفۃ
فاخذ فیھم بالقیاس فما افلح ولا
ابحج. وعن خالد بن نزار یقول
سمعت مالکا یقول لو خرج ابوحنیفۃ
علیٰ ھٰذہ الامۃ بالسیف کان ایسر
علیھم مما اظھر فیھم یعنی من
القیاس والرأی (جامع بیان العلوم
وفضلہ ص۱۴۷ ج ۲) وعن الحمیدی
قال ابن العیینۃ قال لم یزل
امر اھل الکوفۃ معتدلا حتی
نشأ فیھم ابوحنیفۃ. قال موسیٰ
وھو من ابناء سبایا الامامۃ
سندیۃ وابوہ نبطی والذین
ابتدعوا الرأی ثلاثۃ وکلھم
من ابناء سبایا الامم وھو ربیعۃ
بالمدینۃ وعثمان البتی بالبصرۃ و
ابوحنیفۃ بالکوفۃ (جامع بیان
العلم وفضلہ ص۱۴۸ ج ۲)

لگ جاتا تھا۔ (تاریخ خطیب بغدادی ص۳۳۱ ج ۱۳)

اور عبد اللہ بن مسلمہ قرشی سے روایت
ہے کہ میں نے امام مالک کو فرماتے سنا کہ اس
امت کا دین اور دنیا اعتدال کے ساتھ چلتا رہا
یہاں تک کہ ان کے اندر ابوحنیفہ پیدا ہوا
تو انہوں نے مسلمانوں میں قیاس (کی وبا) پھیلائی
پھر ناکامی کا منہ دیکھنا پڑا۔ اور خالد بن نزار
کہتے ہیں کہ میں نے امام مالک کو کہتے سنا کہ اگر ابوحنیفہ
اس امت کو (تباہ کرنے کیلئے) تلوار لیکر اٹھ
کھڑے ہوتے تو یہ ان کے فتنۂ قیاس ورائے
سے کم خطرناک ہوتا۔ (جامع بیان العلوم وفضلہ
ص۱۴۷ ج ۲) حمیدی کہتے ہیں کہ ابن عیینہ نے
نے فرمایا کہ اہل کوفہ کا نظام دین و دنیا اعتدال
کے ساتھ چلتا رہا یہاں تک کہ ان کے اندر ابوحنیفہ
پیدا ہوا۔ موسیٰ کہتے ہیں کہ ابوحنیفہ ایک
سندھی باندھی کے بطن سے تھا اور اس
کا باپ نبطی تھا۔ اور جن تین لوگوں نے رائے
کو اختراع کیا وہ سب باندھیوں کی اولاد
تھے۔ یعنی مدینہ میں ربیع، بصرہ میں عثمان بتی
اور کوفہ میں ابوحنیفہ۔ (جامع بیان العلم
وفضلہ ص۱۴۸ ج ۲)

اقول قد جرح ائمة المحدثين
على ابى حنيفة جرحا شديدا،
كما ترى. فقد جرح ائمة الصحاح
الستة عليه سوا الامام ابن ماجة
فقال الامام الهمام النقاد صاحب
الصحيح البخارى ابو حنيفة كان
مرجيا سكتوا عنه، وعن رأيه
وعن حديثه (التاريخ الكبير
ص۸۱ ج ۴) وقال الامام ابو الحسين
مسلم بن حجاج القشيرى صاحب
الصحيح: ابو حنيفة صاحب الرأى
مضطرب الحديث ليس له كبير
حديث صحيح (كتاب الاسماء والكنى
ص ۱۰۷) وقال الامام ابو عيسى
الترمذى سمعت محمود بن غيلان
يقول سمعت المقرى يقول سمعت
اباحنيفة يقول عامة ما احدثكم
خطأ (علل الترمذى الكبير ص۹۶۶ ج۲)
وقال يقول يوسف ابن عيسى
سمعت وكيعا يقول حين روى هذا
الحديث فقال لا تنظروا الى قول

میں کہتا ہوں کہ ابو حنیفہ پر تمام محدثین نے سخت
جرح کی ہے جس طرح آپ دیکھ رہے ہیں۔ ائمہ
صحاح ستہ نے بھی جرح کی ہے۔ لیکن امام ابن
ماجہ جارحین میں شامل نہیں ہیں۔ چنانچہ امام ہمام
عظیم نقاد اور صحیح بخاری کے مصنف فرماتے
ہیں کہ ابو حنیفہ مرجیہ تھے اور محدثین نے ان
سے حدیث لینے میں سکوت اختیار کیا ہے اسی
طرح ان کی رائے سے بھی اجتناب کیا ہے۔ (تاریخ
الکبیر ص۸۱ ج ۴) اور امام ابو الحسین مسلم بن حجاج
القشیری صحیح مسلم کے مصنف نے کہا کہ
ابو حنیفہ دین میں اپنی رائے سے باتیں کرتا ہے۔
اس کی حدیث مضطرب تھی۔ یعنی سند اور متن میں
الٹ پلٹ کر دیتا تھا، اس کی کوئی صحیح احادیث
زیادہ بھی نہیں (کتاب الاسماء والکنی ص۱۰۷) اور
امام ابو عیسیٰ ترمذی نے فرمایا کہ میں نے محمود بن
غیلان سے سنا انہوں نے مقری سے سنا انہوں
نے ابو حنیفہ کو کہتے ہوئے سنا کہ میں جو زیادہ تر
حدیثیں بیان کرتا ہوں وہ غلط ہوتی ہیں (علل
الترمذی ص۹۶۶ ج ۲) اور یوسف بن عیسیٰ نے کہا
کہ میں نے وکیع سے سنا، جبکہ ان کے پاس یہ
حدیث بیان کی گئی تو انہوں نے کہا کہ اہل الراء

اهل الرأی فی هذا فان الاشعار
سنة وقولهم بدعة. قال سمعت
ابا السائب يقول كنا عند وكيع فقال
الرجل ممن ينظر فی الرأی اشعر رسول
الله صلی الله علیه وسلم ويقول ابوحنيفة
هو مثلة. قال الرجل فانه قد روی
عن ابراهيم النخعی انه قال الاشعار
مثلة. قال فرأيت وكيعا غضب غضبا
شديدا. وقال اقول لك قال رسول
الله صلی الله علیه وسلم وتقول قال ابراهيم
ما احقك بان تحبس ثم لا تخرج
حتی تنزع عن قولك.

هذا الترمذی ص ۱۸۱ ج ۱ و
ابو حنيفة الكوفی امام اهل الرأی
ضعفه النسائی من جهة حفظه وابن
عدی و آخرون (ميزان الاعتدال
ص ۲۶۵ ج ۴) والنعمان رحمه الله الامام
قال ابن عدی عامة ما يرويه غلط
وتصحيف وزيادات وله احاديث
صالحة. وقال النسائی ليس بالقوی
فی الحديث كثير الغلط علی قلة روايته
وقال ابن معين لا يكتب حديثه.
(ديوان الضعفاء والمتروكين ص ۳۸

کے قول کو مت دیکھو اور بلاشبہ اشعار کرنا سنت
ہے (قربانی کے جانور کو جو حاجی لے جاتا ہے اس کے
کوہان کو چیرنا) اور اہل رائے کا قول ہے کہ یہ
بدعت ہے۔ انہوں نے ابوسائب سے سنا کہ ہم وکیع
کے پاس تھے کہ ایک آدمی نے جو قیاس کو پسند کرتا
تھا، اس نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اشعار فرمایا ہے
جبکہ ابوحنیفہ کہتے ہیں کہ یہ مثلہ ہے اس آدمی نے
(مزید) کہا کہ ابراہیم نخعی سے بھی یہی مروی ہے کہ
اشعار کرنا مثلہ (جانور کے کان ناک وغیرہ اعضاء کاٹنا)
ہے۔ انہوں نے کہا کہ پھر میں نے وکیع کو غضبناک
حالت میں دیکھا وہ کہہ رہے تھے کہ میں تجھ سے کہتا
ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اور
تو کہتا ہے کہ ابراہیم نخعی نے کہا۔ تو اس کا مستحق ہے
کہ تجھے قید کر لیا جائے اور اپنے قول سے رجوع ہونے تک
تجھے رہا نہ کیا جائے۔ امام ترمذی ص ۱۸۱ ج ۱ میں
فرماتے ہیں کہ ابوحنیفہ کوفی اہل رائے کے امام ہیں جن
کو نسائی، ابن عدی اور دوسروں نے حافظ کی کمزوری
کی وجہ سے ضعیف قرار دیا ہے۔ میزان الاعتدال
(ص ۲۶۵ ج ۴) میں ہے کہ نعمان رحمہ اللہ امام تھے۔ ابن
عدی نے کہا کہ عام طور پر وہ جو احادیث روایت کرتے
ہیں وہ غلط، الٹ پلٹ اور اضافہ و ترمیم شدہ
ہوتی ہیں اگرچہ ان کی کچھ احادیث صحیح بھی ہیں اور
امام نسائی فرماتے ہیں کہ قوی نہیں ہے حدیث میں

وابوحنيفة نعمان بن ثابت قال
خلق القرآن واستتيب من كلامه
الردى غير مرة، كثير الخطاء والاوهام
(كتاب الضعفاء لابی نعيم ص ۱۵۴) وقد
جرح عليه ابوداؤد السجستانی وروايته
قد ذكرت من قبل.

اقول فقال المحدثون النقادون
ائمة الجرح والتعديل جميعا ان ابا
حنيفة جهمی مرجی واهی الحديث
مضطرب الحديث يتيما مسكينا زمنا
فی الحديث، صاحب هوى نقض الاسلام
عروة عروة، يرى السيف اشر من
قحطبة بن الشبيب الطائی انتهى.
وعن ابی حفص عمر بن علی قال ابو
حنيفة ليس بحافظ مضطرب الحديث
ذاهب الحديث (المنتظم لابن الجوزی
تحقيق الكلام لعبد الرحمن مباركفوری
ص ۱۳۸ ج ۲) واسماعيل بن حماد بن ابی
حنيفة قال ابن عدی ثلاثتهم الضعفاء
(ميزان الاعتدال وتحقيق الكلام
لمباركفوری ص ۱۲۹ ج ۲) واحتجوا الحديث
جابر عن النبی صلى الله عليه وسلم انه
قال من كان له امام فقرأة الامام

انتہائی کم احادیث کا راوی ہونے کے باوجود،
زیادہ غلطیاں کرتے ہیں اور یحییٰ بن معین نے
کہاکہ ابو حنیفہ کی حدیث نہ لکھی جائے (دیوان
الضعفاء والمتروکین ص ۱۳۸)

اور ابوحنیفہ نعمان بن ثابت نے خلق قرآن
کا دعویٰ کیا اور ان سے شرکیہ کلام سے کئی بار
توبہ کرائی گئی، کثیر الخطاء اور اوہام کے مریض تھے
(کتاب الضعفاء لابی نعیم ص ۱۵۴) ابوداؤد سجستانی
نے بھی ان پر جرح کی ہے ان کی روایت پہلے ذکر کی گئی۔

میں (مصنف) کہتا ہوں کہ محدثین ناقدین،
ائمہ جرح وتعدیل سب نے یہی کہا کہ ابو حنیفہ جہمی،
مرجی، واھی الحدیث، مضطرب الحدیث، حدیث میں
مسکین، یتیم، اپاہج، صاحب ہویٰ، اسلام کو حلقہ
حلقہ توڑنے والا، مسلم امراء کے خلاف تلوار اٹھانے
کو جائز سمجھنے والا، اور قحطبہ لطائی سے زیادہ بدتر
ہے۔ انتہیٰ۔ اور ابوحفص عمر بن علی نے کہاکہ ابو
حنیفہ حافظہ سے عاری، حدیث میں مضطرب اور حدیث
کو ضایع کرنیوالے تھے۔ (المنتظم لابن جوزی ص
تحقیق الکلام مبارکپوری ص ۱۳۸ ج ۲) اور اسماعیل بن حماد بن
ابی حنیفہ تینوں کو ابن عدی نے ضعیف کہا ہے۔
(میزان الاعتدال، تحقیق الکلام مبارکپوری ص ۱۲۹ ج ۲)
اور (احناف نے) نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اس روایت
سے جو جابر سے مروی ہے دلیل لی ہے کہ آپ نے

لا قراءة وهذا الحديث رواه جابر
الجعفي عن ابي الزبير عن جابر
عن النبي صلى الله عليه وسلم وجابر الجعفي
ضعيف الحديث مذموم المذهب لا
يحتج بمثله وان كان حافظا وقد
روى هذا الحديث ابوحنيفة عن
موسى بن ابي عائشة عن عبد الله
بن شداد بن الهاد عن جابر بن
عبد الله عن النبي صلى الله عليه وسلم
ولم يسنده غير ابي حنيفة وهو سيئ
الحفظ عند اهل الحديث وقد خالفه
الحفاظ فيه سفيان الثوري وشعبة
وابن عيينة وجرير فرووه عن ابي
عائشة عن عبد الله بن شداد
مرسلا والصحيح فيه الارسال وليس
مما يحتج به وقد رواه ليث بن سعد
عن ابي يوسف عن ابي حنيفة عن
موسى بن ابي عائشة عن عبد الله
بن شداد عن ابي الوليد عن جابر
بن عبد الله فادخل بين عبد الله
بن شداد وبين جابر ابا الوليد هذا
هو مجهول لا يعرف وحديثه هو هذا
لا يصح (التمهيد لابن عبد البر

فرمایا: جس کا کوئی امام ہے تو امام کی قرأت اس کی قرأت
ہے۔ (اس لئے امام کے پیچھے فاتحہ نہیں پڑھنے۔) یہ
حدیث جابر جعفی ابی الزبیر وہ جابر رضی سے وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم
سے روایت کرتے ہیں۔ حالانکہ جابر جعفی روایت میں
ضعیف اور مذموم مذہب والا تھا۔ ایسا آدمی اگرچہ وہ حافظ
ہو، قابل حجت نہیں ہے۔ (نیز) یہ حدیث ابوحنیفہ نے
موسی بن ابی عائشہ سے انہوں نے عبداللہ بن شداد
بن الہاد سے، انہوں نے جابر بن عبداللہ رض سے انہوں
نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے۔ لیکن اس
روایت کی سند صرف ابوحنیفہ بیان کرتے ہیں جو
علماء اہل حدیث کے نزدیک حافظہ کے ردی ہیں۔
نیز اس روایت میں بڑے بڑے حفاظ سفیان ثوری،
شعبہ اور جریر نے ابوحنیفہ کی مخالفت کی ہے۔
تو انہوں نے مذکورہ حدیث کو ابی عائشہ سے انہوں نے
عبداللہ بن شداد سے مرسل روایت کی ہے اور ارسال
ہی اس میں صحیح ہے اور اس وجہ سے قابل حجت نہیں
نیز یہ حدیث لیث بن سعد نے ابو یوسف سے انہوں
نے ابوحنیفہ سے انہوں نے موسی بن ابی عائشہ
سے، انہوں نے عبداللہ بن شداد سے، انہوں نے
ابی الولید سے، انہوں نے جابر بن عبداللہ سے روایت
کی۔ لہٰذا عبداللہ بن شداد اور جابر کے درمیان میں
ابوالولید کا اضافہ کیا اور وہ مجہول ہے جس کا اتہ پتہ
نہیں اور اس کی یہ حدیث صحیح نہیں ہے (تمہید ابن

لمخطوطة ص۲۲۴ ج ۳) وعن عبد الله
بن علی المدینی سألت ابی عن ابی
حنیفة فضعفه جدا وقال خمسون
حدیثا اخطأ فیها انتهی (ابن الجوزی
فی المنتظم، تحقیق الکلام ص۱۳۸ ج ۲)
وابوحنیفة لا یقنع بحدیثه ولا برأیه
(احوال الرجال لابی اسحاق ابراهیم
بن یعقوب الجوزجانی ص۷۵)

عبد البر مخطوط ص۲۲۴ ج ۳) اور عبداللہ بن علی المدینی
سے روایت ہے کہ میں نے اپنے والد سے ابوحنیفہ
کے بارے میں سوال کیا تو انہوں نے ابوحنیفہ کو انتہائی
کمزور قرار دیا اور فرمایا کہ ابوحنیفہ نے پچاس احادیث
روایت کیں ان میں غلطی کی ہے۔
(ابن جوزی فی المنتظم، تحقیق الکلام ص۱۳۸ ج ۲)
اور ابوحنیفہ کی رائے اور حدیث قابل اعتبار
نہیں ہے (کتاب احوال الرجال للجوزجانی ص۷۵)

امام ابو یوسفؒ کا ترجمہ

ابو یوسف القاضی یعقوب
بن ابراهیم بن حبیب بن خنیس
بن سعد بن بحیر بن معاویة الانصاری
وانما حالف الانصار ولد ابو یوسف
سنة ثلاث عشرة ومائة بالکوفة
وکتب العلم عن طائفة من التابعین
وطبقتهم وتفقه بابی حنیفة وهو
اجل اصحابه ولی قضاء بغداد للموسی
الهادی ثم ولی القضاء لهارون الرشید
علا شانه وهو اول من دعی قاضی
القضاة لم یکن فی اصحاب ابی حنیفة
مثل ابی یوسف علما وفقها ومعرفة
ولولا ولم یذکر ابوحنیفة وکان

ابو یوسف قاضی، یعقوب بن ابراہیم بن حبیب
بن خنیس بن سعد بن بحیر بن معاویہ الانصاری
جو خود تو انصاری نہیں تھے، لیکن انصاریوں کے
حلیف ہونے کی وجہ سے انصاری شمار ہوتے ہیں
ابو یوسف ۱۱۳ھ کو کوفہ میں پیدا ہوئے۔ تابعین کے
ایک گروہ سے علم کی تحصیل کی۔ طبقہ تابعین اور ابو
حنیفہ کے پاس فقہ حاصل کی۔ ابوحنیفہ کے
ممتاز ترین شاگردوں میں سے تھے۔ خلیفہ موسیٰ الہادی
کے زمانہ میں بغداد کے قاضی مقرر ہوئے۔ پھر
ہارون الرشید کے (زمانہ میں) قاضی بنے اور اعلیٰ
مرتبہ پایا (عہد اسلام میں) پہلے شخص ہیں جن پر
قاضی القضاۃ کا نام پڑا۔ علم، فقہ اور معرفت
کے اعتبار سے ابوحنیفہ کے شاگردوں میں ان جیسا

ابویوسف یحب اصحاب الحدیث و
یمیل الیهم (ملخصا من مناقب ابی
حنیفة وصاحبیه للامام الذهبی)
وفی تاریخ الخطیب عن اسماعیل بن
حماد بن ابی حنیفة اصحاب ابی حنیفة
عشرة۔ ابویوسف وزفر واسد بن
عمر البجلی وعافیة الاودی وداؤد
الطائی وقاسم بن معن المسعودی
وعلی بن مسهر ویحیٰ بن ذکریا بن
ابی زائدہ وحبان ومندل ابنا علی
العنزی ولم یکن فیهم مثل ابی یوسف
وزفر۔ وعن عمار بن ابی مالک
یقول ما کان مثل ابی یوسف. لولا
ابو یوسف ما ذکر ابوحنیفة ولا
ابن ابی لیلی ولکنه نشر قولهما
و بث علمهما وعن طلحة بن محمد
ابن جعفر قال ابویوسف مشهور
الامر ظاهر الفضل واول من وضع
الکتب فی اصول الفقه علی مذهب
ابی حنیفة واملی المسائل ونشرها
وبث علم ابی حنیفة فی اقطار الارض
وعن القاسم بن محمد البجلی قال سمعت
اسماعیل بن حماد بن ابی حنیفة

کوئی اور نہ تھا۔ اگر ابویوسف نہ ہوتے تو ابوحنیفہ
کا نام بھی نہ ہوتا۔ ابویوسف اہل حدیث سے محبت
کرتے اور ان کی طرف میلان رکھتے تھے (ملخص
کتاب مناقب ابی حنیفہ وصاحبیہ امام ذہبی)
اور خطیب کی تاریخ میں اسماعیل بن حماد بن
ابی حنیفہ سے روایت ہے کہ اصحاب ابوحنیفہ
کی تعداد دس ہے۔ ابویوسف، زفر، اسد بن عمر
البجلی، عافیۃ الاودی، داؤد الطائی، قاسم بن معن
المسعودی، علی بن مسہر، یحیٰ بن زکریا بن ابی زائدہ
حبان اور مندل (علی العنزی کے بیٹے)
اور ان میں ابویوسف اور زفر کی طرح کوئی نہ تھا۔
اور عمار بن ابی مالک کہتے ہیں کہ ان میں ابو
یوسف کی طرح کوئی نہ تھا۔ اگر ابویوسف نہ ہوتے
تو ابوحنیفہ کا نام بھی نہ ہوتا۔ اور نہ ابن ابی لیلی
کا ذکر ہوتا۔ لیکن ابویوسف نے ان دونوں کے
اقوال اور علم کو پھیلایا۔ اور طلحہ بن محمد بن ابی
جعفر کہتے ہیں کہ ابویوسف مشہور و معروف اور
بظاہر صاحب فضل تھے۔ وہ پہلے آدمی ہیں جنہوں
نے ابوحنیفہ کے مذہب کے مطابق اصول فقہ میں کتابیں
لکھیں۔ اور مسائل کو تحریر کیا اور ان کی اشاعت
کی اور ابوحنیفہ کے علم کو دنیا میں پھیلایا۔
اور قاسم بن محمد البجلی سے روایت ہے کہ
میں نے اسماعیل بن حماد بن ابی حنیفہ سے

يقول قال ابو حنيفة يوما اصحابنا
هؤلآء ستة وثلاثون رجلا منهم
ثمانية وعشرون يصلحون للقضاء
ومنهم ستة يصلحون للفتوى ومنهم
اثنان يؤدبان القضاة واصحاب
الفتوى واشار الى ابي يوسف وزفر

وعن عبد الله بن احمد بن حنبل
عن ابيه قال سمعت ابا يوسف القاضي
يقول رأس النعم ثلاثة فاولها
نعمة الاسلام التي لا يتم نعمة الا
بها والثانية نعمة العافية التي
لا تطيب الحيٰوة الا بها والثالثة نعمة
الغنى لا يتم العيش الا بها فاعجبني
ذلك. ويقول ايضا صحبة من لا
يخشى العار عار يوم القيامة وعلى
بن الجعد قال سمعت ابا يوسف
يقول العلم شئ لا يعطيك بعضه حتى
تعطيه كلك وان اعطيت كلك من
اعطاء البعض على غرر.

وعن حماد بن اسحاق الموصلي
حدثني ابي قال حدثني بشر بن
الوليد وسالته من اين جاء قال
كنت عند ابي يوسف قال طلبني امير

سنا۔ ایک دن انہوں نے کہا کہ میرے شاگردوں کی
تعداد ۳۶ ہے۔ ان میں سے اٹھارہ قاضی بننے کے
اہل ہیں، چھ مفتی بننے کے لائق ہیں اور دو
قاضی اور مفتی بننے کے اہل ہیں اور
ابو یوسف اور زفر کی طرف اشارہ کیا۔

اور عبد اللہ بن احمد بن حنبل اپنے
والد سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے قاضی ابو
یوسف کو کہتے ہوئے سنا کہ تین نعمتیں بنیادی
نوعیت کی ہیں۔ پہلی نعمت جس کے سوا کوئی
نعمت تمام نہیں ہو سکتی نعمت اسلام ہے۔ دوسری
امن وعافیت ہے جس کے سواء زندگی بے سود
ہے۔ تیسری نعمت تونگری ہے، جس کے سواء
گذارہ نہیں ہو سکتا۔ امام احمد فرماتے ہیں کہ مجھے
ان کی یہ باتیں اچھی لگیں۔ ابو یوسف کا قول ہے
کہ ایسے شخص کی دوستی جو عار وننگ سے ڈرتا
نہیں، قیامت کے دن باعث عار ہو گی۔ اور علی
بن جعد کہتے ہیں کہ میں نے ابو یوسف کو کہتے
ہوئے سنا کہ علم ایک ایسی چیز ہے جو اپنا کچھ حصہ تمہیں
اس وقت تک نہیں دے گا، جب تک تم اپنا سب
کچھ اس کے حوالہ نہ کرو گے اور جب تم اپنا کل اسے
دو گے تو وہ اپنا جز تمہیں دے گا اور یہ سودا بھی اچھا ہے،

اور حماد بن اسحاق موصلی سے روایت ہے کہ مجھے
میرے باپ نے انہوں نے کہا کہ مجھے بشر بن ولید نے بتایا

المؤمنين الرشيد فجئت عنده فقال
يا يعقوب! تدرى لمَ دعوتك؟ قلت
لا. قال دعوتك لأشهدك على عيسى
بن جعفر ان عنده جارية سألته
ان يهبها لى. فامتنع وسألته ان
يبيعها فابى. والله! لئن لم يفعل
لاقتلنه. قال فالتفت الى عيسى
فقلت وما بلغ الله بجارية تمنعها
امير المؤمنين وتنزل نفسك هذه
المنزلة؟ قال لى عجلت علىّ فى القول
قبل ان تعرف ما عندى. قلت وما
فى هذا من الجواب؟ قال ان علىّ
يمينا بالطلاق والعتاق. وصدقة ما
املك انى لا ابيع هذه الجارية و
لا أهبها. فالتفت الى الرشيد. فقال
هل من مخرج؟ قلت نعم! قال وما هو؟
قلت يهب لك نصفها و يبيعك نصفها
فتكون لم تهب ولم تبع. قال عيسى
ويجوز ذلك؟ قلت نعم! قال فاشهد
فانى قد وهبت له نصفها وبعتها
النصف الثانى بمأة الف دينار فقال
خذ الجارية. فاتى الجارية وبالمال
فقال خذها يا امير المؤمنين بارك

جب میں نے ان سے پوچھا کہ کہاں سے آ
تو کہا کہ میں ابو یوسف کے پاس تھا۔ انہوں نے ب
مجھے امیر المؤمنین ہارون الرشید نے طلب کیا
گیا تو کہا کہ یعقوب معلوم ہے میں نے تجھے کیوں ب
ہے؟ میں نے کہا کہ نہیں۔ رشید نے کہا کہ میں
تجھے اس لئے بلایا ہے تاکہ تجھے عیسیٰ بن جعفر
گواہ بناؤں۔ اس کے پاس ایک لونڈی ہے
نے کہا کہ وہ مجھے بخش دے تو وہ انکار کرتا ہے
میں نے کہا کہ فروخت کر دے تو بھی نہیں مانتا
نے کہا کہ اگر میری بات نہیں مانی تو خدا کی قسم ا
تجھے قتل کروا دوں گا۔ میں نے عیسیٰ سے کہا کہ تم
کس وجہ سے امیر المؤمنین کو لونڈی نہیں دیتے اور خود کو
حد تک گرا دیا ہے؟ عیسیٰ نے کہا کہ میرے عذر کو سنے
بغیر تم نے مجھ پر جلد بازی سے کام لیا۔ میں نے کہا
کہ وہ کیا عذر ہے؟ کہا کہ میں نے قسم کھائی ہے کہ
اسے طلاق دوں گا نہ آزاد کروں گا، نہ صدقہ د
اور نہ کسی کو ہبہ کروں گا۔ پھر ہارون میری طرف متو
ہوا کہ ہے کوئی راہ نجات؟ میں نے کہا کہ ہاں! اب
وہ کیا ہے؟ میں نے کہا کہ اس لونڈی کا آدھا
آپکو ہبہ کر دے اور آدھا بیچ دے تو پھر نہ ہبہ ہوا نہ بیع
عیسیٰ بولا کیا ایسا جائز ہوگا؟ میں نے کہا ہاں!
عیسیٰ نے کہا کہ لہذا تم گواہ رہنا۔ میں نے اس کا آدھا
حصہ ہبہ کر دیا اور دوسرا حصہ ایک لاکھ دینار میں بیچ

الله لك فيها. قال يا يعقوب! بقيت
واحدة - قلت وما هي؟ قال هي
مملوكة ولا بد ان تستبرئ و والله!
ان لم ابت معها ليلتي اني اظن ان
نفسي سيخرج. قلت يا امير المؤمنين
تعتقها وتتزوجها فان الحرة لا تستبرئ.
قال فاني قد اعتقتها فمن يزوجنيها
قلت انا. فدعا بمسرور وحسين.
فخطبت وحمدت الله ثم زوجته
على عشرين الف دينار ودعا بالمال
ودفعه اليها. ثم قال يا يعقوب
انصرف ورفع رأسه الى مسرور
فقال يا مسرور! قال لبيك يا امير
المؤمنين! قال احمل الى يعقوب مائتي
الف درهم وعشرين تختا ثيابا.
فحمل ذالك معي. قال فقال بشر
بن الوليد فالتفت الى يعقوب فقال
هل رأيت بأسًا فيما فعلت؟ قلت
لا. قال فخذ منها حقك. قلت وما
حقي؟ قال العشر. قال فشكرته و
دعوت له.

وعن ابي عبد الله اليوسفي قال
ان ام جعفر كتبت الى ابي يوسف

دیا۔ پھر کہا کہ لونڈی لے لو۔ لونڈی اور مال لایا گیا
پھر کہا کہ اے امیر المؤمنین! باندی لے لیجئے اللہ اس
میں آپ کو برکت دے۔ رشید نے کہا یعقوب! ایک
بات رہ گئی۔ میں نے کہا کہ وہ کیا؟ کہا کہ یہ مملوکہ
ہے اور اس کا استبراء (عدت) ضروری ہے اور خدا
کی قسم! اس کے بغیر تو میں ایک رات بھی زندہ
نہیں رہ سکتا میری تو سانس نکلی جا رہی ہے۔ میں
نے کہا کہ اسے آزاد کر کے نکاح کر لیں۔ کیونکہ آزاد
عورت پر استبراء نہیں۔ رشید نے کہا کہ میں نے اسے
آزاد کر دیا لیکن میرا اس کے ساتھ نکاح کریگا کون؟
میں نے کہا کہ میں۔ پھر اس نے مسرور اور حسین کو بلایا
میں نے خطبہ پڑھا اللہ کی ثنا بیان کی اور بیس ہزار
دینار پر اس کا نکاح کر دیا۔ رشید نے مال منگوایا
اور عورت کے حوالہ کیا۔ پھر کہا یعقوب اب آپ جا سکتے
ہیں۔ مسرور کی طرف رخ کر کے کہا کہ اے مسرور! اس نے
کہا کہ امیر المؤمنین! لبیک۔ کہا کہ یعقوب کو دو لاکھ
درہم اور کپڑے کے بیس تختے (تھان) ان کے حوالہ
کر دو۔ تو اس نے میرے حوالہ کر دیا۔ بشر بن ولید فرماتے
ہیں کہ پھر یعقوب نے مجھے دیکھتے ہوئے پوچھا کہ کیا
میں جو فتوی دیا ہے اس میں آپکو کوئی خرابی نظر آتی ہے
میں نے کہا نہیں۔ بولے تو اس میں سے اپنا حق لے
لو۔ میں نے کہا کہ میرا کیا حق ہے؟ کہا دسواں حصہ۔
بشر نے کہا کہ میں نے ابو یوسف کا شکریہ ادا کیا اور دعا دی۔

ماترى فى كذا واجب الاشياء الى ان
يكون الحق فيه كذا. فافتاها بما
احبت. فبعثت اليه بحق فضة فيه
حقاق فضة مطبقات فى كل واحدة
لون من الطيب فى جام دراهم فى
وسطها جام فيه دنانير. فقال له
جليس له قال رسول الله صلى الله عليه وسلم
من اهديت له هدية فجلسائه
شركائه فيها. فقال ابو يوسف ذلك
حين كانت هدايا الناس التمر واللبن
وعن يحيى بن معين قال كنت عند
ابى يوسف القاضى وعنده جماعة
من اصحاب الحديث فوافقه هدية
من ام جعفر احتوت على تخوت دبيقى
ومصمت وشرب وطيب وتماثيل ند
وغير ذلك. فذاكرنى رجل يحدث
عن النبى صلى الله عليه وسلم من اتته
هدية وعنده قوم جلوس فهم
شركاء فيها قسمة. فسمعه ابو يوسف
فقال ابى تعرض ذلك؟ انما قاله
النبى صلى الله عليه وسلم والهدايا يومئذ
الاقط والتمر والزبيب ولم تكن
الهدايا ما ترون يا غلام شل الى

اور ابو عبداللہ الیوسفی سے مروی ہے کہ ام جعفر نے ابو یوسف
کی طرف لکھا کہ اس مسئلہ میں آپ کی فتویٰ کیا ہے؟ میری
خواہش ہے کہ اس میں حق میرا ثابت ہو تو ابو یوسف
نے اس کی مرضی کے موافق فتویٰ دیا۔ پس ام جعفر
نے چاندی کی ایک ڈبیہ بھیجی۔ جس میں چاندی کی
ڈبیاں تہ بر تہ تھیں ان میں رنگا رنگی خوشبو تھی۔ اس
میں ایک پیالہ تھا جس میں درہم تھے اور ان میں
ایک اور پیالہ تھا جس کے اندر اشرفیاں تھیں۔
ان کے ایک ساتھی نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کا ارشاد ہے کہ جس کو کوئی ہدیہ ملے تو حاضرین
مجلس بھی اس میں حصہ دار ہیں۔ ابو یوسف نے کہا
کہ یہ اس وقت کی بات ہے جب لوگ ہدیہ میں کھجور
اور دودھ دیا کرتے تھے۔ یحیٰ بن معین کہتے ہیں
کہ میں قاضی ابو یوسف کے پاس تھا۔ ان کے پاس
اہلحدیث کی ایک جماعت بیٹھی تھی اتفاق سے ام
جعفر کی طرف سے ان کے پاس ایک ہدیہ آیا جس میں عمدہ
کپڑے کا تھان، شربت، خوشبیات، غیر اللہ کی بنی
ہوئی مورت یا بت اور دیگر چیزیں تھیں۔ کسی نے یاد
دلایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث ہے کہ
اگر مجلس میں کسی کے پاس ہدیہ آئے تو لوگ بھی اس
میں برابر کے شریک ہیں۔ ابو یوسف نے سنا تو کہا کہ
مجھ پر تعریض کی جا رہی ہے کیا؟ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے
یہ اس وقت فرمایا تھا جبکہ ہدیے میں پنیر، کھجور،

الخزائن. وعن عثمان بن حکیم یقول
انی لارجوا لابی یوسف فی هذه المسئلة
رفع الی هارون زندیق. فدعی ابو
یوسف یکلمه فقال له هارون کلمه
وناظره. فقال له یا امیر المؤمنین
ادع السیف والنطع واعرض علیه الاسلام
فان اسلم والا فاضرب عنقه. هذا
لایناظر وقد الحد فی الاسلام. و
عن ابا زرعة الرازی یقول کان
ابوحنیفة جهمیا وکان محمد بن
الحسن جهمیا. وکان ابویوسف
سلیما من التجهم. وعن یحیٰ بن
یحیٰ قال سمعت ابایوسف القاضی
عند وفاته یقول کلما افتیت به فقد
رجعت عنه الا ما وافق کتاب الله
وسنة رسول الله صلی الله علیه وسلم.
وعن محمد بن سماعة یقول سمعت
ابا یوسف فی الیوم الذی مات فیه
یقول اللهم انك تعلم انی لم اجر
فی حکم حکمت به بین عبادك متعمدا
ولقد اجتهدت فی الحکم بما وافق
کتابك وسنة نبیك وکل ما اشکل
علیّ جعلت اباحنیفة بینی وبینك

اور کشمش ہوتی تھی۔ اور اس طرح کے ہدیئے نہیں ہوتے
تھے جو تم آج دیکھ رہے ہو۔ اسے چھوڑ دے! اسے خزانے
میں جمع کر دے۔ اور عثمان بن حکیم کہتے ہیں کہ میں ایک
مسئلہ میں ابویوسف سے پر امید تھا۔ ہارون کے
پاس ایک ملحد لایا گیا۔ تو انہوں نے ابویوسف کو بلوا
کر کہا کہ اس کے ساتھ بات چیت اور حجت بازی کرو
ابویوسف نے کہا کہ اے امیر المؤمنین! تلوار اور چمڑہ
(جس پر لوگ قتل کئے جاتے ہیں) منگوا لیجئے۔ پھر اس
پر اسلام پیش کیجئے۔ قبول کرتا ہے تو فبہا۔ ورنہ گردن
اڑوا دیجئے۔ اس کے ساتھ مناظر نہیں ہوگا۔ اس نے
اسلام میں کجی اختیار کرلی ہے (ابویوسف مناظرہ سے
جاہل تھا، اس لئے فرار اختیار کرلیا) اور ابوزرعہ
رازی سے روایت ہے کہ ابوحنیفہ اور محمد بن حسن
دونوں جہمی تھے۔ ابویوسف اس سے سلامت تھا۔
یحیٰ بن یحیٰ سے مروی ہے کہ میں نے ابویوسف سے
وفات کے وقت سنا کہ میں نے جو فتوے دیے ہیں،
ان سب سے رجوع کرتا ہوں، سوائے ان کے جو کتاب اللہ
اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق ہوں۔
اور محمد بن سماعت کہتے ہیں کہ وفات کے دن میں
نے ابویوسف کو کہتے سنا کہ اے اللہ! تو جانتا ہے کہ میں
نے جان بوجھ کر تیرے بندوں پر ظلم نہیں کیا لیکن میں نے
تیری کتاب اور تیرے نبی کی سنت کے مطابق فیصلہ
دیا اور جب مجھے کوئی مشکل درپیش آئی تو میں نے

وكان عندی واللہ ممن يعرف
امرك ولا يخرج عن الحق و
هو يعلمه.

وعن احمد بن حنبل يقول اول
ماطلبت الحديث ذهبت الى ابى
يوسف القاضى ثم طلبنا بعد فكتبنا
عن الناس. وعن عبد الله بن على
بن عبد الله المدينى قال سمعت
ابى يقول قدم ابو يوسف البصرة
مرتين اولا سنة ست وسبعين فلم
اته و الثانية سنة ثمانين فكان
يحدث بعشرة احاديث وعشرة رأى
واراه قال ما احد على ابى يوسف
شىء الا حديث هشام فى الحجر
وكان صدوقا ولم يرو عن هشام
غيره هذا الحديث. وعن سليمان
بن فليح قال حضرت مجلس هارون
الرشيد ومعه ابو يوسف فذكر
سباق الخيل. فقال ابو يوسف
سابق رسول الله صلى الله عليه وسلم
من الغابة الى بنية الوداع فقلت
يا امير المؤمنين ! صحف انما من
الغابة الى ثنية الوداع وهو فى غير
هذا اشد تصحيفا.

نے اپنے اور تیرے درمیان ابوحنیفہ کو رکھ کر اس کے
اصول کے مطابق فیصلہ دیا اور ابوحنیفہ خدا کی قسم
ان لوگوں میں سے تھے جو تیرا امر جانتے تھے اور وہ
جان بوجھ کر حق سے انحراف نہیں کرتے تھے۔

اور امام احمد بن حنبل فرماتے ہیں کہ طلب حدیث
کے وقت سب سے پہلے میں ابویوسف کے ہاں گیا اس
کے بعد دوسرے لوگوں کے پاس گیا اور ان سے احادیث
لکھیں۔ اور عبداللہ بن علی بن عبداللہ المدینی
سے روایت ہے کہ میں نے اپنے باپ سے سنا کہ ابویوسف
بصرہ میں دو بار آئے۔ پہلی بار ۷۶ھ میں تو میں ان
کے پاس نہیں آیا اور دوسری بار ۸۰ھ میں۔ تو دس
احادیث اور دس آراء بیان کیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ
انہوں نے فرمایا کہ میں نے ابویوسف سے کوئی قابل
قدر بات نہیں سنی۔ سوا لین دین اور روایا کے
بارے میں ہشام کی حدیث کے۔ ابویوسف سچے ہیں اور
ہشام سے ان کے سوا کوئی اور یہ حدیث روایت
نہیں کرتا۔ اور سلیمان بن فلیح سے مروی ہے کہ میں
ہارون الرشید کی محفل میں شریک ہوا۔ ان کے
پاس ابویوسف تھے۔ گھوڑے دوڑ کا ذکر ہوا۔
ابویوسف نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے غابہ سے بنیۃ الوداع تک گھوڑے دوڑ کروائی
میں نے کہا کہ یہ غلطی ہے اے امیر المؤمنین! صحیح
یہ ہے کہ غابہ سے ثنیۃ الوداع تک دوڑ کروائی۔ وہ
اس کے علاوہ اور بھی سخت غلطیاں کرتے رہتے تھے۔

وعن سعيد بن منصور يقول قال
رجل لابی یوسف رجل صلی مع الامام
فی مسجد عرفة ثم وقف حتی دفع
بدفع الامام قال ماله قال لاباس
به. قال فقال سبحن الله! قد قال
ابن عباس مَن افاض مِن عرفة فلا
حج له. مسجد عرفة فی بطن عرفة.
فقال انتم اعلم بالاحکام ونحن
اعلم بالفقه. قال اذا لم تعرف
الاصل فکیف تکون فقیها؟

وعن یحیی القطان وقال له جار
له حدثنا ابو یوسف عن ابی حنیفة
عن جواب التیمی فقال مرجی عن
مرجی عن مرجی. وعن نعیم بن حماد
قال سمعت ابن المبارک وذکروا عنده
ابا یوسف فقال لا تفسدوا مجالسنا
بذکر ابی یوسف. وعن حبان بن
موسی قال سمعت ابن المبارک یقول
انی لاستثقل مجلسا فیه ذکر ابی یوسف

وعن المسیب بن الواضح یقول ما
سمعت ابن مبارک ذکر احدا بسوء
قط الا ان رجلا قال له مات ابو یوسف
قال مسکین یعقوب ما اغنی عنه ما

اور سعید بن منصور سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے
ابو یوسف سے پوچھا کہ ایک شخص نے امام کے ساتھ
مسجد عرفات میں نماز پڑھی۔ پھر وقوف کیا یہاں
تک کہ امام کے ساتھ لوٹ گیا۔ اب اس پر کچھ ہے؟
ابو یوسف نے کہا کہ کوئی حرج نہیں۔ سائل نے
کہا کہ سبحان اللہ! ابن عباس تو فرماتے ہیں کہ جو
عرفہ سے واپس لوٹ جائے، اس کا حج نہیں اور
مسجد عرفہ عرفات کے میدان میں ہے۔ ابو یوسف نے
جواب دیا کہ تم احکام کو زیادہ جانتے ہوں اور ہم فقہ کو۔
میں نے کہا کہ اصل ہی نہیں جانتے تو فقیہ کیسے ہوں گے؟

اور یحیی قطان کہتے ہیں کہ مجھے پڑوسی نے بتایا
کہ ابو یوسف نے ابو حنیفہ سے انہوں نے جواب
التیمی کے حوالہ سے ہم سے حدیث بیان کی۔ تو یحیی
نے جواب دیا کہ مرجی نے دوسرے مرجی سے اس نے
تیسرے مرجی سے۔ نعیم بن حماد سے روایت ہے کہ
میں نے ابن مبارک کو سنا، جبکہ ان کے ہاں ابو یوسف
کا ذکر چھڑا تو کہا کہ ابو یوسف کا ذکر کرکے ہماری
مجالس خراب مت کرو اور حبان بن موسی سے
روایت ہے کہ میں نے ابن مبارک کو کہتے سنا
کہ جس مجلس میں ابو یوسف کا ذکر ہوتا ہے
وہ مجھ پر بھاری ہوتی ہے اور مسیب بن واضح
سے روایت ہے کہ میں نے ابن مبارک کو کسی کا برائی
کے ساتھ ذکر کرتے نہیں سنا مگر جب ایک شخص

كان فيه ۔ وعن عبد الرزاق بن عمر يقول كنت عند ابن المبارك فجاءه رجل فسأله عن مسئلة فافتاه فيها فقال له قد سالت ابا يوسف فخالفك فقال ان كنت صليت خلف ابی يوسف صلوات تحفظها فعدها. وعن علی بن مهران الرازی حدثنا ابن المبارك بالری قال فيما حدثنا يعقوب قال له رجل يا ابا عبد الرحمٰن يعقوب بن ابراهيم ابويوسف. فقال ابن المبارك لان اخر من السماء الی الارض فتخطفنی الطير اوتهوی بهِ الريح فی مكان سحيق احب الیّ ان اروی عن ذلك. وعن زكريا الساجی قال يعقوب بن ابراهيم ابويوسف صاحب ابی حنيفة مذموم مرجی.

وعن عبدة بن عبد الله الخراسانی قال قال رجل لابن المبارك ايما اصدق ابويوسف او محمد؟ قال لا تقل ايهما اصدق قل ايهما اكذب؟ قيل لابن المبارك ايما؟ قال ابويوسف. قال ما ترضی ان تسميه حتی تكنيه قل؟ قال يعقوب. قال ابوداؤد وسمعت المسيب

نے ابویوسف کی وفات کا ذکر کیا تو انہوں نے کہا کہ "مسکین ابویوسف! جو اس کے پاس تھا اس نے اسے فائدہ نہ دیا"۔ اور عبد الرزاق بن عمر کہتے ہیں کہ میں ابن مبارک کے پاس تھا تو ایک شخص نے آکر مسئلہ پوچھا انہوں جواب دیا اس نے کہا کہ یہ میں نے ابویوسف سے بھی معلوم کیا تھا انہوں نے دوسرا جواب دیا۔ ابن مبارک نے کہا کہ اگر تم نے ابویوسف کے پیچھے نمازیں پڑھی ہیں وہ تجھے یاد بھی ہیں تو دوبارہ پڑھ لے۔ علی بن مہران رازی سے مروی ہے کہ شہر رے میں ابن مبارک نے ہمیں حدیث بتائی اور کہا کہ ہمیں یعقوب نے بیان کیا تو ایک آدمی نے کہا کہ اے عبد الرحمٰن کے باپ! کیا یعقوب بن ابراہیم ابویوسف نے؟ انہوں نے کہا کہ اگر میں آسمان سے گر پڑوں یا پرندے مجھے اچک لیں یا ہوا دور دراز جگہ اٹھاکر پھینک دے تو یہ مجھے پسند ہے لیکن ابویوسف سے روایت کرنا پسند نہیں اور زکریا ساجی کہتے ہیں کہ یعقوب بن ابراہیم ابویوسف ابوحنیفہ کا شاگرد مذموم (اور) مرجی تھا۔ اور عبدۃ بن عبد اللہ خراسانی کہتے ہیں کہ ابن مبارک سے کسی شخص نے کہا کہ ابویوسف اور محمد دونوں میں سے زیادہ سچا کون ہے؟ انہوں نے کہا کہ یہ مت کہو کہ "زیادہ سچا" بلکہ یہ پوچھو کہ زیادہ جھوٹا کون تھا؟ کہا گیا کہ کون تھا؟ جواب دیا "ابویوسف"۔ راوی نے کہا کہ ان کا نام لینا بھی

بن الواضح قال قیل لابن المبارک
مات ابویوسف، فقال الشقی. وعن
عبداللہ بن ادریس یقول کان ابو
حنیفۃ ضالا مضلا و ابویوسف
فاسق من الفاسقین. وعن یزید بن
ھارون ما تقول فی ابی یوسف؟ قال
لا تحل الروایۃ عنہ. انہ کان یعطی
اموال الیتامی مضاربۃ ویجعل الربح
لنفسہ. وعن محمد بن اسماعیل
البخاری یقول حکی لنا عن النعمان
انہ قال الا تعجبون من یعقوب
یقول علی ما لم اقل. وعن الفضل
بن دکین یقول سمعت ابا حنیفۃ
یقول لابی یوسف ویحکم کم تکذبون
علی فی ھذہ الکتب ما لم اقل. و
عن یحیی بن معین قال فی ابی یوسف
لا یکتب حدیثہ وعنہ ایضا لم یکن
یفرق بالحدیث وعنہ ایضا کان
ابویوسف ثقۃ الا انہ
غلط. وعن احمد بن حنبل یقول
اول کتبت عنہ الحدیث ابویوسف
وانا لا احدث عنہ. وعن عبداللہ
بن احمد بن حنبل یقول قال ابو یوسف

گوارہ نہیں فرماتے تو پھر کوئی کیسے ان سے لکھیگا؟ تب عبداللہ
نے کہا کہ "یعقوب"۔ ابو داؤد سے روایت ہے کہ میں نے
مسیب بن واضح سے سنا کہ ابن مبارک کو ابو یوسف کے
موت کی خبر دی گئی تو کہا کہ بدبخت آدمی! اور عبداللہ
بن ادریس کہتے ہیں کہ ابوحنیفہ خود گمراہ اور دوسروں کو
گمراہ کرنیوالا تھا اور ابو یوسف فاسقوں میں سے ایک
فاسق تھا۔ اور یزید بن ہارون سے ابو یوسف سے روایت
کرنے کے بارے میں پوچھا گیا تو کہا کہ اس سے روایت
کرنا جائز نہیں کیونکہ وہ یتیموں کا مال تجارت کے لئے
دیا کرتا اور منافع خود کھا جاتا تھا۔ اور محمد بن اسماعیل
بخاری کہتے ہیں کہ ہم سے ابوحنیفہ کا قول بیان کیا گیا
انہوں نے کہا کہ آپ کو ابو یوسف پر تعجب نہیں ہوتا
کہ ہماری طرف وہ باتیں منسوب کرتا ہے جو ہم نے نہیں
کہیں۔ اور فضل بن دکین سے مروی ہے کہ میں نے ابو
حنیفہ کو کہتے سنا، انہوں نے ابو یوسف سے کہا کہ تمہارے
لئے ہلاکت ہو تم نے ان کتابوں میں ہم پر کتنی جھوٹی
باتیں منسوب کی ہیں جو ہم نے نہیں کہیں۔ اور یحیی بن
معین ابو یوسف کے بارے میں کہتے ہیں کہ ان کی حدیث
لکھی نہیں جائے گی۔ انہی سے روایت ہے کہ ابو یوسف
حدیث اور عام کلام میں فرق نہیں کر سکتا تھا۔ یحیی کہتے
ہیں کہ ابو یوسف تھے تو ثقہ لیکن کبھی غلطیاں کر
جاتے تھے اور امام احمد فرماتے ہیں میں نے سب سے پہلے
ابو یوسف سے حدیث لکھی لیکن اب ان سے حدیث

صدوق ولكن اصحاب ابی حنیفة لا ينبغى ان يروى عنهم شئ و عن محمد بن اسماعيل البخاری قال يعقوب بن ابراهيم ابو يوسف القاضی تركوه وعن القاضى ابو الطيب طاهر بن عبد الله الطبری قال قال ابو الحسن الدارقطنی سئل عن ابی يوسف القاضی فقال اعور بين عميان وعن يعقوب بن سفيان قال سنة اثنتين وثمانين ومائة فيها توفی ابو يوسف وابن تسع وستين (تاريخ خطيب)

حدیث نہیں لوں گا۔ عبداللہ بن احمد بن حنبل فرماتے ہیں کہ ابو یوسف نجے تو سچے لیکن ابو حنیفہ کے ساتھی اس قابل نہیں کہ ان سے کوئی بھی چیز لیا جائے۔ اور امام بخاری فرماتے ہیں کہ یعقوب بن ابراہیم قاضی ابو یوسف کو محدثین نے متروک قرار دیا ہے اور قاضی ابو طیب طاہر بن عبداللہ الطبری فرماتے ہیں کہ امام ابو الحسن دارقطنی نے جبکہ ابو یوسف کے بارے میں ان سے سوال کیا گیا فرمایا کہ اندھے کا بیٹا کانا ہے اور یعقوب بن سفیان سے مروی ہے کہ ابو یوسف نے ۱۸۲ھ میں وفات پائی ان کی عمر ۶۹ سال تھی۔ (تاریخ خطیب ص ج ۱۴)

ترجمة محمد بن حسن الشيبانی

ترجمة محمد بن حسن الشيبانی فهو جهمی كذاب (الضعفاء للعقيلی ص ۴۳۷ ج ۴ لسان الميزان ص ۱۲۲ ج ۵ كتاب المجروحين لابن حبان ص ۲۷۶ ج ۳ ومحمد بن ابی الفتح البعلی مختصر اسماء المجروحين ص ۱۰۳ والكامل وتاريخ بغداد ص ۱۸۰ ج ۲، محمد بن الحسن الشيبانی ليس بشئ لا يكتب حديثه (لسان الميزان ص ۱۲۲ ج ۵)

محمد بن حسن الشیبانی کے حالات زندگی۔ یہ شخص جہمی اور پرلے درجہ کا جھوٹا تھا۔ (ملاحظہ فرمائیے عقیلی کی کتاب الضعفاء ص ۴۳۷ ج ۴، لسان المیزان ص ۱۲۲ ج ۵، ابن حبان کی کتاب المجروحین ص ۲۷۶ ج ۳، محمد بن ابی الفتح البعلی مختصر اسماء المجروحین ص ۱۰۳، کامل اور تاریخ بغداد ص ۱۸۰ ج ۲، محمد بن حسن الشیبانی قابل وقعت نہیں اس کی حدیث نہیں لکھی جائیگی (لسان المیزان ص ۱۲۲ ج ۵)

حدیث اور روایت کی سند بیان کرنا اور فقہ حنفی کا حال

يجب على المسلمين ان يوخذ العلم
الذی فيه اساس الدين واصل
الشريعة من العقائد التي يجب عليها
اعتقاده والعمل الذی يجب عليه
استقامته بالاسناد فعلم الاسناد
علم يعنى بمعرفة حال رجال الاسناد
وصفاتهم المعتبرة وضبط اسمائهم و
انسابهم وموالیدهم ووفياتهم وغير
ذلك من الصفات فيكون على بصيرة
وقال عبد الله بن مبارك الاسناد من
الدين ولولا الاسناد لقال من شاء
ما شاء وقال ايضا مثل الذی
يطلب امر دينه بلا اسناد كمثل الذی
يرقى السطح بلا سلم وعنه ايضا
بيننا وبين القوم القوائم يعنى
الاسناد وقال صالح بن احمد ان
الحديث بلا اسناد ليس بشىء
وقال احمد بن محمد بن حنبل
طلب الاسناد العلو من السنة وقال
ايضا طلب الاسناد العالى سنة
عمن سلف وقال محمد بن اسلم
الطوسی قرب الاسناد قرب او قربة

مسلمان پر لازم ہے کہ وہ علم جس پر دین کا مدار
اور شریعت کے بنیادی عقائد جن پر ایمان رکھنا
واجب ہے اور عمل (صالح) جس پر استقامت
کرنا لازمی ہے، اسے سند کے ساتھ حاصل کرے،
کیونکہ اسناد کا علم یعنی راویان اسناد کے احوال،
اور ان کے قابل اعتماد اوصاف اور ان کے ناموں
انساب، ولادت، وفات اور دیگر کارکردگی کا علم
ہے۔ جسے یہ علم ہوگا وہ پوری بصیرت اور واقفیت
کا حامل ہوگا۔ اسی وجہ سے ابن مبارک فرماتے
ہیں کہ اسناد کا علم دین کا کام ہے۔ اسناد کے بغیر
ہر شخص جو چاہے اور جس طرح چاہے کہدے۔ انہوں
نے یہ بھی فرمایا کہ جو شخص دین کو بغیر اسناد کے حاصل
کرتا ہے، اس کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی بغیر
سیڑھی کے چھت پر چڑھے۔ ابن مبارک فرماتے ہیں
کہ ہمارے اور دوسرے لوگوں میں یہی بنیادی فرق
ہے کہ ہم ستون یعنی اسناد لیتے ہیں۔

اور امام احمد کے بیٹے صالح فرماتے ہیں کہ اسناد
کے بغیر حدیث کی کوئی وقعت نہیں۔ امام احمد بن
حنبل فرماتے ہیں کہ اسناد عالی کی تحصیل سنت رسول
ہے ایک اور روایت میں فرماتے ہیں کہ اسناد عالی طلب
کرنا اسلاف کی سنت ہے۔ محمد بن اسلم طوسی
فرماتے ہیں کہ قریب کی اسناد بیان کرنا اللہ کا

الی الله تعالی۔ وقال محمد بن ادریس
ابو حاتم الرازی لم یکن فی امۃ
من الامم منذ خلق الله آدم ان
یحفظون آثار نبیهم وانساب سلفهم
مثل هذه الامۃ وعنه ایضا لم
یکن فی امۃ من الامم امۃ
یحفظون آثار نبیهم غیر هذه الامۃ
فقیل له ربما روا حدیثا لا اصل
له؟ قال علمائهم یعرفون الصحیح
من السقیم وقال ابو علی الجبائی خص
الله تعالی هذه الامۃ بثلاثۃ
اشیاء ولم یعطها من قبلها الاسناد
والانساب والاعراب قال الشافعی
مثل الذی یطلب الحدیث بلا اسناد
کمثل حاطب لیل۔ وقال ابن حزم
عن علی بن احمد نقل الثقۃ عن
الثقۃ یبلغ به النبی صلی الله علیه وسلم
مع الاتصال خص الله به المسلمین
دون سائر الملل واما مع الارسال و
الاعضال فیوجد فی کثیر من الیهود
ولکن لا یقربون فیه من موسی
قربنا من محمد صلی الله علیه وسلم بل
یقفون بحیث یکون بینهم وبین موسی

کا قرب حاصل کرنا ہے۔ محمد بن ادریس ابو حاتم
رازی فرماتے ہیں، جب سے اللہ تعالی نے حضرت
آدم کی تخلیق کی ہے، اس امت کے سوا کسی
بھی امت میں یہ اہتمام نہیں تھا کہ لوگ اپنے
انبیاء کی سنتوں اور اپنے اسلاف کے نام و نسب
کو محفوظ رکھتے۔ ایک اور روایت میں فرماتے
ہیں کہ اس امت کے سوا کسی امت میں یہ دستور نہ
تھا کہ وہ اپنے انبیاء کے آثار و سنن کو محفوظ رکھتے
امام ابو حاتم سے کہا گیا کہ اکثر اوقات (محدثین)
ایسی روایات بیان کرتے ہیں جن کی کوئی اصل نہیں
ہوتی؟ فرمایا کہ ان کے علماء صحیح اور سقیم سب جانتے
ہیں۔ ابو علی جبائی فرماتے ہیں کہ اللہ تعالی نے اس
امت کو تین اشیاء ایسی دی ہیں جو پہلے کسی کو نہیں
دی تھیں۔ اسناد بیان کرنا، نسب بیان کرنا اور
اعراب لگانا۔ امام شافعی کا قول ہے کہ جو شخص بغیر
سند کے احادیث لیتا ہے اس کی مثال رات کو لکڑیاں
جمع کرنیوالے کی ہے (لکڑی ہاتھ لگے یا سانپ بچھو آئے)
ابن حزم علی بن احمد سے روایت کرتے ہیں کہ ثقہ
راوی کا دوسرے ثقہ سے نقل کرنا اس طریقے سے
سند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچ جائے یہ امر
دوسری امتوں کی بجائے اس امت پر اللہ کا خاص
فضل ہے۔ باقی رہی مرسل یا معضل روایت بیان
کرنا تو یہ کثیر یہودیوں میں موجود ہے لیکن وہ جس طرح

اکثر من ثلاثین عصرا و انما یبلغون
الی شمعون و نحوه ثم قال رحمه
الله تعالی و اما النصاری فلیس عندھم
من صفة ھذا النقل الا تحریم الطلاق
فقط و اما النقل بالطریق المشتملة علی
کذاب او مجھول العین فکثیر فی الیھود
والنصاری ثم قال و اما اقوال الصحابة
والتابعین فلا یمکن للیھود ان یبلغوا
الی صاحب نبی اصلا ولا ال[illegible]ع له
ولا یمکن للنصاری ان یصلوا الی اعلی
من شمعون و بولس۔

وقال ابو بکر محمد بن احمد
بلغنی ان الله خص ھذہ الامة بثلاثة
اشیاء لم یعطھا من قبلھا من الامم
الاسناد والانساب والاعراب وقال ابو بکر
ابن العربی والله اکرم ھذہ الامة بالاسناد
و لم یعطوا احد غیرھا فاحذروا ان تسلکوا
مسلك الیھود والنصاری . فتحدثوا
بغیر اسناد فتکونوا سالبین نعمة الله
انفسکم مطرقین للتھمة الیکم و حافظین
لمنزلتکم و مشترکین مع قوم لعنه الله
وغضب علیھم وراکبین لسنتھم وقال
ابو العباس احمد بن عبد الحلیم ابن

ہم سند نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب پہنچا دیتے ہیں، وہ
موسیٰ علیہ السلام تک قریب نہیں پہنچاتے بلکہ ان کا سلسلہ
سند حضرت موسیٰ سے تیس زمانوں سے بھی زیادہ دور
رک جاتا ہے اور یہ شمعون وغیرہ تک سلسلۂ سند پہنچاتے
ہیں۔ امام ابن حزم مزید فرماتے ہیں کہ نصاریٰ کے
ہاں تو کوئی سلسلہ اسناد ہی نہیں سواء طلاق کی حرمت
کے۔ البتہ جھوٹے اور مجہول راویوں سے روایات
بیان کرنے کی یہود و نصاریٰ میں عادت بہت پائی
جاتی ہے۔ پھر فرماتے ہیں کہ باقی رہے صحابہ اور
تابعین کے اقوال تو یہود و نصاریٰ کے لئے یہ بھی
ممکن نہیں کہ کسی نبی کے صحابی تک سلسلہ اسناد کو
متصل پہنچائیں سوائے شمعون اور بولس تک
اور ابوبکر محمد بن احمد سے مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ
نے اس امت کو تین خصائص سے نوازا ہے جو
پہلے کسی امت کو نہیں دیئے گئے اسناد اور انساب
اور اعراب (کا علم) ابوبکر ابن عربی فرماتے ہیں
کہ اللہ تعالیٰ نے اس امت کو علم اسناد سے معزز
کیا اور یہ شرف اور امت کو عطا نہیں ہوا تو خبردار
کہیں تم بھی یہود و نصاریٰ کی روش نہ چلنا تو کیا تم
اسناد کے بغیر احادیث بیان کروگے تو اللہ تعالیٰ
کی نعمت تم سے چھن جائے اور اس تہمت کی
وجہ سے تم کمزور ہو جاؤ اور اپنا مرتبہ کھو جاؤ اور اس
قوم کے ساتھ مل جاؤ جس پر اللہ کی لعنت اور غضب

تیمیة شیخ الاسلام علم الاسناد والروایة
مما خص اللہ بہ امة محمد صلی اللہ
علیہ وسلم وجعلہ سلما الی الدرایة فاھل
الکتاب لا اسناد لھم یاثرون بہ المنقولات
وھکذا المبتدعون من ھذہ الامة واھل
الضلالات وانما الاسناد لمن اعظم اللہ
علیہ المنة اھل الاسلام والسنة یعرفون
بہ الصحیح والسقیم والمعوج والقویم و
غیرھم من اھل البدع والکفار انما
عندھم منقولات یاثرونھا بغیر
اسناد وعلیھا من دینھم الاعتماد وھم
لا یعرفون فیھا الحق من الباطل ولا الحالی
من العاطل وقال دکتور عاصم القریوطی
لقد کان الصحابة رضی اللہ عنھم یتلقون
امور دینھم کلھا من رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم مباشرة او بواسطة من شھد
ذلک مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من
قولہ او فعلہ او تقریرہ والذی تدل
علیہ الآیات القرآنیہ والاحادیث
النبویة الثابتة ان الصحابة کلھم
عدول بتعدیل اللہ تبارک وتعالی لھم
خلافا لبعض اھل الھواء والطاعنین
الحاقدین علی صحابة رسول اللہ صلی اللہ

ٹوٹا اور ان کے طریقہ پر گامزن ہو جاؤ۔ امام ابن
تیمیہ فرماتے ہیں کہ سند اور روایت کا علم وہ اللہ
کا انعام ہے جس کے ساتھ امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم
کو خاص کیا ہے اور اسے درایت کا زینہ وسیلہ بنایا
کیونکہ اہل کتاب میں علم اسناد نہیں جس سے وہ اپنے
انبیاء اور صلحاء سے دینی علم روایت کریں۔ اسی
طرح اس امت کے بدعتی اور مشرک فرقے، جن کے
پاس کوئی علم اسناد نہیں ہوتا، اپنے اماموں کی طرف
خود ساختہ اور جھوٹی باتیں منسوب کر کے روایت
کرتے رہتے ہیں۔ اور سند بیان کرنا اہل اسلام پر
اللہ کا عظیم احسان ہے، جس کے ذریعے صحیح اور
ضعیف، سیدھی اور ٹیڑھی بات کی شناخت ہوتی ہے
اور مسلمانوں کے سواء جتنی بھی کافر قومیں ہیں، ان
کے جو دین ہے اسے وہ بغیر اسناد کے اختیار کرتے
ہیں اور اسی پر ان کا اعتماد ہے، جس کی وجہ سے وہ
حق و باطل اور طاقتور اور بیکار کی تمیز نہیں کر سکتے۔
اور ڈاکٹر عاصم القریوطی کہتے ہیں کہ صحابہ دین کے سارے
امور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حاصل کرتے تھے۔
براہ راست یا بالواسطہ طور پر جس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم
کا قول، فعل یا تقریر کا مشاہدہ کیا ہو اور قرآن کی آیات
اور احادیث رسول اس حقیقت پر دلالت کرتی
ہیں کہ صحابہ سارے عادل ہیں۔ کیونکہ اللہ نے ان کی
صداقت اور عدالت بیان کی اس کے برعکس کچھ اہل ہوا

عليه وسلم وهذا اوغيره لايتصور
ابدا احتمال الكذب من ذالكم
الرعيل الذى قدم الغالى النفيس
فى الدعوة الى الله ونشر الدين الاسلامى
والذب عن الشريعة بل هم حملتها و
نقلتها الينا جزاهم الله خيرا والجزاء أ
مسلم عنده تقوى فى عصرنا على التقول
على احد بغير علم فكيف يجرأ على التقول
على الله اوعلى رسوله بل كيف يخطر ببال
عاقل امكانية وقوع ذالك من صحابة
رسول الله صلى الله عليه وسلم وهم يسمعون
ويعلون ويعلمون بقوله تعالى وَلَا
تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ إِنَّ السَّمْعَ
وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ أُولَئِكَ كَانَ
عَنْهُ مَسْئُولًا (١٧ الاسراء)

وبقوله عليه الصلوٰة والسلام من
كذب علىّ متعمدا فليتبوأ مقعده من
النار اخرجه الشيخان وبقوله عليه
السلام من حدث عنى بحديث يرى انه
كذب فهو احد الكاذبين نقلت هذا
ملخصا من الكتاب الاسناد من الدين
للدكتور عاصم بن عبد الله القريوتى
استاذ الجامعة الاسلامية بالمدينة

اور حاسد ناقدین ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب
پر طعن کرتے ہیں۔ لہٰذا ان پیشوا لوگوں سے دین خالص
پیش کرنے میں جھوٹ اور ملاوٹ کا ادنیٰ شبہ بھی نہیں
کیا جا سکتا کیونکہ وہ اللہ کے دین کی دعوت اور
اس کی اشاعت اور شریعت کے دفاع میں ثابت
قدم تھے۔ بلکہ یہ صحابہ ہی ہم تک دین کو پہنچانے
والے اور حاملین تھے۔ اللہ ان کو جزائے خیر عطا
فرمائے۔ ہمارے زمانہ میں ایسا مسلمان جس کے اندر
تقویٰ ہو بغیر علم کے کسی پر جھوٹ باندھنے کی جرأت
نہیں کرتا تو وہ کیسے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ
علیہ وسلم پر جھوٹ باندھے گا؟ لہٰذا کوئی عقلمند
آدمی یہ کیسے باور کر سکتا ہے کہ اللہ کے رسول کے
اصحاب ایسی کوئی جرأت کر سکتے تھے جبکہ وہ سنتے اور
عمل کرتے اور جانتے تھے کہ اللہ فرماتا ہے (ترجمہ)
جس بات کا تمہیں علم نہ ہو اس کا کھوج مت لگا۔
کیونکہ کان، آنکھ، دل سب کے بارے میں سوال کیا
جائے گا (اسراء)

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے
(ترجمہ) جس نے جان بوجھ کر مجھ پر جھوٹ باندھا وہ
اپنا ٹھکانہ دوزخ میں بنالے۔ (بخاری ومسلم) نبی
پاک کا دوسرا ارشاد ہے کہ جس نے مجھ سے ایسی کوئی
حدیث بیان کی جس کے بارے میں جانتا ہے کہ وہ
جھوٹی ہے تو وہ آدمی جھوٹوں میں سے ایک جھوٹا ہے

المنورة.

واقول علم من عبارات الائمة
ان الدين والشريعة والفقه يعتبر
ويعتمد ويصدق بالاسناد وان لم
يوجد فيه سند فهو الكلام مثل كلام
اليهود والنصارى والمبتدعين والراهبين
الذين ابتدعوا الرهبانية لحصول
الجاه والرياسة ما كتبها الله عز وجل
عليهم. فالفقه الحنفى لانرى فيه
اسنادا وما وصلت الى ائمتهم اقوالهم
وزاد من الحد اختلافهم واشرب فى
قلوبهم تقليد ائمتهم وانشدوا

ع فلعنة ربنا اعداد رمل ،
على من رد قول ابى حنيفة.

وايضا ع

ان الهداية كالقرآن قد نسخت
من قبلها فى الشرع من كتب

فمات ابوحنيفة فى مأة وخمسين و
صنف احمد بن محمد بن احمد البغدادى
كتاب الفقه القدورى فى المأة الخامسة
وصنف برهان الدين على بن ابى بكر
المرغينانى شرح القدورى الهداية فى
المأة السادسة وصنف فيها بدر الدين

یہ مضمون کتاب "الاسناد من الدین" ڈاکٹر عاصم بن
قریوطی استاذ جامعۃ الاسلامیہ مدینہ منورہ سے لیا گیا
ائمہ کی ان عبارات سے معلوم ہوا کہ دین اور شریعت
نیز فقہ کی تصدیق اور تائید اور اعتماد سند سے
جائے گی۔ اگر سند نہیں تو اس کی حیثیت یہود و
نصاریٰ اور بدعتیوں اور راہبوں کے کلام کی ہوگی
جنہوں نے طلب جاہ وریاست کی خاطر رہبانیت
اختراع کی تھی حالانکہ اللہ نے ان پر یہ فرض نہیں
کی تھی۔ اسی طرح فقہ حنفی میں ہم کوئی سلسلہ
اسناد نہیں دیکھتے اور نہ ہی (مقلدین) اپنے ائمہ
کے اقوال کی سند ان تک پہنچاتے ہیں۔ مزید برآں
ان میں حد سے زیادہ اختلافات ہیں۔ اور ائمہ کی تقلید
ان کے قلوب اور رگ وریشہ میں سرایت کر گئی ہے۔
اور اس طرح کے کفریہ اشعار کہے ہیں۔ (ترجمہ)
جو شخص ابو حنیفہ کے قول کو رد کرے اس پر ہمارے رب کی ریت کے
ذروں جتنی لعنت ہو۔ (نیز)
ہدایہ قرآن کی طرح ہے جس نے شریعت کی پہلی کتابیں
منسوخ کر دیں۔ حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ
ابو حنیفہ نے ۱۵۰ھ میں وفات کی اور فقہ کی
کتاب قدوری احمد بن محمد بن احمد البغدادی
نے پانچویں صدی میں تالیف کی۔ اور قدوری
کی شرح ہدایہ چھٹی صدی میں برہان الدین علی
بن ابی بکر المرغینانی نے لکھی اور بدر الدین

الكاشغري منية المصلى وكتب عبد الله
بن احمد النسفي كنز الدقائق في المائة
الثامنة. فقس تصانيف الفقه على هذا.
فهكذا اكتب وسود دفاتر الفقه بعد
مرور السنين وبعد مضى الدهور ووفاة
ائمتهم بواسطة رواة كاذبين وضاعين
بروايات كاذبة مختلقة لا اصل لها
في الكتاب والسنة.

کاشغری نے اس سلسلہ میں منیۃ المصلی لکھی۔ اور عبداللہ
بن احمد نسفی نے کنز الدقائق آٹھویں صدی میں
تحریر کی۔ فقہ کی تصانیف کو اسی پر قیاس کیجئے!
اس طرح فقہ کی کتابوں کے دفتر ان کے اماموں
کے صدیاں گذریاں جلنے کے بعد وجود میں آئے۔
اور یہ کتب جھوٹے اور وضعی راویوں اور خود ساختہ
اور من گھڑت روایات کی بنیاد پر تحریر کی گئیں جن
کی کتاب و سنت میں کوئی بنیاد نہیں ہے۔

احناف کے ہاں صحابہ کا مرتبہ

بعض الصحابة كابي هريرة وانس بن
مالك ووابصة بن معبد ومعقل بن
سنان وسمرة بن جندب رضي الله عنهم
ليسوا فقهاء عند الاحناف (اصول
الشاشي وحسامي ونور الانوار) فاكثر
الاحاديث المروية عن ابي هريرة تخالف
مذهب الاحناف ومذهبهم اسس على
المقاييس والآراء والاحاديث النبوية
تخالفها لهذا. قالوا الخ لا نقبل حديث
صاحب رسول الله صلى الله عليه وسلم غير
الفقيه لانه يروي الاحاديث ولا يعلم
حكمها وحقيقتها لان المقلدين اصلوا

احناف کے ہاں بعض صحابہ جیسے ابوہریرہ، انس
بن مالک، وابصہ بن معبد، معقل بن سنان،
اور سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہم فقہاء نہیں تھے
(اصول الشاشی، حسامی، نور الانوار)
چنانچہ ابوہریرہؓ کی بیشتر روایات حنفی مذہب
کے خلاف ہیں اور احناف کے مذہب کی اساس
قیاس اور آراء پر ہے اور چونکہ احادیث نبوی
اس کے خلاف ہوتی ہیں اس لئے انہوں نے
یہ اصول گھڑ لیا کہ جو صحابی رسولؐ غیر فقیہ
(پاگل، سفیہ) ہوگا اس کی روایت ہم اخذ
نہیں کریں گے۔ اس لئے کہ وہ حدیث تو روایت
کرتا ہے، مگر اس کی حکمت اور حقیقت کو

بان الراوی عرف بالعدالة والضبط
دون الفقہ کانس وابی ہریرة ان وافق
حدیثہما القیاس عمل بہ وان خالفہ
لم یترک القیاس الا بالضرورة وھی انہ
لو عمل بالحدیث لانسد باب الرأی من
کل وجہ وقالوا: الراوی ان عرف
بالفقہ والاجتہاد کالخلفاء الراشدین
والعبادلة وھو جمع عبدل مرخم عبد
اللہ والمراد بہم عبداللہ بن مسعود و
عبداللہ بن عمرو بن العاص وعبداللہ بن
عمر وعبداللہ بن عباس وقیل عبداللہ
بن زبیر ویلحق بہم زید بن ثابت وابی
بن کعب ومعاذ بن جبل وعائشة و
ابوموسی کان حدیثہم حجة یترک بہ
القیاس کذا فی نور الانوار۔

ھذا ھو الاصل عند الاحناف لکنہم
لما احتجوا الی تخریج المسائل وترویج
مذہبہم ترکوا الاحادیث المرویة من عبد
اللہ بن مسعود وعبداللہ بن عباس و
غیرہما رضی اللہ تعالی عنہم کما لا یخفی
علی من لہ ممارسة بالفقہ والحدیث و
قال صاحب اصول الشاشی فی کتابہ "و
القسم الثانی من الرواة ہم المعروفون

نہیں جاتا۔ کیونکہ مقلدین نے یہ اصول وضع کر رکھا
ہے کہ راوی اگرچہ عدالت اور حفظ وضبط کے معیار
پر پورا اترے لیکن اگر وہ فقیہ (سمجھدار) نہیں
(جیسے انسؓ اور ابوہریرہؓ) تو اس کی حدیث اگر
قیاس کے مطابق ہوگی تو اس پر عمل کیا جائے گا
اور اگر قیاس کے خلاف ہوگی تو قیاس کو نہیں چھوڑا
جائیگا مگر ضرورت کے تحت۔ اور حدیث پر عمل کیا جائے
تو قیاس اور رائے کا دروازہ ہر صورت میں بند ہو جائیگا
(اس لئے قیاس حدیث مقدم ہوگا) (نیز) احناف
کہتے ہیں کہ اگر راوی فقہ اور اجتہاد میں مشہور ہے
جیسے خلفاء راشدین اور عبادلہ (عبداللہ کی تصغیر
جس سے مراد عبداللہ بن مسعود، عبداللہ بن عمرو
بن العاص، عبداللہ بن عمرؓ، عبداللہ بن عباس او
کہا گیا کہ عبداللہ بن زبیر ہے۔ اور ان میں زید بن
ثابت، ابی بن کعب، معاذ بن جبل، عائشہ اور ابوموسی
شامل ہیں تو ان کی حدیث حجت ہے جس کی وجہ
قیاس کو ترک کیا جائے گا۔ نور الانوار میں اسی طرح

تو احناف کا یہ ہے اصول اور قانون۔ لیکن جب
ان کو مسائل تخریج کرنے اور مذہب کے ترویج دینے کی
ضرورت پڑی تو اپنے وضع کردہ اصول کے برعکس (ابن
مسعود اور ابن عباسؓ وغیرہما کی روایات کو بھی چھوڑ دیا جیسا
حدیث وفقہ کی واقفیت رکھنے والے سے پوشیدہ نہیں
اصول الشاشی کا مصنف کہتا ہے "اور راویوں

بالحفظ والعدالة دون الاجتهاد و
الفتویٰ کابی هریرة وانس فاذا صحت
روایة مثلهما عندك فان وافق الخبر
القیاس فلا خفاء فی لزوم العمل به
وان خالفه کان العمل بالقیاس اولیٰ
مثاله ماروی ابوهریرة الوضوء مما مست
النار فقال له ابن عباس ارأیت لو
توضات بماءٍ سخن اکنت تتوضأ
منه؟ فسکت. وانما رده بالقیاس
اذ لو کان عنده خبر لرواه. وعلی هذا
ترك اصحابنا روایة ابی هریرة فی مسئلة
المصراة بالقیاس. انتهی

اقول ما نقله جواب ابی هریرة لابن
عباس مثله خیانة ونصرة لمذهبهم بل
جوابه هذا یا ابن اخی! اذا حدثت
حدیثا عن رسول الله صلی الله علیه وسلم
فلا تضرب له مثلاً کما هو فی الترمذی
ص۵ ج۱. وایضاً یجیب ابوهریرة
بطریق آخر هذا ما اراکم منتهین
حتی یعذبکم الله. فحدثتکم عن رسول
الله صلی الله علیه وسلم وتحدثونا عن ابی
بکر وعمر (جامع بیان العلم ص۱۹۵ ج۲
(ص۲۹۶ ج۲)

دوسری قسم وہ ہے کہ اجتہاد اور فتویٰ کے سوا عدالت اور حفظ میں معروف ہوں
جیسے ابوہریرہ اور انس۔ پس اگر ان مثلی کی روایت
تمہارے نزدیک صحیح ثابت ہو تو (دیکھا جائے گا)
اگر ان کی روایت کردہ حدیث قیاس کے مطابق ہوگی
تو اس پر عمل کرنا لازمی ہوگا۔ لیکن اگر حدیث قیاس کے
خلاف ہوگی تو قیاس پر عمل کرنا اولیٰ ہوگا۔ اس کی
مثال ابوہریرہ کی روایت کردہ حدیث "الوضوء مما مست
النار" ہے یعنی آگ سے پکی ہوئی چیز کھانے سے وضوء
لازم ہے۔ اس پر ابن عباس نے ابوہریرہ سے معارضہ
کرتے ہوئے کہا کہ بھلا بتائیے تو سہی! گرم پانی سے
وضو کیا تو کیا آپ دوبارہ وضو کریں گے؟ ابوہریرہ لاجواب
ہوگئے۔ ابن عباس نے قیاس سے ان کا رد کیا۔ ان کے
پاس کوئی حدیث ہوتی تو یقیناً بیان کر دیتے۔ مسئلہ
مصراۃ (گاہک کو دھوکہ دینے کے لئے ایک دو دن روک کر
پھر دودھ نکالنا) میں بھی قیاس کے اسی اصول کے
مطابق ہمارے اصحاب نے ابوہریرہ کی روایت کو ترک کیا اھ
میں کہتا ہوں کہ ابوہریرہ نے ابن عباس کو جو جواب دیا
اسے نقل کرنے میں اپنے مذہب کی حمایت کی خاطر
خیانت کی ہے۔ بلکہ ابوہریرہ نے جواب میں کہا کہ "اے میرے
بھتیجے جب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی حدیث
بیان کروں تو معارضہ میں مثال بیان نہ کیا کر (ترمذی
ص۵ ج۱) ابوہریرہ نے ایک اور طریقہ سے بھی جواب دیا فرمایا
"میرے خیال میں تم لوگ باز آنے والے نہیں یہاں تک کہ اللہ
تمہیں عذاب دے میں تم سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی

وهذا الجواب الثاني بعينه يكرره عبدالله بن عباس اذا عارضه احد من الناس.

فحديث ابي هريرة: الوضوء مما مست النار فانه قد صحت في ايجاب الوضوء منه احاديث ثابتة من طريق عائشة وام حبيبة من امهات المؤمنين وابي ايوب وابي طلحة وابي هريرة وزيد بن ثابت رضي الله تعالى عنهم وقال به كل من ذكر وابن عمر وابو موسىٰ وانس وابو مسعود وجماعة التابعين منهم اهل المدينة جملة و سعيد بن المسيب وابو ميسرة وابو مجلز ويحيىٰ بن يعمر والزهري و ستة من ابناء النقباء من الانصار والحسن البصري وعروة بن الزبير وعمر بن عبدالعزيز ومعمر وابو قلابة وغيرهم ولولا انه منسوخ لوجب القول به (المحلى ص٢٤٣ ج ١)

كما حدثنا عبدالله بن الربيع ثنا محمد بن معاوية حدثنا احمد بن شعيب حدثنا عمرو بن منصور ثنا علي بن عياش حدثنا شعيب بن ابي

حدیث بیان کرتا ہوں اور تم ابوبکر و عمر کا قول بیان کرتے ہو۔ (جامع بیان العلم ص۹۵ ج ۱) بعینہ یہ دوسرا جواب خود ابن عباس دیتے تھے جبکہ کوئی آدمی ان سے معارضہ کرتا تھا۔

لہٰذا ابوہریرہ کی حدیث مذکورہ بالا کی تائید یعنی آگ سے پکی ہوئی چیز کھانے کی وجہ سے وضو کے وجوب میں متعدد طریقوں سے احادیث ثابت ہیں جن میں امہات المؤمنین عائشہ اور ام حبیبہ، ابوایوب، ابوطلحہ، ابوہریرہ، زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی احادیث ہیں اور یہی قول ابن عمر، ابوموسیٰ، انس، ابومسعود اور تابعین کی ایک جماعت یعنی تمام اہل مدینہ، سعید بن المسیب، ابومیسرہ، ابومجلز، یحییٰ بن یعمر، زہری، انصار کے چھ نقیبوں کے بیٹوں، حسن بصری، عروہ بن زبیر، عمر بن عبدالعزیز، معمر، ابوقلابہ وغیرہم کا بھی ہے اور اگر یہ حدیث منسوخ نہ ہوتی تو اس پر عمل کرنا واجب ہوتا۔
(المحلی ص۲۴۳ ج ۱)

چنانچہ عبداللہ بن ربیع نے ہم سے حدیث بیان کی۔ ان سے معاویہ کے بیٹے محمد نے، ان سے احمد بن شعیب نے ان سے عمرو بن منصور نے ان سے علی بن عیاش نے ان سے شعیب بن ابی حمزہ نے انہوں نے

حمزة عن محمد بن المنكدر قال سمعت جابر بن عبد الله كان آخر الامرين من رسول الله صلی الله علیه وسلم ترك الوضوء مما مست النار فصح نسخ تلك الاحاديث ولله الحمد. (المحلی ص ۲۴۳ ج ۱)

وقال صاحب اللمحات (ص ۲۱۴ ج ۱) روی ابوهريرة الحديث الوضوء من مامست النار فطعن فيه ولكن روت هذه الحديث سيدة فقهاء الصحابة ام المومنين عائشة وزيد بن ثابت و ابوطلحة وابو موسیٰ وسهل بن حنظلة ومن امهات المومنين ام حبيبة وام سلمة وانس بن مالك وعبد الله بن عمرو ابوسعيد الخير وابو ايوب الانصاري وعبد الله بن زيد وسلامة بن وقش ومحمد بن مسلمة وجابر بن عبد الله وابو امامة الباهلي وغيرهم (مجمع الزوائد باب الوضوء مما مست النار ص ۲۴۸ ج ۱ وجامع الترمذی مع تحفة الاحوذی ص ۸۱-۸۲ ج ۱ وسنن النسائی مع التعليقات السلفية ص ۲۴ ج ۱، وكتاب الاعتبار للحازمی ص ۵۱-۵۲ وسنن البيهقی ص ۱۵۵ ج ۱ وص ۱۵۶ ج ۱ وغيرها)

محمد بن المنکدر سے انہوں نے جابر بن عبد اللہ سے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا آخری امر (یا عمل) آگ سے پکی ہوئی چیز سے وضو کو چھوڑنا تھا۔ لہذا مذکورہ بالا احادیث کا نسخ صحیح ثابت ہوا۔ وللہ الحمد۔ المحلی ص ۲۴۳ ج ۱)

اور کتاب "اللمحات" کے مصنف (ص ۲۱۴ ج ۱) میں فرماتے ہیں کہ ابوہریرہ کی روایت الوضوء مما مست النار کی وجہ سے ان پر طعن کیا گیا ہے۔ لیکن یہی حدیث فقہاء کی سردار ام المومنین عائشہ، زید بن ثابت، ابوطلحہ، ابوموسیٰ، سہل بن حنظلہ اور امہات المومنین ام حبیبہ، ام سلمہ، انس بن مالک، عبد اللہ بن عمرو، ابوسعید الخیر، ابو ایوب انصاری، عبد اللہ بن زید اور سلامت بن وقش، محمد بن مسلمہ، جابر بن عبد اللہ اور ابوامامہ باہلی وغیرہم سے مروی ہے۔

(مجمع الزوائد۔ باب الوضوء مما مست النار ص ۲۴۸ ج ۱، جامع الترمذی مع تحفۃ الاحوذی ص ۸۱-۸۲ ج ۱، سنن النسائی مع تعلیقات السلفیہ ص ۲۴ ج ۱، کتاب الاعتبار للحازمی ۵۱-۵۲، سنن البیہقی ص ۱۵۵ ج ۱-۱۵۶ ج ۱ وغیرہا)

اقول روی ابوھریرۃ ھذہ الروایۃ فصار غیر فقیہ عند الاحناف لکن ھؤلاء الرواۃ المذکورون منھم سیدۃ فقھاء الصحابۃ رضی اللہ تعالیٰ عنھم وغیرھا اکثر من عشرین رووھا وثبت العمل علیھا عندھم فھم فقھاء عندھم فما ذنب اذنب ابوھریرۃ عندھم وعند الشیعۃ ابوبکر و عمر و عثمان رضی اللہ عنھم ؟ منافقون ! اذا رووا احادیث المتعۃ اخذتھا الشیعۃ عنھم واستدلوا بھا لحلتھا، کانوا حینئذ صادقین کما فی التفسیر الشیعۃ "منھج الصادقین" و الا فھم منافقون عندھم! فالاحناف والشیعۃ سواء فی توھین الصحابۃ و تحمیقھم وروایات المتعۃ اخذت الشیعۃ من صحیح الامام مسلم وسمعت الحکایۃ من لعل حسین اختر الحنفی الجالندری الواعظ بانہ ناظر الشیعی و النصرانی علی الاسلام ھل ھو حق ام لا؟ فقرأ الشیعی ایات قرانیۃ "اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰہِ الْاِسْلَامُ" "وَمَنْ یَّبْتَغِ غَیْرَ الْاِسْلَامِ دِیْنًا فَلَنْ یُّقْبَلَ مِنْہُ" و "اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَ

میں (مصنف) کہتا ہوں کہ حضرت ابوہریرہؓ نے یہ روایت کیا بیان کی معاذ اللہ احناف نے انہیں غیر فقیہ اسفیہ، پاگل اقرار دیا۔ لیکن مذکورہ بالا سارے راوی حضرات جن میں صحابہ میں فقہ کی استاذ محترمہ عائشہ صدیقہ اور ان کے علاوہ بیس سے زیادہ دیگر راوی ہیں، نیز متعدد اصحاب رسول اور تابعین کرام کا اس پر عمل بھی ثابت ہے۔ اب یہ سارے راویان حدیث اور عاملان حدیث تو احناف کے نزدیک عاقل اور فقہاء کے زمرہ میں شامل ہیں لیکن خدا را غور فرمایئے کہ آخر جناب ابوہریرہؓ نے ایسا کونسا جرم کیا ان کا؟ اور شیعوں کے نزدیک حضرت ابوبکرؓ وعمرؓ نے؟ شیعوں کے ہاں حضرات شیخین معاذ اللہ! منافق ہیں۔ لیکن جب ان سے متعہ کی حلت کے بارے میں روایات ملتی ہیں تو شیعہ اخذ کرتے ہیں اور اس سے حلت کے بارے میں استدلال کرتے ہیں۔ اس وقت وہ سچے ہوتے ہیں۔ جیسا کہ شیعوں کی تفسیر "منہج الصادقین" میں ہے ورنہ وہ ان کے نزدیک منافق ہیں۔ لہٰذا صحابہ کی توہین اور تحمیق میں احناف اور شیعہ دونوں برابر ہیں۔ متعہ کی روایات شیعوں صحیح مسلم سے لی ہیں۔ حنفی واعظ لعل حسین اختر جالندری سے ایک حکایت میں نے سنی کہ اسلام کی حقانیت کے متعلق ایک شیعہ مولوی اور پادری کے درمیان مناظرہ ہوا۔ شیعہ مولوی نے اسلام کی حقانیت پر قرآن کی آیات

أَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِينًا"

واستدل بها على صدق الاسلام وحقه، ثم سكت. فقال له النصراني اى الاسلام عندك صادق واى القرآن عندك حق؟ واما هذا القرآن الذى فى ايدى المسلمين فجاء به ابوبكر وعمر وعثمان وغيرهم من الصحابة رضى الله عنهم وهم منافقون غاصبون عندك فى دينك فكيف تقول انه حق لان القرآن حرفوه وبدلوه واخرجوا منه امامة على رضى الله عنه واحكاما اُخرىٰ. فكيف يكون المحرف حقا؟ فان يصدق الصحابة فيكون مذهبه باطل وان يكذبهم فيكون القرآن باطل عنده. فَبُهِتَ الَّذِي كَفَرَ.

فهؤلاء الاحناف مثل الشيعة اذا جاء وقت التاويل وترويج مذهبهم فيكون اصحاب النبى صلى الله عليه وسلم غير فقهاء ورواياتهم مردودة بالقياس والعمل اولىٰ بالقياس من الخبر وقالوا لانا اذا عملنا بالخبر الواحد لانسد باب الرأى والا فهم اخيار الامة

پڑھی (ترجمہ) "اللہ کے نزدیک دین تو صرف اسلام ہے جس نے اسلام کے سوا کوئی اور دین اختیار کیا تو اس سے ہرگز قبول نہیں کیا جائے گا۔" "آج کے دن میں نے تمہارے لئے تمہارے دین کو مکمل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دی اور تمہارے لئے اسلام کو دین پسند کر لیا۔" ان آیات سے اس شیعہ مولوی نے اسلام کی صداقت اور حقانیت پر استدلال کیا۔ پادری بولا "تمہارے نزدیک کونسا اسلام اور کونسا قرآن سچا ہے؟ باقی رہا موجودہ قرآن جو مسلمانوں کے ہاتھ میں ہے تو یہ تو ابوبکر، عمر اور عثمان وغیرہ اصحاب رضی اللہ عنہم کا پیش کردہ ہے جو تمہارے نزدیک تمہارے دین میں غاصب اور منافق ہیں پھر تم کیسے کہتے ہو کہ وہ حق ہے کیونکہ قرآن کو تو ان لوگوں نے بدل ڈالا اور اس میں سے علی رضؓ کی امامت وغیرہ احکام کو نکال دیا ہے۔ تو تحریف شدہ کتاب کس طرح حقیقت پر مبنی ہو سکتی ہے؟ اب اگر وہ صحابہ رضؓ کی صداقت کا کلمہ پڑھتا ہے تو ان کا مذہب باطل ہوتا ہے اور اگر ان کی تکذیب کرتا ہے تو ان کے نزدیک (معاذ اللہ!) قرآن باطل قرار پاتا ہے تو کافر عاجز اور حیران ہو گیا۔ شیعوں کی طرح احناف کا بھی حال ہے تاویل اور اپنے مذہب کی ترویج کا وقت آتا ہے تو صحابہ رضؓ بھی ان کو غیر فقیہ نظر آتے ہیں اور ان کی روایات قیاس کی بنا پر رد کر دیتے ہیں اور حدیث کے مقابلہ میں قیاس پر عمل کو اولیٰ بتاتے

واصفیائهم وعقلائهم وترکوا احادیث ابی هریرة لانه اکثر روایة من غیرهم لان النبی صلی الله علیه وسلم دعی لحفظه. فروی خمسة الاف واربع مأة وخمسا وسبعین روایة. فهذه الذخیرة تصب الماء علی الفقه الحنفی وتدحض تاویلاته.

اور کہتے ہیں کہ اگر خبر واحد پر عمل کریں گے تو رائے اور قیاس کا دروازہ بند ہو جائیگا۔ بصورت دیگر وہ امت کے سب سے بہتر، سب سے برگزیدہ اور سب سے زیادہ عقلمند ہیں۔ حضرت ابوہریرہ کی روایات کو اس وجہ سے چھوڑتے ہیں کیونکہ آپ نبیؐ پاک کی دعا کی وجہ سے سب سے کثیر روایات کے راوی ہیں۔ آپ سے ۵۴۷۵ احادیث مروی ہیں۔ روایات کا یہ ذخیرہ فقہ حنفی پر پانی پھیر دیتا ہے اور ان کی تاویلات کو باطل کر دیتا ہے۔

فقہ حنفی

معنی الفقه لغة العلم لکنه وضعه الفقهاء للعلم الذی یذکر فیه اعمال المکلفین من حیث انه فرض وسنة وحلال وحرام و مباح ومندوب. لکنهم اولوا القرآن الکریم والاحادیث النبویة وما ترکوهما علی ظاهرهما وزادوا ایضا اصلین الاجماع والقیاس فصار الفقه الحنفی ملوثا بالبطل ویهدی الی انکار القران والحدیث کما هو ظاهر.

لغت میں فقہ کے لفظی معنیٰ جاننا ہے۔ فقہائے اس لفظ کو اس علم کے لئے وضع کیا ہے، جس میں انسانوں کے عمل کا تعین فرض، واجب، سنت، حلال وحرام اور مباح اور مندوب کی صورت میں کیا جاتے لیکن فقہائے قرآن اور حدیث کی تاویلات کر کے ان کو اصلی حالت پر رہنے نہیں دیا اور دو دیگر اصول اجماع اور قیاس کا اضافہ کر دیا۔ جس کی وجہ سے فقہ حنفی حق و باطل کا معجون مرکب بن گئی۔ یہاں تک کہ فقہ پرستی نے ان کو قرآن و حدیث کے انکار تک پہنچا دیا۔ جس طرح کہ ظاہر ہے۔

فقہ حنفی کی ترویج کے اسباب

السبب الاول خلق الانسان ضعيفا هلوعا جزوعا منوعا مجادلا يحب الاشياء المضرة له بينه وعرضه و جسمه والمعينة على فسقه و حرصه وشحه والسبب الثانى يحب الانسان ان يكون حرا طليقا لا يحاسبه احد و ان يكون سدى و لا يسئل عما يفعل. والسبب الثالث يريد الانسان ان يرتكب المعاصى و الذنوب ويتبع الشهوات ويتعد الحدود و يفعل ما يشاء لا يكون عليه حد ولا تعزير على ارتكاب الذنوب. والسبب الرابع يريد الانسان ان يرتكب المعاصى فيكون له دافع يدفع عنه الحدود و يكون له وكيل يناظر عنه ويحرم ما احل الله عز وجل ويحل ما حرم الله و رسوله. فهذه الاشياء كلها موجودة فى الفقه الحنفى. يدافع عن المذنب ويعلم الحيل ويحرم الاشياء ما احل الله عزوجل ويحلها ما حرم الله تعالى

سبب اول۔ انسان ضعیف، بے صبر، چیخ و پکار کرنیوالا، بخیل اور جھگڑالو بنا کر پیدا کیا گیا ہے۔ ایسی چیزوں کو پسند کرتا ہے جو اس کے دین، آبرو، جسم کے لئے نقصان دہ اور فسق و فجور اور حرص و ہوس پر مددگار ہو۔ سبب ثانی یہ ہے کہ انسان اس بات کو پسند کرتا ہے کہ آزاد اور بے لگام ہو، اس کا کوئی محاسبہ کرنے والا نہ ہو۔ اور یہ کہ بے مہار ہو، اس کے اعمال و کردار کے بارے میں کوئی مواخذہ اور سوال نہ کرے۔ تیسرا سبب یہ کہ انسان گناہوں، معصیتوں، خواہشات کا ارتکاب کرنا چاہتا ہے اور اخلاق و شریعت کے حدود کو توڑتا ہے اور یہ چاہتا ہے کہ اس پر کوئی حدود و قیود اور تعزیر و سزا لاگو نہ ہو۔ چوتھا سبب یہ کہ انسان یہ چاہتا ہے کہ وہ گناہوں کا ارتکاب کرتا ہے اور اس کی اس مجرمانہ روش اور طور طریقوں کا دفاع اور حمایت کرنیوالا کوئی قانون اور کوئی جماعت موجود ہو جو اس کی وکالت کرے، اس کو حرام بتلائے جو اللہ تعالیٰ نے حلال قرار دیا ہے اور جس کو اللہ اور اس کے رسول نے حرام بتایا ہے اسے حلال قرار دے۔ یہ ساری باتیں فقہ حنفی میں موجود ہیں۔ یہ فقہ مجرم کا دفاع کرتا ہے اور حیلہ بازی سکھاتا

کما تروون فی فتاوی القاضی ابی یوسف وابی حنیفة لهذا یحتاج الیه الامراء والملوك والارذلاء و السوقة الذین صدق علیهم ابلیس ظنه فاتبعوه واتخذوا احبارهم و رهبانهم اربابا من دون الله. لهذا وجب علیّ ان اذکر ماذکرت نصحا للناس لیعلم المقلدون انهم لیسوا علی شیءٍ من دین الاسلام حتّٰی یتبعوا ما انزل الله تعالیٰ علیٰ رسولهٖ الکریم صلی الله علیه وسلم

ہے۔ جن اشیاء کو اللہ تعالیٰ نے حلال قرار دیا ہے ان کو حرام اور جن کو خدا تعالیٰ نے حرام بتایا ہے، ان کو حلال قرار دیتا ہے۔ جیسا کہ قاضی ابو یوسف اور ابو حنیفہ کے فتوے آپ نے اوپر ملاحظہ کیئے اس وجہ امراء، بادشاہ، اوباش اور بازاری لوگ جن پر ابلیس نے اپنا گمان سچا ثابت کیا، مجبور ہوئے اور انہوں نے فقہ حنفی کا اتباع کیا اور ان کے علماء، ملاں مولاناؤں کو خدا کو چھوڑ کر اپنا معبود بنالیا اس لئے میں نے اپنا یہ فرض سمجھا کہ لوگوں کو نصیحت اور خیر خواہی کروں تاکہ مقلدین کو معلوم ہو کہ جب تک وہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر جو نازل کیا ہے، اس کی پیروی نہیں کرتے، دین اسلام سے ان کا کوئی واسطہ نہیں ہو سکتا۔

عورتوں کا متعہ

متعة النساء حرمها الله تعالیٰ و رسولهٗ لا تحل الی یوم القیٰمة. لها احادیث ناسخة فی الصحاح ستة وغیرها لاحاجة لذکرها هنا. بل نذکر نفس المسئلة التی حلت عند الشیعة و الاحناف. ففرق بینهم واضح لان الشیعة یقولون من تمتع فلهٗ ثواب عظیم عند الله تعالیٰ۔

لٰکن الاحناف لا یقولون بهٖ

عورتوں کے متعہ کو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے قیامت تک حرام قرار دیا ہے جو کبھی حلال ہو ہی نہیں سکتا۔ اس کے منسوخ ہونے کے بارے میں صحاح ستہ وغیرہ میں احادیث موجود ہیں جن کا بیان ضروری معلوم نہیں ہوتا۔ بلکہ ہم نفس مسئلہ کا ذکر کرتے ہیں جسے شیعہ اور احناف نے حلال قرار دیا ہے۔ البتہ دونوں میں واضح فرق پایا جاتا ہے۔ کیونکہ شیعہ متعہ کرنے کو اللہ کے ہاں اجر عظیم کا موجب بتاتے ہیں لیکن احناف اس

بل تجوز عندهم فقط فلا ثواب و
لا اجر عليها عندهم۔

فنذكر متعة الشيعة اولا لانها
عندهم اعظم عبادة لا فسخ عنهم
خذلهم الله تعالى . فنذكر من
كتبهم الاحاديث المكذوبة الموضوعة
الساقطة عند النقاد لوجود المتعة
فقال ملا فتح الله الكاشانى فى
تفسيره تفسير كبير منهج الصادقين
طبع طهران . فقال النبى صلى الله عليه وسلم
من تمتع مرة عتق ثلثه من النار
ومن تمتع مرتين عتق ثلثاه من
النار ومن تمتع ثلاث مرات عتق
كله من النار (ص ٤٩٣ ج ٢)

و قال النبى صلى الله عليه وسلم
من تمتع مرة امن من سخط
الجبار ومن تمتع مرتين حشر مع
الابرار ومن تمتع ثلاث مرات
زاحمنى فى الجنان (ص ٤٩٣ ج ٢)

من تمتع مرة كان درجته كدرجة
الحسين رضى الله عنه ومن تمتع مرتين
فدرجته درجته الحسن رضى
الله عنه ومن تمتع ثلاث مرات

طرح نہیں کہتے بلکہ وہ اسے صرف جائز بتلاتے ہیں ۔
لہذا اس پر ان کے نزدیک کوئی اجر و ثواب نہیں۔

اب پہلے متعہ کے بارے میں شیعوں کے
نظریات (اور ہفوات) بیان کرتے ہیں۔ کیونکہ ان
کے نزدیک یہ سب سے بڑی عبادت ہے اور اسے
منسوخ نہیں مانتے۔ خدا تعالیٰ ان کو رسوا کرے۔
چنانچہ ہم ان ہی کی کتابوں سے متعہ کے وجود کے متعلق
موضوع، گری پڑی اور جھوٹی روایات نقل کرتے
ہیں۔ پس ملا فتح اللہ الکاشانی اپنی تفسیر تفسیر کبیر
منہج الصادقین ص ۴۹۳ ج ۲ طبع طہران میں کہتا ہے
کہ (معاذ اللہ!) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ
جس نے ایک بار تمتع کیا، اس کا تیسرا حصہ آگ سے
آزاد ہو گیا اور جس نے دو بار متعہ کیا اس کی دو
تہائیاں آگ سے آزاد ہو گئیں اور جس نے تین
بار متعہ کیا اس کا سب آگ سے آزاد ہو گیا۔

(آگے کہتا ہے) جس نے ایک بار متعہ کر لیا وہ اللہ
کے غضب سے مامون ہو گیا اور جس نے دو بار متعہ
کر لیا وہ نیکوں کے ساتھ اٹھے گا اور جس نے تین
بار متعہ کیا، وہ بہشت کے درجات میں میرے ساتھ ہو گا۔
جس نے ایک بار متع کیا تو اسے حضرت حسینؓ کا مرتبہ
حاصل ہو گا اور جس نے دو بار متعہ کیا اسے امام
حسنؓ کا درجہ حاصل ہو گا اور جس نے تین بار
متعہ کر لیا اسے حضرت علیؓ کا درجہ حاصل ہو گا

كان درجته كدرجة علي
بن ابي طالب رضي الله عنه
ومن تمتع اربع مرات فدرجته
كدرجتي (ص ۴۹۳ ج ۲) من خرج
من الدنيا ولم يتمتع جاء الى
يوم القيامة وهو اجدع (ص ۴۹۳ ج ۲)
و المفسر الشيعي يفسر الآية
فيقول في تفسيرها: فمتى عقدتم
عليهن هذا العقد المسمى بالمتعة
فآتوهن اجورهن ص ۴۹۱ ج ۲. فهذه
متعة الشيعة تركوا القرآن و
الاحاديث لتحليلها. استدلوا باحاديث
صحيح مسلم. قال عطاء قدم جابر
بن عبد الله معتمرا فجئناه في
منزله. قال ويساله القوم من
اشياء ثم ذكروا المتعة فقال
استمتعنا على عهد رسول الله
صلى الله عليه وسلم و ابي بكر و عمر
(ص ۴۹۲ ج ۲).

قد استدلت الشيعة لجواز
المتعة وعند الضرورة تحتاج
الشيعة الى حديث صحيح مسلم
المنسوخ لاستدلالهم الفاضح لجواز

اور جس شخص نے چار دفعہ متعہ کیا تو اس
ایسا درجہ حاصل ہوگا، جیسا میرا درجہ ہے ۔
(ص ۴۹۳ ج ۲)

جو شخص دنیا سے رخصت ہوا اور اس
نے متعہ نہیں کیا تو قیامت کے دن اس طرح
آئیگا کہ وہ ادھورا ہوگا ۔ (ص ۴۹۳ ج ۲)

اور شیعہ مفسر قرآن کی آیت کی تفسیر اس طرح
کرتا ہے ”جب تم عورتوں کے ساتھ متعہ کا
عقد کرلو تو ان کی اجرتیں ان کو دیکر و (ص ۴۹۱ ج ۲)
تو یہ ہے شیعوں کا متعہ ۔ اس کی علت
کے لئے قرآن و احادیث کو چھوڑ دیا ۔ اور صحیح
مسلم کی احادیث سے استدلال کرتے ہیں ۔
عطاء سے مروی ہے جابر بن عبد اللہ عمرہ کے
لئے آئے ۔ ہم بھی ان کے پاس ان کے مکان
میں آئے ۔ لوگوں نے ان سے بہت سی باتیں معلوم
کیں ۔ پھر متعہ کا ذکر آیا ، جابر نے فرمایا کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو بکر و عمر کے زمانہ میں
ہم متعہ کرتے تھے ۔ (ص ۴۹۲ ج ۲)

متعہ کے جواز کے بارے میں شیعوں
کا یہ استدلال ہے ۔ بوقت ضرورت یہ لوگ
مسلم شریف کی اس منسوخ شدہ حدیث کی
طرف اپنے رسواکن استدلال کے لئے لپکتے
ہیں اور صحیح مسلم میں متعہ کے نسخ کے لئے جو

المتعة المنسوخة بالاحاديث الناسخة
الثابتة فی صحیح مسلم. فهؤلاء
یستدلون لتحریم الحلال وتحلیل
الحرام من اقوال الصحابة واعمالهم
فالآن هؤلاء الصحابة عندهم
مؤمنون مخلصون ثقات قابلو
الاحتجاج. واذا جاء وقت ثبوت
صداقة الصحابة رضی الله عنهم
فیقولون هؤلاء منافقون، غاصبون
وغیرها.

فالمتعة عندهم کالحج والصوم
والصلوٰة عند المسلمین وروایات
کثیرة فی فضائل المتعة فی
کتبهم ترکتها مخافة التطویل.
والمتعة عند الاحناف جائزة
موجودة فی کتبهم لا ثواب
علیها عندهم. فقالوا لو استاجر
امرأة لیزنی بها فزنی لا یحد
فی قول ابی حنیفة (کنز الدقائق
وقاضی خان ص۲۰۶) واما اذا
غلبته الشهوة ولیس له زوجة
ولا امرأة ففعل ذالك لتسکینها
فالرجاء ان لا وبال علیه کما قال

صحیح اور ثابت شدہ احادیث ہیں، وہ ان کو
نظر ہی نہیں آتیں۔ تو لوگ حلال کو حرام اور حرام
کو حلال ثابت کرنے کی خاطر اقوال صحابہؓ سے
اور ان کے اعمال سے استدلال کرتے ہیں۔
اب تو صحابہ بھی ان کے نزدیک مخلص اور قابل
اعتماد مؤمن ہیں جن کو حجت بناتے ہیں۔
لیکن جب صحابہ کرام کی صداقت وعظمت کے
ثبوت کا وقت آتا ہے تو یہ لوگ کہنے لگتے ہیں
کہ وہ منافق، غاصب وغیرہ تھے (العیاذ باللہ)

لہذا ان کے نزدیک متعہ ایسے ہی ہے
جس طرح مسلمانوں کے نزدیک حج، روزہ اور نماز
ہے۔ ان کی کتابوں میں متعہ کی فضیلت کے
لئے بہت سی روایات موجود ہیں۔ طوالت کے
خوف سے ہم نے ان کو چھوڑ دیا ہے۔

اور احناف کے کتب میں بھی متعہ کا
جواز موجود ہے، الا یہ کہ وہ اسے باعث اجر
و ثواب نہیں کہتے۔ چنانچہ کہتے ہیں کہ اگر کسی
شخص نے کسی عورت کو اجرت پر زنا کے لئے لیا اور
زنا بھی کیا تو ابو حنیفہ کے نزدیک اس پر کوئی حد نہیں ہے،
(کنز الدقائق اور فتاوی قاضی خان ص۲۰۶)
اور جب اس پر شہوت کا غلبہ ہو، اس کے
پاس اس کی زوجہ اور عورت نہیں اور اس نے اپنی
تسکین کے لئے مشت زنی کر لی تو امید ہے کہ

ابو الليث ويجب لو خاف الزنا (شامي ص١٥٦) ومن اقر اربع مرات في مجلس مختلفة انه زنى بفلانة وقالت هو تزوجني او اقرت بالزنا وقال تزوجتها فلاحد عليه وعليه المهر (الهداية ص٤٩٠ ج٢) ومن زنى في دار الحرب او في دار البغي ثم خرج الينا لا يقام (الهداية ص٤٩٧ ج٢) ان شهد اربعة على شهادة امرأة بالزنا وهي بكر درء الحد عنها وعنهم. (الهداية ص٤٩٦ ج٢) ومن اتى امرأة في الموضع المكروه او عمل عمل قوم لوط فلاحد عليه عند ابي حنيفة (الهداية ص٤٩٠ ج٢) ومن وطی بهيمة فلاحد عليه عند ابي حنيفة (الهداية ص٤٩١ ج٢)

ثم جاءت بولد لاقل من سنتين بيوم صحت تلك الرجعة لانه ثبت النسب عنه اذ هي لم تقر بانقضاء العدة (الهداية ص٣٧٣ ج٢) ولا حد على من وطی جارية ولده

اس پر کوئی مواخذہ نہیں ہوگا۔ جیسا کہ ابو
نے کہا ہے اور اگر زنا کے وقوع
تو مشت زنی واجب ہے (شامی ص١٥٦
شخص نے مختلف مجلسوں میں چار مرتبہ ا
اس نے فلاں عورت کے ساتھ زنا کیا ہے
اس عورت نے کہا کہ اس نے میرے ساتھ
ہے یا زنا کا بھی اقرار کرلیا اور مرد نے کہا کہ
اس کے ساتھ نکاح کرلیا تو اس پر کوئی حد نہ
اور وہ مہر دے گا۔ (ہدایہ ص٤٩٠ ج٢) اور جس شخص
دار الحرب میں زنا کیا یا دار الفساد میں، پھر
آ گیا تو اس پر حد قائم نہیں ہوگی۔ (ہدایہ
اگر چار افراد نے کسی عورت پر زنا کرانے کی
دی اور یہ عورت کنواری ہے تو اس عورت
گواہوں پر حد نہ ہوگی (ہدایہ ص٤٩٦ ج٢) ا
کسی نے عورت کے ساتھ لواطت کی یا کسی
عملِ قوم لوط کیا تو ابو حنیفہ کے نزدیک اس
نہیں ہوگی۔ (ہدایہ ص٤٩٠ ج٢) اور جس
کسی جانور کے ساتھ برا فعل کیا تو ابو حنیفہ
اس پر حد نہیں (ہدایہ ص٤٩١ ج٢)

پھر ایک عورت نے ایک دن کم دو
بعد بچہ جنا تو طلاق رجعی سے رجوع صحیح ہ
اور اس مرد سے اس کا نسب بھی ثابت ہوگا
تک وہ عدت کے پورے ہونے کا اقرار نہیں

او ولد ولده وان قال علیّ حرام ۔
(الهداية ص۴۸۴ ج ۲) عن الحارث
بن عمير سمعت ابا حنيفة يقول
لو ان شاهدين شهدا عند
قاض ان فلان ابن فلان طلق
امرأته وعلما جميعا انهما شهدا
بالزور ففرق القاضی بينهما
ثم لقيها احد الشاهدين فله ان
يتزوج بها ؟ قال نعم ! قال ثم
علم القاضی بعدا له ان يفرق
بينهما قال لا (تاريخ خطيب ص۳۷۳ ج ۱۳)
وان اكره علی طلاق امرأته
وعتق عبده ففعل وقع ما
اكره عليه (الهداية ص۳۴۹ ج ۳) ۔
طلاق المكره واقع (الهداية ص۳۲۹ ج ۲)
لو تزوج امرأة بغير شهود
او تزوجها متعة او تزوج بغير
اذن مولاه و وطئها لا يجب الحد
عند ابی حنيفة فی هذه الوجوه
كلها۔ و ان قالت علمت انها
حرام (فتاوی قاضی خان ص۸۲۰
ج ۴، فتاوی عالمگيری ص۱۴۸ ج ۲ طبع
مصر) وفی عالمگيری ص۲۸۳ ج ۱ طبع

(ہدایہ ص۳۷۳ ج ۲) اور جس نے اپنے لڑکے یا اپنے
پوتے کی لونڈی کے ساتھ زنا کیا اس پر بھی حد نہیں
اگرچہ اس نے یہ کہا ہو کہ یہ مجھ پر حرام ہے (ہدایہ
ص۴۸۴ ج ۲) حارث بن عمیر کہتے ہیں کہ میں نے
ابو حنیفہ کو کہتے ہوتے سنا کہ اگر دو گواہ قاضی
کے پاس یہ گواہی دیں کہ فلاں کے بیٹے فلاں نے
اپنی عورت کو طلاق دے دی اور سب جانتے بھی ہوں
کہ یہ گواہی جھوٹی ہے اور قاضی نے دونوں کے
درمیان جدائی کرادی، پھر ان میں سے ایک گواہ
اس عورت سے ملا تو کیا وہ اس عورت سے نکاح
کر سکتا ہے۔ ابو حنیفہ نے کہا کہ ہاں۔ اس نے
کہا کہ پھر قاضی کو اس کا پتہ لگا تو کیا ان میں
تفریق کروا دے۔ ابو حنیفہ نے کہا کہ نہیں (یعنی قاضی
کا فیصلہ سچا ہو یا جھوٹا جاری و ساری رہے گا)
(تاریخ خطیب ص۳۷۳ ج ۱۳) اور اگر کوئی آدمی
اپنی بیوی کو طلاق دینے پر مجبور کیا گیا یا اپنے غلام
کو آزاد کرنے پر مجبور کیا گیا اور اس نے ایسا کرلیا
(طلاق دے دی یا غلام آزاد کرلیا) یہ واقع ہو جائیگی۔
(ہدایہ ص۳۹۴ ج ۳) اور جبری طلاق دلائی گئی تو
واقع ہوگی (ہدایہ ص۳۲۹ ج ۲) اگر کسی عورت نے
بغیر گواہوں کے نکاح کرلیا یا اس کے ساتھ متعہ کرلیا
یا اس کے آقا کی اجازت کے بغیر نکاح رچالیا اور ہم بستری
بھی ہوئی تو ابو حنیفہ کے نزدیک ان تمام حالات میں حد

...سو وطبع هند ص۲۹۱ ج ۲: لو تزوجها مطلقا وفی نیته ان یقعد معها مدة نواها فالنكاح صحيح كذا فى التبيين. ولو تزوجها على ان يطلقها بعد شهر جاز كذا فى البحر الرائق وفى عالمگيرى ص۱۴۹ ج ۲ طبع مصر) بخلاف ما اذا قال خذى هذه الدراهم لاتمتع بك لان المتعة كانت سبب الاباحة فى الابتداء فبقيت الشبهة. وفى الهداية ص۳۱۳ ج ۲): والنكاح الموقت باطل مثل ان يتزوج امرأة بشهادة شاهدين عشر ايام وقال الزفر هو صحيح لازم لان النكاح لايبطل بشرط باطل وايضا فنكاح التحليل من هذا الباب بل هو اخبث من المتعة كما بينه ابن القيم فى اعلام الموقعين من وجوه عديدة ۱۲-ابومحمد.

ومن ادعت عليه امرأة انه تزوجها واقامت بينة فجعلها القاضى امرأته ولم يكن تزوجها وسعها المقام معه وان تدعيه معها. وهذا عند ابى حنيفة (الهداية ص۲۹۳ ج ۲)

نہیں ہوگی۔ اگرچہ وہ کہے کہ میں جانتا ہوں وہ مجھ پر حرام ہے (فتاوی قاضی خاں ص۸۲ ج ۴، عالمگیری ص۱۵۱ ج ۲ طبع مصر) اور عالمگیری ص۲۸۳ ج ۱ طبع مصر اور طبع ہند ص۲۹۱ ج ۲ میں ہے: اگر کسی عورت کے ساتھ غیر مشروط نکاح کر لیا لیکن اس کی نیت یہ ہے کہ وہ اس کے ساتھ محدود مدت تک (جس کا اس نے قصد کیا ہے) ٹھہریگا تو نکاح درست ہے تبیین میں اسی طرح ہے۔ اور اگر اس شرط پر کسی عورت سے نکاح کیا کہ ایک ماہ بعد اسے طلاق دیگا تو جائز ہے (بحر الرائق) اور عالمگیری (ص۱۴۹ ج ۲ طبع مصر) میں ہے کہ اگر کسی عورت سے کہا کہ یہ روپیہ لے لے تاکہ میں تیرے ساتھ تمتع کروں (تو جائز ہے) کیونکہ ابتدا میں متعہ جائز تھا لہٰذا شبہ باقی رہا۔ اور ہدایہ ص۳۱۳ ج ۲ میں ہے کہ "نکاح موقت (متعہ) باطل ہے۔ مثلاً یہ کہ دو آدمیوں کی گواہی سے دس دن کے لئے نکاح کرے اور زفر نے کہا کہ وہ صحیح اور لازم ہے۔ کیونکہ نکاح باطل شرط سے بھی باطل نہیں ہوتا۔ اور حلالہ بھی اسی طرح کا نکاح ہے، بلکہ وہ اس سے بھی پلید ہے جیسا اعلام الموقعین میں ابن قیم نے بیان کیا ہے متعدد وجوہ کی بنا پر ۱۲ ابومحمد۔

اور جس عورت نے کسی مرد پر دعوی کیا کہ اس نے اس کے ساتھ نکاح کیا ہے اور اس پر دلیل بھی قائم کی۔ اور قاضی نے اسے اسکی بیوی قرار دیا حالانکہ اسکے ساتھ

واذا زنت المرأة للرجل ان يزوجها
من نفسه نعقد بحضرة شاهدين
جاز (ص ۳۲۲ ج ۲) فان تزوج مسلم على
خمر او خنزير فالنكاح جائز و لها
مهر مثلها (ص ۳۳۱ ج ۲) فان تزوج
مسلم ذمية بشهادة ذميين جاز عند
ابی حنيفة و ابی يوسف (قدوری ص ۱۳۵)
وينعقد نكاح المرأة الحرة البالغة
العاقلة برضائها و ان لم يعقد عليها
ولی بكرا كانت او ثيبا عند ابی حنيفة
وابی يوسف (الهداية ص ۳۱۴ ج ۲) فان
تزوج الذمی ذمية على خمر او خنزير
ثم اسلما او اسلم احدهما فلها الخمر
والخنزير (الهداية ص ۳۳۸ ج ۲) وقال
مالك (فی الحلية ص ۳۱۶ ج ۷) ابو محمد
رحمه الله تعالى وهو راكب على جمل
عريان فی سوق المدينة المنورة
تعزيرا فی انكار وقوع طلاق
المكره. فقال من عرفنی فقد عرفنی
ومن لم يعرفنی فاقول انا مالك
بن انس. اقول طلاق المكره
ليس بشیء وقال النبی صلى الله عليه وسلم
لا طلاق ولا عتاق فی اغلاق

نکاح نہیں کیا تو اس عورت کو اس مرد کے ساتھ رہنا اور
جماع کا موقعہ دینا ابو حنیفہ کے نزدیک جائز ہے (ہدایہ ص ۲۹۳ ج ۲)
اور اگر کسی عورت نے اس لئے کسی سے زنا کروایا کہ وہ
مرد اس کے ساتھ شادی کریگا۔ پھر اس نے دو گواہوں
کی موجودگی میں نکاح کر لیا تو یہ جائز ہے (ص ۳۲۲ ج ۲)
پھر اگر کسی مسلمان نے شراب یا خنزیر پر شادی کر لی
تو نکاح جائز ہے اور اس عورت کے لئے مہر مثل لازم
ہوگا۔ (ص ۳۳۱ ج ۲) پھر اگر کسی مسلمان نے ذمی عورت سے
دو ذمی گواہوں سے نکاح کر لیا تو ابو حنیفہ اور ابو یوسف
کے نزدیک جائز ہے (قدوری ص ۱۳۵) اور آزاد بالغہ
عاقلہ عورت کا نکاح اس کی مرضی سے منعقد ہو جائیگا
اگرچہ ولی اس کی اجازت نہ دے۔ عورت کنواری ہو خواہ غیر
شادی شدہ۔ اور یہ ابو حنیفہ اور ابو یوسف کے نزدیک جائز
ہے۔ (ہدایہ ص ۳۱۴ ج ۲) پھر اگر ذمی نے ذمی عورت سے
شراب اور خنزیر پر نکاح کر لیا پھر دونوں یا ان میں سے
ایک مسلمان ہوا تو اس عورت کو مہر میں وہ خنزیر یا شراب
لینا ہوگا۔ (ہدایہ ص ۳۳۸ ج ۲) اور امام مالک نے کہا (الحلیہ
ص ۳۱۶ ج ۷) ابو محمد) اللہ ان پر رحم کرے جبکہ وہ بغیر
پالان کے اونٹ پر سوار کر کے مدینہ منورہ میں بطور تعزیر
کے گھمائے جا رہے تھے، کیونکہ جبری طلاق کے وقوع کے
خلاف انہوں نے فتویٰ دیا تھا، انہوں نے فرمایا کہ جو مجھے
جانتا ہے وہ تو جانتا ہی ہے اور جو نہیں جانتا تو میں
اعلان کرتا ہوں کہ میں مالک بن انس ہوں میں کہتا ہوں

رواه ابوداود وابن ماجة.
والاغلاق الاكراه وفی فتاوی قاضیخان
لو تزوج بذات رحم كالبنت و
الاخت والام والعمة والخالة وجامعها
لاحد عليه فی قول ابی حنيفة (ص۲۰۷ ج۲)
اذا دخل الرجل ذكره فی فم امرأته
قد قيل يكره وقد قيل بخلافه (عالمگیری
ص۲۵۴ ج۴) (لو قضی القاضی) بالطلاق
بشهادة الزور مع علمها حل
لها تزويج باخر بعد العدة و
حل للشاهدين تزوجها وحرمت علی
الاول (عالمگیری ص۲۹۱ ج۲) يجوز
ان يستمنی بيد زوجته وخادمته
(شامی ص۱۰۳ ج۲) العلاج لاسقاط
الولد اذا استبان خلقه كالشعر و
الظفر ونحوهما لا يجوز وان كان
غير مستبين الخلق يجوز واما
فی زماننا يجوز علی كل حال
وعليه الفتوی (عالمگیری ص۲۳۷ ج۴)
فحاصل هذه العبارات ومحصولها
ان المتعة تجوز عند الفريقين.
لكن عند الشيعة ثواب عظيم عليها
وعند الاحناف لا ثواب ولا اجر

کہ جبری طلاق واقع نہیں ہوتی۔ اور نبی اکرم
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جبر والی طلاق یا غلام
کو زبردستی سے آزاد کروانا واقع نہیں ہوگا۔ (ابو
داؤد اور ابن ماجہ) اغلاق جبر کو کہا جاتا ہے۔ اور
فتاویٰ قاضی خان میں ہے کہ اگر کسی نے محرمات ابدیہ
سے مثلاً بیٹی، بہن، ماں، چاچی اور خالہ سے نکاح
کر لیا اور اس کے ساتھ جماع بھی کیا تو ابو حنیفہ کے
نزدیک اس پر حد نہیں (ص۲۰۷ ج۲) جب مرد
نے اپنی عورت کے منہ میں ذکر ڈالا تو کہا گیا ہے
کہ یہ مکروہ ہے اور بعض نے کہا کہ مکروہ نہیں ہے
(عالمگیری ص۲۵۴ ج۴) اگر قاضی نے جھوٹے
گواہوں کی گواہی سے جان لینے کے باوجود عورت
کی طلاق کا فیصلہ صادر کردیا تو عدت کے بعد وہ
دوسرا نکاح کر سکتی ہے اور ان (جھوٹے) گواہوں
کے لئے بھی اس سے نکاح جائز ہے لیکن پہلے شوہر
پر حرام ہوگی۔ (عالمگیری ص۲۹۱ ج۲) اپنی بیوی یا
خادمہ سے مشت زنی کروانا جائز ہے (شامی ص۱۰۳ ج۲)
اور حمل گروانا جبکہ اس کی تخلیق جیسے بال، ناخن وغیرہ
وجود میں آچکی ہو، ایسی حالت میں جائز نہیں ہے
اور اگر اس کی تخلیق ظاہر نہیں تو جائز ہے۔ ہمارے
زمانہ میں ہر حالت میں اسقاط حمل جائز ہے اور اسی پر
فتویٰ ہے (عالمگیری ص۲۳۷ ج۴) ان عبارات کا حاصل
یہ ہے کہ دونوں فرقوں کے نزدیک متعہ جائز ہے لیکن

...ها زينة كتبهم.

شیعوں کے ہاں اس (بدکاری) پر اجر عظیم بھی حاصل ہوتا اور احناف اجر و ثواب کے تو قائل نہیں لیکن ان کے کتابوں کی زینت متعہ سے قائم ہے۔

قیاس اور رائے زنی

القياس عند الاحناف والشيعة
...ن ركين فى تخريج المسائل
...ما هو مذكور فى كتبهم فقال
...يعة : ما طرح ننى كنيم درايت
بروايه. (تفسير كبير، منهج
...ادقين ص ٤٤٥ ج ٢) وقال الاحناف
...مل بالحديث لانسد باب الرأى
...سول الشاشى) وايضا قالوا
...ل اية تخالف ما عليه اصحابنا
...مؤولة او منسوخة وكل حديث
...الك فهو مؤول او منسوخ.
...تاريخ التشريع الاسلامى ص ٢٤٤
...بوعة الاستقامة بالقاهرة.

فمذهب الاحناف والشيعة فى
...ياس على النصوص الصريحة الثابتة
...منسوخة سواء.

احناف اور شیعوں کے نزدیک قیاس ایک بڑا رکن ہے جس سے مسائل کی تخریج ہوتی ہے، جیسا ان کی کتابوں میں مذکور ہے۔ چنانچہ شیعہ کہتے ہیں کہ ہم فہم و راء کو روایت کی وجہ سے نہیں چھوڑیں گے۔ (تفسیر کبیر، منہج الصادقین ص ۴۴۵ ج ۲)

احناف بھی یہی کہتے ہیں کہ اگر حدیث پر عمل کیا گیا تو رائے اور گمان و قیاس بازی کا دروازہ بند ہو جائے گا۔ نیز کہتے ہیں کہ ہر وہ آیت جو ہمارے اصحاب کی آراء اور نظریات سے متصادم ہو تو یا اس میں تاویل کی جائے گی یا وہ منسوخ سمجھی جائے گی۔ اسی طرح ہر حدیث کو بھی قابل تاویل یا منسوخ سمجھا جائے گا۔ (تاریخ تشریع اسلامی ص ۲۴۴، مطبوعہ الاستقامت قاہرہ)

تو احناف اور شیعوں کا یہ ہے مذہب کہ قرآن و حدیث کی صریح اور ثابت شدہ نصوص پر بھی قیاس و رائے کو مقدم رکھا جائے گا۔

تقلید کا ردّ

من الضلالة التقليد ما اوجبه الله فى القرآن و ما اوجبه النبى صلے الله عليه وسلم بامره وقوله وفعله و تقريره لا صريحة ولا كناية ولا من الصحابة ورد لفظ واحد لايجاب التقليد فى حين من الاحيان و لا عن الائمة الاربعة ولا من المحدثين الكرام ورد وجوبه علے الانسان الى يوم القيمة. فلفظ التقليد معناه لغة فى الفارسية گردن بند در گردن انداختن (صراح) و فى العربية قلد فلان فلانا تقليد والقلادة ما جعل فى العنق يكون للانسان والفرس والكلب والبدنة التى تهدى ونحوها و منه التقليد فى الدين وتقليد الولاة الامور والاعمال وتقليد البدن ان يجعل فى عنقها شعار يعلم به انه هدى كعروة مزادة ونعل خلق و قال الله تعالى: وَلَا الْهَدْيَ وَلَا الْقَلَائِدَ.

(لسان العرب ص۳۶۷ ج۳)

تقلید بھی ایک بڑی گمراہی ہے۔ تقلید کو نہ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں واجب کیا ہے اور نہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے امر، قول، فعل اور تقریر سے۔ نہ صراحت سے نہ اشارہ و کنایہ سے اور نہ صحابہ میں سے کسی کا ایک بھی لفظ کبھی بھی تقلید کے واجب ہونے کے لئے وارد ہوا ہے۔ اور نہ ہی ائمہ اربعہ اور محدثین کرام سے ایک بھی لفظ قیامت تک کسی انسان پر وجوب تقلید کے لئے وارد ہوا ہے۔ فارسی زبان میں لفظ تقلید کے معنٰی ہیں "گردن میں پٹہ باندھنا" (صراح) اور عربی میں کہا جاتا ہے کہ فلاں نے فلاں کے قلادہ باندھا یعنی کام حوالہ کیا اور قلادہ ہار کو کہتے ہیں اور انسان گھوڑے کتے، قربانی کے جانور کے گلہ میں جو رسی وغیرہ باندھی جائے، اسے بھی قلادہ کہا جاتا ہے اور اسی سے دین کی تقلید بھی ہے۔ امراء کو امور مملکت حوالہ کرنے کو بھی تقلید کہتے ہیں۔ قربانی کے جانور کے گردن میں نشان کے طور پٹہ باندھا جاتا ہے جسے معلوم ہوتا ہو کہ وہ حاجی کے قربانی کا جانور ہے جیسے مشکیزہ کا ٹکڑا یا پرانے جوتے کا ٹکڑا اسے بھی تقلید کہا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (ترجمہ)

وفى شرح الوقاية المراد بالتقليد ان يربط قلادة على عنق البدن (ص ۳۳۸ ج ۱) وفى الهداية شرح الكفاية و صفة التقليد ان يربط قلادة على عنق بدنة قطعة نعل و فى الحديث عن ابى هريرة قال بينما رجل يسوق بدنة مقلدة قال له رسول الله صلى الله عليه وسلم ويلك اركبها رواه مسلم.

وعن انس بن مالك قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم واضع العلم عند غير اهله كمقلد الخنازير الجوهر و اللؤلؤ و الذهب (ابن ماجة ص ۲) فعلم من المعنى اللغوى ان لفظ التقليد يستعمل للحيوان و لا للانسان. فالانسان يقاد و الحيوان يقلد ويساق وفى اصطلاح الفقهاء ۱؎ التقليد العمل بقول غيرك من غير حجة. (مختصر ابن حاجب ص ۲۳۱)

۲؎ معنى التقليد قبول قول

اور نہ ہدی (قربانی کے جانور) اور نہ قلائد (گردن کے پٹے (لسان العرب ص ۳۶۷ ج ۳) اور احناف کی کتاب) شرح وقایہ میں ہے کہ تقلید سے مراد قربانی کے اونٹ کے گردن میں پٹہ باندھنا ہے (ص ۳۳۸ ج ۱)

اور ہدایہ شرح کفایہ میں ہے: تقلید کا طریقہ یہ ہے کہ قربانی کے اونٹ کی گردن میں جوتے کا ٹکڑا باندھا جائے اور ابوہریرہ کی حدیث میں مروی ہے (ترجمہ) کہتے ہیں کہ اس دوران کہ ایک شخص قربانی کا اونٹ جس کی گردن میں پٹہ باندھا ہوا تھا، ہانک رہا تھا، اسے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "تیرے لئے ویل ہو اس پر سوار ہو جا (مسلم)

اور انس بن مالک سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نااہل لوگوں کو علم دینے والا ایسا ہی ہے جیسے خنزیروں کی گردن میں ہیرے جواہر اور سونے کا ہار پہنانے والا (ابن ماجہ)

تو لغوی معنیٰ سے ظاہر ہوا کہ تقلید کا لفظ حیوان کے لئے استعمال ہوتا ہے اور انسان کے لئے استعمال نہیں ہوتا تو انسان قائد (امام) ہوتا ہے اور حیوان کی گردن میں پٹہ باندھ کر (مقلد بنا کر) ہانکا جاتا ہے اور فقہاء کی اصطلاح میں ۱؎ بغیر حجت کے غیر کے قول پر عمل کرنا (مختصر ابن حاجب ص ۲۳۱)

۲؎ تقلید کے معنی کسی کی پیروی کرنا جو یہ نہیں

من لا یدری ما قال من این قال و ذٰلك لا یکون علما دلیلہ. قولہ تعالٰی فَاعْلَمْ اَنَّہٗ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ. فالتقلید بالمعرفة لا بالظن (الفقه الاکبر للامام الشافعی ص۱۰) ع۳ والتقلید اتباع الغیر علی ظن انه محق بلا نظر فی الدلیل (نامی شرح حسامی ص۱۹۶) ع۴ والتقلید الاخذ بالرأی من غیر دلیل. (قول سدید ص۴) ع۵ اخذ قول الغیر من غیر معرفة دلیله (جمع الجوامع ص۲۵۱ ج ۲) وفی المنجد: قلده فی کذا ای تبعه من غیر تامل ولا نظر (ص۶۸۷) فهذه المعانی کلها لغویة تدل علی انه تقلید للحیوان ولا للانسان. فالانسان مقلد والحیوان سواء فلا فرق بین مقلد و بھیمة.

کہ اس نے کیا کہا ہے اور کہاں سے کہا ہے۔ ایسی تقلید علم نہیں ہے اس کی دلیل اللہ تعالٰی کا یہ فرمان ہے (ترجمہ): کہ تو جان لے کہ اللہ کے سواء کوئی معبود نہیں ہے۔ تو اللہ نے معرفت اور پہچاننے کا حکم دیا ہے اور تقلید و ظن کا حکم نہیں فرمایا۔ (الفقہ الاکبر للامام الشافعی ص۱۰) ع۳ تقلید دوسرے کی اس بنا پر اتباع کرنے کو کہتے ہیں کہ اس کے بارے میں یہ گمان ہو کہ وہ حق پر ہوگا اور اس کی دلیل پر نظر نہ کی جائے (نامی شرح حسامی ص۱۹۶) ع۴ رائے کو بغیر کسی دلیل کے اختیار کرنے کو تقلید کہا جاتا ہے (قول سدید ص۴) ع۵ دوسرے کے قول کو اس کے دلیل کی پہچان کے بغیر اختیار کرنے کو تقلید کہتے ہیں (جمع الجوامع ص۲۵۱ ج۲) اور منجد میں ہے: کسی نے کسی کی پیروی کی یعنی اس کے پیچھے بغیر دلیل کے لگ گیا۔ (ص۶۸۷) تو یہ سارے معانی لغوی اعتبار سے اس پر دلالت کرتے ہیں کہ تقلید حیوان کو روا ہے اور انسان کو لائق نہیں۔ لہٰذا مقلد انسان اور مقلد انسان یکساں ہیں پھر مقلدوں اور جانوروں میں کوئی فرق نہیں۔

آیات قرآنی سے تقلید کا ردّ

قال اللہ تعالٰی: یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ

اللہ تعالٰی فرماتا ہے کہ اے ایمان والو! اللہ اور اس کے رسول اور اپنے اولی الامر کی اطاعت کرو۔ پھر اگر کسی معاملہ میں تنازعہ ہو جائے تو اسے

فَإِنْ تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللّٰهِ وَالرَّسُولِ (النساء ع)

فهذه الآية تدل على وجوب اطاعة الله و اطاعة الرسول وهي ايضا تدل على اطاعة اولى الامر لكن بشرط ان لا تكون اطاعتهم مخالفة بامر الله ورسوله. فان لم توجد معها هاتان اطاعتان فلا طاعة لاولى الامر. عند التنازع بين اولى الامر والرعايا او بين الرعايا فقط يجب الرجوع الى الله او الى الرسول. لا الى اولى الامر. فاتضح من هذه الآية ان التقليد ليس بواجب لاحد كائنا من كان

وقال تعالى: وَمَا اخْتَلَفْتُمْ فِيهِ مِنْ شَيْءٍ فَحُكْمُهُ إِلَى اللّٰهِ (شوریٰ)

فعند التنازع والاختلاف حكمه الى الله عزوجل. لا تقليد فيه لاحد. وقال الله عزوجل وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ إِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُولُهٗ أَمْرًا أَنْ يَّكُونَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ أَمْرِهِمْ وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُولَهٗ فَقَدْ

اللہ اور اس کے رسول پاک (صلی اللہ علیہ وسلم) کی طرف لوٹا دو" (النساء ع)

تو یہ آیت اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی اطاعت کے وجوب پر دلالت کرتی ہے اور یہ اولی الامر کی اطاعت کے وجوب بھی دلالت کرتی ہے لیکن اولی الامر کی اطاعت مشروط ہے اس کے ساتھ کہ وہ اللہ اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی اطاعت اور حکم کے خلاف نہ ہو۔ پس اگر اولی الامر کی اطاعت میں اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت موجود نہیں تو اس کی اطاعت (لازم) نہیں۔ تنازعہ اولی الامر اور رعایا کے درمیان ہو یا عوام کے دو گروہوں میں ہو، ہر صورت رجوع صرف اللہ یا اس کے رسول کی طرف کیا جائے گا، نہ کہ اولی الامر کی طرف۔

تو اس آیت سے واضح ہوا کہ تقلید خواہ کسی کی بھی ہو، واجب نہیں ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ "جس چیز میں بھی تمہارا اختلاف ہو اس کا فیصلہ اللہ تعالیٰ کی طرف ہو گا (شوریٰ) لہذا ثابت ہوا کہ تنازعہ اور اختلاف کے وقت حکم اور فیصلہ اللہ تعالیٰ کی طرف راجع ہو گا اس میں کسی کی بھی تقلید نہیں کی جائے گی۔ نیز اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ (ترجمہ) کسی مؤمن مرد اور عورت کو یہ اختیار رہی حاصل نہیں کہ جب اللہ اور اس کا رسول کوئی فیصلہ کریں تو وہ اس میں چون وچرا کریں اور جو بھی اللہ

ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِيْنًا (الاحزاب)

فعلم من هذه الاٰية ان لاخيرة لمؤمن ولا مؤمنة بعد قضاء الله ورسوله صلى الله عليه وسلم. وقال الله تعالىٰ: فَلْيَحْذَرِ الَّذِيْنَ يُخَالِفُوْنَ عَنْ اَمْرِهٖٓ اَنْ تُصِيْبَهُمْ فِتْنَةٌ اَوْ يُصِيْبَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ (النور)

فعلم من هذه الاٰية ان المخالفة عن امر الرسول صلى الله عليه وسلم توجب نزول فتنة فى الدنيا وتوصل الى عذاب اليم فى الاٰخرة وليست هٰذِهِ المنزلة لاحد غير النبى صلى الله عليه وسلم وقال الله عزوجل: فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا (النسآء)

وقال الرازى فى تفسيره على هذه الاٰية وهذا يدل على من لم يرض بحكم الرسول صلى الله عليه وسلم لا يكون مومنا. وقال الله تعالىٰ: اِتَّخَذُوْٓا اَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ (التوبة)

اور اس کے رسول کی نافرمانی کریگا تو بیشک وہ دور دراز گمراہی میں جا پڑا (الاحزاب) اس آیت سے بھی معلوم ہوا کہ اللہ اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کے فیصلہ کے بعد کسی مؤمن مرد اور مؤمن عورت کو کوئی اختیار نہیں رہتا۔ اور ارشاد باری تعالیٰ ہے " جو لوگ رسول اکرم کے فیصلہ اور حکم کی مخالفت کرتے ہیں، ان کو ڈرتے رہنا چاہیے کہ ان کو اس وجہ سے فتنہ یا دردناک عذاب آنہ پہنچے" (النور) اس آیت سے معلوم ہوا کہ رسول اکرم (صلی اللہ علیہ وسلم) کے حکم کی مخالفت دنیا میں فتنہ اور وبال اور آخرت میں دردناک عذاب کا باعث ہے۔ اور یہ مقام و مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سواء کسی کو حاصل نہیں۔ اور اللہ فرماتا ہے کہ " تیرے رب کی قسم یہ لوگ اُس وقت تک ایماندار نہیں ہو سکتے، جب تک اپنے اختلاف اور تنازعہ میں آپ کو فیصلہ کرنے والا نہ بنائیں۔ پھر آپ جو حکم صادر فرمائیں اس میں اپنے اندر کوئی تنگی محسوس نہ کریں اور پوری طرح سر تسلیم خم کر دیں (النساء)

امام رازی اپنی تفسیر میں اس آیت کے ذیل میں فرماتے ہیں کہ " اس سے واضح ہوتا ہے کہ جو شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلہ اور حکم پر راضی نہ ہو، وہ مؤمن نہیں ہوگا۔ اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ " انہوں نے اپنے مولوی اور پیروں کو اللہ کے سواء اپنا رب بنالیا ہے (التوبہ)

وقال الرازی فی تفسیرہ لیس
المراد من الارباب انهم اعتقدوا
فيهم انهم آلهة العالم بل المراد
انهم اطاعوهم فی اوامرهم و
نواهيهم. نقل عن عدی بن حاتم
كان نصرانيا فانتهى الى الرسول
صلى الله عليه وسلم وهو يقرأ سورة
البرأة فوصل هذه الآية. قال
فقلت لسنا نعبدهم فقال رسول
الله صلى الله عليه وسلم اليس يحرمون
ما احل الله فتحرمون وتحلون
ما حرم الله فتستحلونه؟
فقلت: بلی! قال فتلك عبادتهم.
انتهى.

فالمقلدون مثل اهل الكتاب
فيحلون ما يرون فی الفقه
حلالا ولو كان فی القرآن و
الحديث حراما. ويحرمون ما فی
الفقه حراما ولو كان عند الله
حلالا. فهذا دأب المقلدين
دائما حذوا النعل بالنعل.

امام رازی اس کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ "اہل کتاب نے جو اپنے پیروں اور مولویوں کو اپنا رب بنایا تو اس کا مطلب یہ نہیں کہ وہ یہ اعتقاد رکھتے تھے کہ ان کے مولوی اور پیر دنیا کا نظام چلانے والے خدا ہیں، بلکہ انہوں نے ان کے اوامر ونواہی میں اطاعت کی۔ عدی بن حاتم سے روایت میں وارد ہے کہ وہ نصرانی تھے۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اس وقت آپؐ سورۃ برأت پڑھ رہے تھے۔ اس آیت پر پہنچے تو میں نے کہا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ہم تو ان کی عبادت نہیں کرتے۔ ارشاد فرمایا "حلال اللہ کی حلال کردہ باتوں کو کیا وہ حرام نہیں بتاتے تھے تو تم بھی ان کو حرام بتاتے اور جن چیزوں کو اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دیا ہے ان کو حلال بتاتے تھے، تو تم بھی ان کو حلال بتاتے تھے؟ میں نے کہا کہ ہاں! آپؐ نے فرمایا" تو یہ ان کی عبادت ہے"

پس ہمارے دور کے مقلد بھی اہل کتاب کی طرح ہیں۔ اسی کو حلال سمجھتے ہیں جو ان کے فقہ میں حلال ہو، اگرچہ وہ قرآن وحدیث میں حرام کیوں نہ ہو اور اسی کو حرام بتاتے ہیں جو ان کی فقہ میں حرام ہو، اگرچہ قرآن وحدیث میں وہ حلال کیوں نہ ہو۔ یہ مقلدین کا شروع سے وطیرہ ہے بالکل یہود ونصاریٰ کے نقش قدم پر چل رہے ہیں۔

ردّ تقلید احادیث کی روشنی میں

عن جابر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اما بعد : فان خیر الحدیث کتاب اللہ وخیر الھدی ھدی محمد صلی اللہ علیہ وسلم (رواہ مسلم)

حضرت جابر سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اما بعد : پس تحقیق بہترین بات اللہ کا کلام اور بہترین طریقہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ ہے (مسلم)

وعن انس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم : فمن رغب عن سنتی فلیس منی (رواہ البخاری)

اور انس سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : پس جس نے میری سنت سے منہ موڑا وہ مجھ میں سے نہیں (بخاری)

وعنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من احب سنتی فقد احبنی ومن احبنی کان معی فی الجنۃ (رواہ الترمذی عن مالک بن انس مرسلاً)

اور انس ہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے میری سنت سے محبت کی، اس نے میرے ساتھ محبت کی اور جس نے میرے ساتھ محبت کی وہ جنت میں میرے ساتھ ہوگا (ترمذی عن مالک بن انس مرسلاً)

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ترکتُ فیکم امرین لن تضلوا ما تمسکتم بھما کتاب اللہ و سنۃ رسولہ (موطا مالک)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ میں تمہارے لئے دو چیزیں چھوڑ رہا ہوں، جب تک تم ان کو مضبوطی سے تھامے رہو گے، اس وقت تک گمراہ نہیں ہوگے۔ ایک اللہ کی کتاب، دوسری اس کے رسولؐ کی سنت۔ (موطا مالک)

وعن جابر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والذی نفس محمد بیدہ لو بدا لکم موسیٰ فاتبعتموہ وترکتمونی لضللتم عن سواء السبیل (دارمی مشکوٰۃ)

اور جابر سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قسم ہے اس کی جس کے ہاتھ میں محمدؐ کی جان ہے کہ اگر موسیٰ علیہ السلام آ جائیں اور مجھے چھوڑ کر ان

صحابہ رضؓ کے اقوال سے تقلید کا رد

(۱) عن ابن مسعود انه' كان يقول لا يقلدن رجل رجلا فان امن امن وان كفر كفر. (ميزان الشعراني ص ٤٧ ج ١)

ابن مسعود فرماتے ہیں کہ کوئی آدمی کسی آدمی کی ہرگز تقلید نہ کرے کہ وہ امام ایمان پر چلے تو مقلد بھی ایمان پر چلے اور اگر وہ کفر کی راہ پر چلے تو مقلد بھی کفر اختیار کرے۔ (میزان الشعرانی ص۴۷ ج۱)

(۲) قال عبد الله بن عمر ارأيت ان كان ابى نهى عنها وصنعها رسول الله صلى الله عليه وسلم امر ابى يتبع ام امر رسول الله صلى الله عليه وسلم؟ فقال الرجل بل امر رسول الله صلى الله عليه وسلم. فقال لقد صنعها رسول الله صلى الله عليه وسلم (رواه الترمذى فى باب ماجاء فى التمتع)

(۲) ابن عمرؓ نے کہا کہ اگر میرے باپ نے حج تمتع کرنے سے روکا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تمتع کیا ہو تو میرے باپ کے حکم کی تعمیل کی جائیگی یا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کا اتباع کیا جائے گا؟ اس آدمی نے کہا کہ بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی پیروی کی جائے گی۔ پھر ابن عمر نے فرمایا کہ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمتع فرمایا ہے (ترمذی باب ماجاء فی التمتع)

(۳) قالت عائشة: فسنة رسول الله صلى الله عليه وسلم احق ان يؤخذ من سنة عمر (طحاوى ص ٤٢١ ج ١)

(۳) ام المؤمنین عائشہ نے فرمایا کہ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کا اتباع کرنا زیادہ مناسب ہے اس سے کہ ابوبکر و عمر کی سنت پر عمل کیا جائے (طحاوی ص۴۲۱ ج۱)

(۴) عن عروة قال لابن عباس اضللت الناس يا ابن عباس! قال وماذاك يا عروة؟ قال تفتى الناس انهم اذا طافوا بالبيت

(۴) عروہ سے روایت ہے کہ انھوں نے ابن عباس سے کہا کہ اے ابن عباس! آپنے تو لوگوں کو گمراہ ہی کر دیا؟ انہوں نے کہا کہ "وہ کیسے اے عروہ!" کہا کہ آپ لوگوں میں فتویٰ دے رہے ہیں کہ جب وہ بیت اللہ کا طواف

فقد حلوا وكان ابوبكر وعمر يجيئان ملبين بالحج فلا يزالان محرمين الى يوم النحر. قال ابن عباس بهذا ضللتم احدثكم عن رسول الله صلى الله عليه وسلم وتحدثونى عن ابى بكر وعمر (طحاوى ص ۳۹۸ ج ۱)

کرلیں تو احلال کرلیں حالانکہ ابوبکر و عمر حج کے لئے لبیک کہنے آتے تھے تو یوم النحر تک وہ احرام میں رہتے تھے۔ ابن عباس نے فرمایا کہ یہی تمہاری گمراہی کی بات ہے۔ میں تو تم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث سناتا ہوں اور تم مجھے ابوبکر اور عمر کا عمل معارضہ میں پیش کرتے ہو (طحاوی ص ۳۹۸ ج ۱)

وقال النبى صلى الله عليه وسلم فى شان ابى بكر وعمر ان ابابكر وعمر سيدا كهول اهل الجنة (مشكوٰة)

حالانکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکر و عمر کے شان میں فرمایا ہے کہ ابوبکر اور عمر جنت کے سن رسیدہ لوگوں کے سردار ہیں (مشکوٰۃ)

وقال ابن عمر لجابر بن زيد انك من فقهاء البصرة فلا تفت الا بقرآن ناطق او سنة ماضية فانك ان فعلت غير ذلك هلكت واهلكت (رواه الدارمى)

اور ابن عمر نے جابر بن زید سے فرمایا کہ دیکھو تم اہل بصرہ کے فقہاء میں سے ہو لہذا فتویٰ نہ دینا مگر قرآن کے واضح لفظوں اور سنت نبویہ کے ساتھ جو ثابت ہو۔ اس کے علاوہ اگر تم نے کیا تو خود بھی ہلاک ہو گے اور لوگوں کو بھی ہلاک کرو گے۔ (دارمی)

تابعین کے اقوال سے تقلید کا رد

وقد صح اجماع الصحابة كلهم اولهم عن آخرهم واجماع التابعين اولهم عن آخرهم واجماع تبع التابعين اولهم عن آخرهم على الامتناع والمنع من ان يقصد الى قول انسان منهم او ممن

اور تمام صحابہ کرام کا اول سے آخر تک اور تمام تابعین کا بھی اول سے آخر تک اسی طرح تبع تابعین کا بھی از اول تا آخر اجماع ثابت ہو چکا ہے کہ وہ منع کرنے تھے اس بات سے کہ کوئی انسان اپنے زمانے کے لوگوں یا اپنے سے پہلے کے لوگوں میں سے کسی کے قول سے دلیل پکڑنے

تبلهم فياخذه كله (عقد الجيد ص۵) عن ابن مغول قال قال لى الشعبى ما حدثوك عن رسول الله صلى الله عليه وسلم فخذ به وما قالوا برأيهم فالقه فى الحش دارمى ص۲۷)

کا ارادہ کرے پھر اس کو تمام اختیار کرے (عقد الجید ص۵) ابن مغول سے روایت ہے کہ مجھے امام شعبی نے کہا کہ اگر تجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث دیں تو اسے اختیار کر لینا اور جو اپنی رائے سے دیں تو اسے گندگی میں پھینک دینا (دارمی ص۲۷)

ابو حنیفہ کے اقوال سے تقلید کا رد

(۱) قال ابو حنيفة حرام على من لم يعرف دليلى ان يفتى بكلامى (ميزان شعرانى ص۴۸ ج۱)

(۱) ابو حنیفہ کہتے ہیں کہ جو شخص میری دلیل نہ جانتا ہو اس پر میرے قول سے فتویٰ دینا حرام ہے (میزان شعرانی ص۴۸ ج۱)

(۲) قال ابو حنيفة اياكم والقول فى دين الله بالرأى فمن خرج عن السنة ضل (ميزان الشعرانى ص۴۸ ج۱)

(۲) ابو حنیفہ نے کہا کہ تم اللہ کے دین میں اپنی رائے سے بات کرنے سے بچو۔ جو آدمی سنت سے نکل گیا وہ گمراہی میں پڑ گیا (میزان الشعرانی ص۴۸ ج۱)

(۳) سئل ابو حنيفة اذا قلت قولا وكتاب الله يخالفه قال اتركوا قولى بكتاب الله قال واذا قلت قولا وحديث رسول الله صلى الله عليه وسلم يخالفه قال اتركوا قولى بخبر الرسول (عقد الجيد ص ۴۵)

(۳) ابو حنیفہ سے پوچھا گیا کہ جب آپ کوئی بات کہیں اور کتاب کے مخالف ہو تو کہا کہ میرے قول کو اللہ کے کلام کے مخالف ہونے کی وجہ سے رد کر دو۔ (سائل نے) کہا کہ اگر آپ کا قول حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے مخالف ہو تو کیا کیا جاتے؟ کہا کہ میرے قول کو حدیث کے مخالف ہونے کی وجہ سے رد کر دو (عقد الجید ص۴۵)

(۴) قال ابو حنيفة لم يزل الناس

(۴) ابو حنیفہ

فی صلاح ما دام فیھم من یطلب الحدیث۔ فاذا طلبوا العلم بلا حدیث فسدوا (میزان شعرانی ص ۵۴ ج ۱)

نے کہا کہ جب تک لوگوں میں حدیث کا طلب کرنیوالا موجود ہوگا، لوگ اچھی حالت میں ہوں گے۔ پھر جب حدیث کو کے بغیر علم کو طلب کریں گے تو خراب ہوں گے (میزان شعرانی ص ۵۴ ج ۱)

(۵) قال ابوحنیفة لا اقلد التابعی لانھم رجال ونحن رجال ولایصح تقلیدہٗ (نور الانوار طبع یوسفی ص ۲۱۹)۔

(۵) ابوحنیفہ نے کہا کہ میں تابعی کی تقلید نہیں کروں گا۔ کیونکہ وہ بھی آدمی ہیں اور ہم بھی آدمی اور تابعی کی تقلید جائز نہیں (نور الانوار طبع یوسفی ص ۲۱۹)

امام مالک کے قول سے تقلید کا رد

کان یقول ما من احد الا و ماخوذ من قولہٖ ومردود علیہ الا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

امام مالک فرماتے ہیں کہ ہر ایک کا قول لیا بھی جائے گا اور اسے رد بھی کیا جائے گا۔ مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قول ہر حالت میں لیا جائیگا

امام شافعی کے قول سے تقلید کا رد

قال الامام الشافعی اذا قلت قولا وکان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال خلاف قولی فما یصح عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم اولی۔ فلا تقلدنی (عقد الجید ص ۴۵) فقد صح عن الشافعی انہٗ نھی عن تقلیدہٖ وتقلید غیرہٖ (عقد الجید ص ۴)

امام شافعی فرماتے ہیں کہ اگر میں کوئی بات کہوں اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا قول میرے قول کے خلاف ہو تو آپ سے جو بات صحیح ثابت ہو جائے وہی اولیٰ ہے لہٰذا ہرگز میری تقلید نہ کرنا (عقد الجید ص ۴۵) اور امام شافعی سے یہ بات صحیح ثابت ہے کہ انہوں نے اپنی تقلید سے یا دوسرے کی تقلید سے منع فرمایا ہے۔

(عقد الجید ص ۴)

امام احمد کے اقوال سے تقلید کا رد

(۱) وکان الامام احمد یقول لیس لاحد مع اللہ ورسولہ کلام لا تقلدنی ولا تقلدن مالکا والاوزاعی ولا النخعی وغیرہٗ وخذوا الاحکام من حیث اخذوا من الکتاب والسنۃ (عقد الجید ص ۵۲)

(۱) اور امام احمد فرماتے تھے کہ اللہ اور اس کے رسول کے مقابلہ میں کسی کا کوئی کلام نہیں چلے گا۔ نہ میری تقلید کرنا اور نہ مالک اور اوزاعی اور ابراہیم وغیرہ کی تقلید کرو اور احکام و مسائل قرآن و سنت سے اخذ کرو جہاں سے انہوں نے لیے ہیں (عقد الجید ص۵۲)

(۲) وکان الامام احمد یقول خذوا علمکم من حیث اخذ الائمۃ ولا تقنعوا بالتقلید فان ذٰلک عمی فی البصیرۃ (میزان الشعرانی ص ۱۰ ج ۱)

(۲) اور امام احمد فرماتے تھے کہ اپنا علم اسی مأخذ سے لو جہاں سے اماموں نے حاصل کیا ہے اور تقلید پر قناعت کر کے مت بیٹھ جاؤ کیونکہ بینائی ہوتے ہوئے اندھا پن ہے۔ (میزان الشعرانی ص۱۰ ج ۱)

(۳) وکان ولدہٗ عبد اللہ یقول سألت الامام احمد عن الرجل یکون فی بلاد لا یجد فیھا الا صاحب حدیث لا یعرف صحیحہ من سقیمہ وصاحب رأی. فمن یسئل منھما عن دینہ فقال یسأل صاحب الحدیث ولا یسأل صاحب الرأی (میزان شعرانی ص۵۱ ج۱)

(۳) امام احمد کے فرزند عبد اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے امام احمد سے اس آدمی کے بارے میں سوال کیا جو کسی ایسے شہر میں ہو جہاں ایک اہل حدیث ہو جو صحیح اور سقیم کو شناخت نہ کر سکے اور دوسرا اہل الرأی ہو۔ ان میں سے کس سے دین سیکھے؟ امام صاحب نے فرمایا اہل حدیث سے دین سیکھے اور اہل رأی سے ہرگز حاصل نہ کرے (میزان شعرانی ص۵۱ ج ۱)

احناف کے اقوال سے تقلید کا رد

(۱) اذا لا واجب الا ما اوجبہ اللہ ولم یوجب علیٰ احد ان یتمذھب بمذھب رجل من الائمۃ رمسلم

(۱) واجب وہ ہے جسے اللہ نے واجب بنایا ہے اور اللہ تعالیٰ نے کسی پر یہ واجب نہیں کیا ہے کہ وہ ائمہ میں سے کسی ایک امام کا مذہب اختیار

الثبوت ص ٣٥٥ ج ٢)

(مسلم الثبوت ص ٣٥٥ ج ٢)

(٢) اجمع المحققون علی منع العوام من تقلید الصحابة (مسلم الثبوت ص ٢٥٦ ج ٢)

(٢) محققین نے اس پر اجماع کیا ہے کہ عوام کے لئے صحابہ کی تقلید کرنا جائز نہیں ہے۔ (مسلم الثبوت ص ٢٥٦ ج ٢)

(٣) فلا دلیل علی وجوب اتباع المجتهد المعین بالزامه نفسه ذلك قولا ونیة شرعا بل الدلیل اقتضی العمل بقول المجتهد فیما احتاج الیه بقوله تعالی فَاسْئَلُوْا اَهْلَ الذِّکْرِ اِنْ کُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ (فتح القدیر شرح الهدایة ص ٢٤٧ ج ٣)

(٣) لہٰذا کسی خاص امام اور مجتہد کے اتباع کے وجوب پر کوئی دلیل نہیں کہ صرف اُسی ہی کے قول نیت اور شریعت (مذہب) کو لازما اختیار کیا جائے بلکہ دلیل کا تقاضا یہ ہے کہ ضرورت کے مطابق (ہر) مجتہد کے قول پر عمل کیا جائیگا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ (ترجمہ) ذکر والوں سے پوچھ لو اگر نہیں جانتے۔ (فتح القدیر شرح الھدایہ ص ٢٤٧ ج ٣)

(٤) ان الله لم یکلف احدا ان یکون حنفیا اومالکیا اوشافعیا اوحنبلیا بل کلفهم ان یعملوا بالسنة (شرح عین المسلم ص ٣٤٦)

(٤) اللہ تعالیٰ نے کسی کو اس کا مکلف نہیں بنایا کہ وہ حنفی، مالکی، شافعی یا حنبلی ہو۔ بلکہ ان کو اس کا مکلف بنایا ہے کہ وہ سنت (رسولؐ) پر عمل پیرا ہوں۔ (شرح عین المسلم ص ٣٤٦)

(٥) یجب علی کل مؤمن ان یعتنی فی معرفة الله و معرفة ما یجب علیه اعتقاده بالنظر والاستدلال حتی یخرج من التقلید ویکون من لا یقین له لان المقلد لا تعین له اصلا (مجالس الابرار الحنفی ص ٥٤)

(٥) ہر مؤمن پر واجب ہے کہ وہ اللہ کی معرفت اور ان عقائد کی معرفت جن کو اللہ نے واجب قرار دیا ہے، نقد و نظر اور استدلال و اجتہاد کے ذریعہ حاصل کرے، یہاں تک کہ وہ تقلید سے نکل آئے اور ان میں سے نہ ہو، جسے یقین کی دولت حاصل نہیں ہوتی کیونکہ مقلد کو یقین بالکل نہیں ہوتا (مجالس الابرار ص ٥٤)

(٦) ان کان للضلالة اب فالتقلید ابوها (روح المعانی ص ٩٧ ج ١)

(٦) اگر گمراہی کا کوئی باپ ہے تو تقلید ہی اس کا باپ ہے (روح المعانی ص ٩٧ ج ١)

محدثین کے اقوال سے تقلید کا رد

(۱) قد علم کل عالم انهم (اهل القرون الثلاثة) لم یکونوا مقلدین ولا منتسبین الی فرد من افراد العلماء. بل کان الجاهل یسأل العالم من الحکم الشرعی الثابت من الکتاب والسنة (القول المفید للشوکانی)

(۱) ہر عالم جانتا ہے کہ تینوں زمانوں والے کسی ایک فرد کے مقلد اور کسی فرد واحد کی طرف نسبت نہیں رکھتے تھے بلکہ کتاب و سنت سے جو شرعی حکم ثابت ہے وہ جاہل آدمی عالم آدمی سے پوچھ لیا کرتا تھا۔ (القول المفید للشوکانی)

(۲) و اما اقوال بعض الائمة کالفقهاء الاربعة وغیرهم فلیس حجة لازمة ولا اجماعا باتفاق المسلمین بل قد ثبت انهم نهوا الناس عن تقلیدهم وامروا اذا رؤا قولا فی الکتاب والسنة اقوی من قولهم ان یاخذوا مما دل علیه الکتاب والسنة ویدعوا اقوالهم (فتاوی الامام ابن تیمیة)

(۲) اور باقی رہے بعض ائمہ کے اقوال جیسے چاروں فقہاء اور دوسروں کے تو نہ وہ قطعی حجت نہیں اور ہی مسلمانوں کے اتفاق سے ان کا اجماع حجت ہے بلکہ یہ بات ثابت ہے کہ انہوں نے لوگوں کو اپنی تقلید سے منع کیا ہے اور حکم دیا ہے کہ جب تم کو قرآن و سنت کا فرمان ان کے اقوال سے قوی نظر آجائے تو اسی کو اختیار کرلیں اور ان کے اقوال کو چھوڑ دیں۔

(فتاوی ابن تیمیہ)

(۳) ان هؤلاء الائمة الاربعة لم یکونوا علی عصر واحد بل ابو حنیفة توفی سنة خمسین ومائة ومالك سنة تسع وسبعین ومائة والشافعی سنة اربع ومائتین واحد

(۳) تحقیق یہ ائمہ اربعہ کسی ایک زمانہ میں نہیں تھے۔ بلکہ ابو حنیفہ کی وفات ۱۵۰ھ میں ہوئی۔ امام مالک ۱۷۹ھ میں فوت ہوئے امام شافعی ۲۰۴ھ میں اور امام احمد ۲۴۱ھ میں انتقال فرما گئے۔

بن حنبل سنة احدیٰ واربعین ومأتین ولیس فی ھٰؤلاء من یقلد الآخر ولا من یامر باتباع الناس لہ بل کل منھم یدعوا الیٰ متابعة الکتاب والسنة واذ قال غیرہ قولا عندہٗ ردہٗ ولا یوجب علی الناس تقلیدہ (منھاج السنة لابن تیمیة ص ۹۱ ج ۲)

ان میں سے کوئی بھی ایسا نہیں ہے، جس نے دوسرے کی تقلید کی ہو اور نہ ان میں سے کسی نے لوگوں کو یہ حکم دیا ہے کہ وہ اس کا ہی اتباع کریں بلکہ ان میں سے ہر ایک نے کتاب وسنت کی اطاعت کی دعوت دی ہے اور اگر کسی نے کسی دوسرے کا قول بطور سند وحجت کے لیا تو اسے بھی انہوں نے رد کر دیا اور لوگوں پر اس کی تقلید کرنا واجب نہیں ہے (منہاج السنہ لابن تیمیہ ص۹۱ ج۲)

(٤) قال ابن حزم التقلید حرام ولا یحل لاحد ان یاخذ قول احد غیر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فلا برھان (عقد الجید ص ٤٠-٤١)

(۴) ابن حزم فرماتے ہیں کہ تقلید حرام ہے اور کسی کے لئے جائز نہیں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سواء کسی کا بھی قول اخذ کرے کیونکہ اس پر کوئی دلیل نہیں ہے (عقد الجید ص۴۱)

(٥) ان الشریعة المطھرة جائت عامة ولیس مذھب اولیٰ من مذھب. فمن ادعیٰ تخصیصھا بما ذھب الیہ امامہٗ من المقلدین فقد اتی بابا من الکبائر (کشف الغمة ص ۱۱)

(۵) تحقیق شریعت مطہرہ عام ہو کر آئی ہے. اور کوئی مسلک کسی مسلک مذہب سے اولیٰ نہیں ہے پس جس نے اپنے امام کے مذہب وقول کی تخصیص کا دعویٰ کیا مقلدین میں سے تو تحقیق اس نے کبیرہ گناہوں کا دروازہ کھول دیا کشف

(٦) ومن یتعصب لواحد معین غیر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ویریٰ ان قولہٗ ھو الصواب الذی یجب اتباعہٗ دون الائمة الآخرین فھو ضال جاھل بل قد یکون کافرا بستتاب. فان تاب والا قتل فانہٗ

(۶) اور جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا کسی اور کو متعین اور مخصوص امام بنا کر اس کی تقلید کی اور یہ رائے رکھتا ہے کہ اس کا قول ہی برحق ہے جس کی اطاعت کی جائے اور دوسرے ائمہ کو چھوڑ دیا جائے تو ایسا آدمی گمراہ، جاہل بلکہ کافر ہوگا ایسے توبہ کرنے کی مہلت دی جائے گی توبہ کرتا ہے تو ٹھیک ہے

فانه متى اعتقد انه يجب على الناس اتباع واحد بعينه من هذه الامة دون الآخرين فقد جعله بمنزلة النبى وذلك كفر (دراسات اللبيبة ص ۱۲۵)

ورنہ اسے قتل کر دیا جائے گا۔ کیونکہ جب اس نے یہ اعتقاد قائم کر لیا کہ لوگوں پر اس ایک امام کی تقلید کرنا لازم اور واجب ہے اور پوری امت میں یہ مقام دوسروں کو حاصل نہیں تو اس نے اسے نبی کے مقام پر لا کھڑا کیا اور یہ کفر ہے (دراسات اللبیبہ ص ۱۲۵)

(۷) ان الله ذم التقليد فمن دعا الى النظر والاستدلال كان على وفق القرآن ودين الانبياء ومن دعا الى التقليد كان على خلاف القرآن وعلى وفاق الكفار (تفسير كبير ص ۲۰۵ ج ۱)

(۷) تحقیق اللہ تعالیٰ نے تقلید کی مذمت کی ہے۔ لہٰذا جو تحقیق اور دلیل کی طرف بلاتا ہے، وہ قرآن اور انبیاء کے دین کے مطابق ہے اور جس نے تقلید کی طرف دعوت دی، وہ قرآن کے خلاف اور کفار کے موافق ہے۔

(تفسیر کبیر ص ۲۰۵ ج ۱)

(۸) لا فرق بين متابعة وساوس الشيطان وبين متابعة التقليد (تفسير كبير ص ۸۷ ج ۲)

(۸) شیطانی وسوسوں کی پیروی اور تقلید کی پیروی میں کوئی فرق نہیں ہے۔

(تفسیر کبیر ص ۸۷ ج ۲)

(۹) وانا نعلم بالضرورة انه لم يكن فى عصر الصحابة رجل واحد اتخذ رجلا منهم ان يقلد فى جميع اقواله ونعلم بالضرورة ان هذا لم يكن فى عصر التابعين وتابعى التابعين فليكذبون المقلدون برجل واحد سلك سبيلهم الوخيمة فى القرون المفضلة على لسان رسول الله صلى الله عليه وسلم

(۹) اور ہم وثوق سے جانتے ہیں کہ صحابہ کرام کے زمانہ میں ایک بھی آدمی ایسا نہیں تھا، جس نے صحابہ میں سے کسی ایک کو اپنا امام بنا کر ان کی تمام اقوال میں تقلید کی ہو۔ اور یہ بھی یقین سے جانتے ہیں کہ تابعین اور تبع تابعین کے زمانہ میں بھی ایسا نہیں تھا۔ لہٰذا ہمارے نظریہ کی تکذیب و تردید کے لئے مقلدین ان تین فضیلت دیے گئے زمانوں میں سے جن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے افضل بتایا ہے ایک بھی آدمی کا نام بتا دیں جو ان کے

وانما حدثت هٰذه البدعة فى
القرن الرابع المذموم على لسانه
(اعلام الموقعين ص ٣٠٦ ج ٢) .

(١٠) قال النبى صلى الله عليه وسلم
القضاة ثلاثة واحد فى الجنة
واثنان فى النار. فاما الذى فى
الجنة فرجل عرف الحق فقضى
به. ورجل عرف الحق وجار فى
الحكم فهو فى النار ورجل قضى
للناس على جهل فهو فى النار
الحديث رواه ابوداؤد وغيره . وعلى
هٰذا الحديث قال صاحب روضة
الندية : واما المقلد فهو يحكم
بما قال امامه ولا يدرى احق
هو ام باطل ؟ فهو قاضى الذى
قضى الناس على جهل وهو احد
قاضى النار. ومعلوم ان المقلد
لا يعرف كتابا وسنة ولا رأى
له. الحاصل ان المقلد ليس ممن
يعقل الحجج الله فضلا ان يعرف
الحق من الباطل والصواب من
الخطا والراجح من المرجوح بل
لا ينبغى ان ينسب المقلد الى العلم

فرسودہ طریقہ پر عمل پیدا ہوا ہو۔ بلکہ یہ بدعت
(تقلید) نبی پاک کے زبانی مذموم چوتھے زمانہ میں
رواج میں آئی (اعلام الموقعین ص۳۰۶ ج ۲)

(۱۰) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ قاضی تین
ہیں۔ ایک جنت میں اور دو دوزخ میں جائیں گے
پس جنتی وہ ہے جس نے حق کو پہچانا اور اس کے
مطابق فیصلہ کیا۔ دوسرا وہ ہے جس نے حق کو پہچانا
لیکن فیصلہ دینے میں ظلم وجور سے کام لیا تو وہ دوزخی
ہے اور تیسرا آدمی وہ ہے جس نے لوگوں کے
درمیان جہالت کے ساتھ فیصلہ کیا (یا فتویٰ دیا)
تو وہ بھی دوزخی ہے۔ (الحدیث رواہ ابوداؤد
وغیرہ) اس حدیث کی شرح میں روضۃ الندیہ کا
مصنف کہتا ہے "جہاں تک مقلد کا تعلق ہے
تو وہ اپنے امام کے قول کے مطابق فیصلہ دیتا ہے
اسے یہ معلوم ہی نہیں ہوتا کہ وہ بات حق ہے یا
باطل ؟ لہذا وہ ایسا قاضی یا مفتی ہے جو لوگوں
میں جہالت سے فیصلہ دیتا ہے اور وہ بھی ایک دوزخ
میں جانے والا قاضی ہے۔ اور یہ بھی معلوم ہے
کہ مقلد کتاب و سنت کو جانتا ہے اور نہ اس کی کوئی
اپنی رائے ہوتی ہے۔ حاصل کلام مقلد ان میں سے
نہیں جو اللہ تعالیٰ کی حجتوں کا شعور رکھتا ہو چہ جائیکہ
وہ باطل کے مقابلہ میں حق اور خطا کے مقابلہ میں صواب
اور مرجوح کے بجائے راجح کو جانتا ہو بلکہ مقلد

عالما و لهذا نقل عضد الدين الاجماع على انه لا يسمى المقلد عالما (روضة الندية كتاب القضاء ص ۳۳۹)

کی علم کی طرف نسبت کرنا ہی روا نہیں ہے۔ اسی وجہ سے علامہ عضد الدین نے اجماع نقل کیا ہے کہ مقلد کو عالم نہیں کہا جائے گا (روضۃ الندیہ کتاب القضاء ص ۳۳۹)

(۱۱) بَلْ نَتَّبِعُ مَآ اَلْفَيْنَا عَلَيْهِ اٰبَآءَنَا. قال القاضی البیضاوی تحت هذه الآية امروا باتباع القرآن وسائر ما انزل الله من الحجج والآیات فجنحوا الی التقلید.

(۱۱) آیت شریفہ (ترجمہ) "بلکہ ہم اس کی اتباع کرتے ہیں جس پر اپنے آباء و اجداد کو پایا" قاضی بیضاوی اس کے ذیل میں فرماتے ہیں کہ "ان کو حکم دیا گیا کہ جو اللہ نے قرآن اور ساری حجتیں اور آیتیں نازل فرمائی ہیں، ان کا اتباع کریں تو لوگوں نے تقلید کو اوڑھنا بچھونا بنا لیا۔

(۱۲) ان الولی الکامل لایکون مقلدا انما یاخذ علمه من العین التی اخذ منها المجتهدون (میزان الشعرانی ص ۳۰ ج ۱)

(۱۲) کامل ولی مقلد نہ ہوگا وہ علم اس چشمہ سے حاصل کرے گا، جہاں سے مجتہدوں نے لیا ہے (میزان الشعرانی ص ۳۰ ج ۱)

(۱۳) فعلم من هذه المضامين بانه لا يجب التقليد. بل التقليد كفر لان الفقه مجموع الاختلاف ونأی عن الحق و السداد. فقال الاحناف فحصل المخالفة من الصاحبين فی نحو ثلث المذهب (شامی ص ۴۷ ج ۱)

(۱۳) ان مضامین سے معلوم ہوا کہ تقلید واجب نہیں ہے بلکہ تقلید کرنا کفر ہے۔ کیونکہ فقہ اختلافات کا مجموعہ اور جادہ حق سے دوری کا نام ہے۔ چنانچہ خود احناف کہتے ہیں کہ ابوحنیفہ کے ساتھ ابو یوسف اور محمد بن حسن شیبانی نے فقہ کے تیسرے حصہ میں مخالفت کی ہے۔ (شامی ص ۴۷ ج ۱)

وقال الدهلوی ان اهل المأة الرابعة لم يكونوا مجتمعين على

(۱۴) شاہ ولی اللہ فرماتے ہیں کہ چوتھی صدی ہجری کے لوگ تقلید پر مجتمع نہ تھے کہ کسی ایک معین

التقليد الخالص على مذهب واحد و التفقه له فيه والحكاية (حجة الله ص ۱۲۲ ج ۱)

امام اور مذہب کی پیروی کی ہو یا ان کے نقہ کی نقل کی ہو (حجتہ اللہ البالغہ ص۱۲۲ ج ۱)

(۱۵) وقال ایضا: فبعد هذا القرون كان الناس اخرين ذهبوا يمينا وشمالا۔ انهم اطمأنوا بالتقليد و دب التقليد فى صدورهم دبيب النمل وهم لايشعرون........ لا يميزون الحق من الباطل. ظهرت هذه المذاهب ومتعصبوها من المقلدين فان احدهم يتبع امامه مع بعد مذهبه عن الادلة مقلدا له فيما قال كانه نبى ارسل وهذا نائ عن الحق وبعد عن الصواب لايرضى به احد من اولى الالباب (حجة الله ص ۱۲۳۔ ۱۲۴ ج ۱)

(۱۵) شاہ صاحب مزید فرماتے ہیں کہ "ان ادوار کے بعد کے لوگ دائیں بائیں رواں دواں ہوتے چلے گئے انہوں نے تقلید پر اطمینان کر لیا اور تقلید ان کے سینوں میں جاگزین ہوتی گئی اور ان کو اس کا شعور بھی نہیں ہوا...... یہاں تک کہ وہ حق و باطل میں امتیاز سے بھی عاری ہوگئے۔ اس کے بعد یہ مذاہب اور ان کے ضدی مقلد پیدا ہوگئے۔ ہر ایک مقلد اپنے امام کے قول کے پیچھے مذہب کی دلیلوں سے دوری کے باوجود اس کے ساتھ چمٹ گیا۔ گویا کہ وہ (امام) نبی ہو جو مبعوث کیا گیا ہو۔ اور یہی حق سے روگردانی اور راہ راست سے دوری ہے، جس پر کوئی عقلمند راضی نہیں ہو سکتا (حجتہ اللہ البالغہ ص۱۲۳-۱۲۴ ج ۱)

(۱۶) عن جابر بن الله قال كنا عند النبى صلى الله عليه وسلم فخط خطا وخط خطين عن يمينه وخط خطين عن يساره ثم وضع يده فى الخط الاوسط فقال هذا سبيل الله ثم تلا هذه الآية: وَإِنَّ هٰذَا صِرَاطِي مُسْتَقِيمًا فَاتَّبِعُوهُ

(۱۶) جابر بن عبد اللہ سے روایت ہے کہ ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھے۔ آپ نے ایک لکیر نکالی اور دو لکیریں اس کے دائیں اور دو اس کے بائیں کھینچیں۔ پھر آپ نے درمیانی لائین پر اپنا ہاتھ رکھا اور فرمایا کہ یہ اللہ کی راہ ہے۔ پھر آپ نے یہ آیت تلاوت کی (ترجمہ): اور بیشک میرا یہ راستہ سیدھا ہے تو اس کی

وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِيْلِهٖ (ابن ماجة ص ٣)

(١٧) وقال الامام الرازی تحت هٰذِهِ الاٰیة: اِنَّا وَجَدْنَا اٰبَآءَنَا عَلٰٓی اُمَّةٍ وَّاِنَّا عَلٰٓی اٰثَارِهِمْ مُّقْتَدُوْنَ ○ ان تمسك الجهال بطريقة التقليد امر كان حاصل من قديم الدهر ولو لم يكن فی كتاب الله الا هٰذه الاٰية لكفت فی ابطال القول بالتقليد.

(١٧) وَقَالَ لَا تَذَرُنَّ اٰلِهَتَكُمْ وَلَا تَذَرُنَّ وَدًّا وَّلَا سُوَاعًا وَّلَا يَغُوْثَ وَلَا يَعُوْقَ وَنَسْرًا. فهذا ايضا الرد التقليد لان الناس يقلدونهم ويبذرون لهم ويعبدونهم فارسل الله عزوجل نوحا عليه السلام نبيا اليهم ردا لتقليدهم وعبادتهم فيجب اجتناب التقليد وعبادة غير الله ويجب اطاعة الله واطاعة النبی واتباعه صلی الله عليه وسلم هذا هو الحق و الصواب.

پیروی کرو اور متفرق راستوں پر مت چلو ورنہ تم (راہ راست سے بھٹک کر گمراہ ہو جاؤ گے۔ (ابن ماجہ ۳)

(١٧) امام رازی اس آیت کے ذیل میں فرماتے ہیں (ترجمہ) "(کافر کہتے ہیں کہ) ہم نے اپنے آباؤ واجداد کو ایک دین پر پایا تو ہم ان ہی کے آثار و اطوار پر کاربند رہیں گے" جاہلوں میں تقلید پر چلنے کا طریقہ پہلے ہی موجود تھا۔ اگر اللہ کے کتاب میں تقلید کے بطلان کے لئے دوسری آیات نہ ہوتیں تو یہی ایک اس کے باطل ہونے کے لئے کافی تھی۔

(١٧) اور حضرت نوح کی قوم کے لوگوں نے ایک دوسرے کو تلقین کی کہ ہرگز مت چھوڑنا اپنے معبودوں کو اور نہ ہی ود، سواع، یغوث، یعوق اور نسر کو کبھی چھوڑنا۔ یہ آیت بھی تقلید کی تردید پر دلالت کرتی ہے۔ کیونکہ لوگ ان بتوں کی تقلید کرتے تھے ان کے لئے نذر نیاز کرتے اور ان کی عبادت کیا کرتے تھے۔ جس پر اللہ نے نوح علیہ السلام کو ان کی طرف نبی بنا کر بھیجا، جنہوں نے ان کی تقلید اور ان کی عبادت کرنے سے کافروں کو روکا۔ لہذا غیر اللہ کی تقلید اور عبادت سے بچنا واجب ہوا اور اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت اور اتباع واجب ہوا، یہی حق اور درست طریقہ ہے۔

عمرؓ فاروق اور تقلید

امیر المؤمنین عمر رضی اللہ عنہ کان من اعلم الناس بعد النبی صلی اللہ علیہ وسلم و بعد ابی بکر رضی اللہ عنہما و کان فی الامۃ افضل و اورع و افقہ و اخیر و مع ھٰذا لم یکن مطاعا مطلقاً و مقلدًا (بفتح اللام) فی کل امر بل رد علیہ بعض الصحابۃ بل ردت علیہ صحابیۃ حین اراد ان یعین مہور ازواج الناس مطابقۃ لمہور ازواج النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقالت قال اللہ تعالیٰ: "اٰتَیْتُمْ اِحْدٰھُنَّ قِنْطَارًا" فرجع عنہ لھٰذا لا یجب تقلیدہ ولا تقلید احد بعدہٗ کائنًا من کان و یجب علی المسلم ان یأخذ مسائلہ و امورہ من حیث اخذھا عمر رضی اللہ عنہ و قال رضی اللہ عنہٗ سیاتی علی الناس زمان یجادلونکم بشبہات القراٰن فخذوھم بالسنۃ فان اصحاب السنن اعلم بکتاب اللہِ

امیر المؤمنین عمر رضی اللہ عنہ، نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو بکر صدیقؓ کے بعد لوگوں میں سب سے زیادہ علم والے، امت میں سب سے زیادہ افضل اور زیادہ متقی، زیادہ فقیہ اور زیادہ بہتر تھے اس کے باوجود ہر صورت میں قابل اطاعت اور لائق تقلید نہ تھے۔ کہ ہر امر میں ان کی بات تسلیم کی جاتی بلکہ بعض صحابہؓ نے بلکہ ایک خاتون صحابیہ نے بھی ان کی بات کو رد کیا جبکہ انہوں نے یہ ارادہ کیا کہ عام لوگوں کی ازواج کا مہر ازواج نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مہر کے مطابق مقرر کریں۔

اس پر ایک عورت نے اعتراض کرتے ہوئے کہا کہ اللہ تعالیٰ تو یہ فرماتا ہے (ترجمہ) دیا ہو تم نے ان میں سے کسی عورت کو ڈھیر سا مال۔ اس پر انہوں نے اپنے ارادے سے رجوع کر لیا۔ لہٰذا ان کی تقلید واجب ہوئی اور نہ ان کے بعد کسی کی خواہ وہ کوئی بھی ہو۔ اور واجب ہے کہ اپنے مسائل اور اپنے امور کے حل ہر مسلمان وہاں سے حاصل کرے، جہاں سے حضرت عمرؓ نے اخذ کرتے تھے۔ آپؓ فرماتے ہیں کہ لوگوں پر ایک زمانہ آئے گا کہ وہ تمہارے ساتھ قرآن کے شبہات کے ذریعے جھگڑیں گے تو ان کے ساتھ سنت کے ساتھ

(رواه الدارمی) فاوصی رضی الله عنه ردا علی المقلدین الزائغین واصحاب المقاییس ونهیا عن اتباع الهوی - خذوا الاحکام من الکتاب والسنة ولا امر لتقلید نفسه ولا لتقلید غیره۔ وقال الامام ابن تیمیه فی کتابه الفرقان قد ثبت فی الصحیحین عن النبی صلی الله علیہ وسلم انه قال قد کان فی الامم قبلکم محدثون فان یکن فی امتی احد فعمر منهم. وروی الترمذی ان الله ضرب الحق علی لسان عمر وقلبه وفیه لو کان بعدی نبی لکان عمر وکان علی رضی الله عنه یقول ماکنا نبعد ان السکینة تنطق علی لسان عمر۔ ثبت هذا عنه من روایة الشعبی رواه البیهقی فی دلائل النبوة وقال ابن عمر ما کان عمر یقول انی لاراه کذا الا کان کما یقول.

وعن قیس بن طارق: قال کنا نتحدث ان عمر ینطق علی

مقابلہ کرنا کیونکہ سنت (حدیث) والے کتاب اللہ کو سب سے زیادہ جانتے ہیں (دارمی) تو آپؓ نے اندھے مقلدین اور ارباب رائے پر رد کرتے ہوئے اور خواہشات کی پیروی سے منع کرتے ہوئے کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کے احکام پر چلنے کی وصیت کی۔ اور اپنی اور نہ کسی اور شخص کی تقلید کرنے کا حکم نہیں دیا۔ امام ابن تیمیہ کتاب فرقان میں فرماتے ہیں کہ بخاری و مسلم میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان وارد ہے کہ تم سے پہلے کی قوموں میں محدث (ملہم) ہوا کرتے تھے، اگر میری امت میں کوئی محدث ہے تو وہ عمر ہیں اور ترمذی کی روایت میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے عمر کی زبان اور ان کے قلب پر حق کو رواں کر دیا ہے اور اس حدیث میں یہ بھی ہے کہ اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو وہ عمر ہوتے۔ اور علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم اس بات کو بعید نہیں سمجھتے تھے کہ سکینت عمر کی زبان پر بولتی ہے۔ دلائل النبوۃ بیہقی میں یہ روایت شعبی کے حوالہ سے ثابت ہے۔ ابن عمر فرماتے ہیں کہ جب کبھی عمر یہ کہتے کہ اس مسئلہ میں میری رائے یہ ہے تو اسی طرح ہو جاتا جیسے وہ کہتے۔

اور قیس بن طارق سے روایت ہے کہ ہم کہتے تھے کہ فرشتہ عمر کی زبان پر بولتا ہے۔

لسانه ملك وكان عمر يقول
اقتربوا فى افواه المطيعين و
اسمعوا منهم ما يقولون فانه يتجلى
لهم امور صادقة وهٰذه الامور
الصادقة التى اخبر بها عمر بن
الخطاب رضى الله عنه انها تتجلى
للمطيعين هى الامور التى يكشفها
الله عز وجل فقد ثبت ان اولياء
الله مخاطبات ومكاشفات و
افضل هٰؤلاء فى هٰذه الامة
بعد ابى بكر عمر بن الخطاب
فان خير هٰذه الامة بعد نبيها
ابوبكر ثم عمر وقد ثبت فى
الصحيح تعيين عمر بانه محدث
فى هٰذه الامة . فاى محدث و
مخاطب فرض فى امة محمد
رسول الله صلى الله عليه وسلم فعمر
افضل ومع هٰذا فكان عمر
رضى الله عنه يفعل ما هو الواجب
عليه فيعرض ما يقع له على
ما جاء به الرسول صلى الله عليه وسلم
فتارة يوافقه فيكون ذلك

عمر فرماتے ہیں - نیک لوگوں کی باتیں تم خود ملبہ ہو کر
سنا کرو کہ وہ کیا کہتے ہیں - کیونکہ سچی باتیں ان پر روشن
ہو جاتی ہیں اور یہ سچی باتیں جن کی حضرت عمر رضی اللہ
عنہ بھی خبر دیا کرتے تھے ان باتوں کو اللہ نیک اور
فرمانبردار لوگوں پر منکشف کر دیتا ہے کیونکہ یہ بات
پایہ ثبوت کو پہنچ چکی ہے کہ جو لوگ اللہ کے دوست
ہوتے ہیں ان کو الہامات اور مکاشفات و مخاطبات
ہوا کرتے ہیں۔

اور اس امت میں ابوبکر صدیق کے بعد سب سے
افضل عمر فاروق ہیں - کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے
بعد سب سے بہتر ابوبکر اور پھر عمر ہیں (رضی اللہ عنہما)
بخاری کی صحیح حدیث میں اس بات کی تعیین بھی
ہو چکی ہے کہ عمر فاروق اس امت کے محدث
(ملہم) ہیں۔

لہٰذا اس امت کے اندر جس کو بھی محدث ملہم
اور مخاطب قرار دیا جائے گا، لامحالہ طور پر وہ حضرت
عمر رضی اللہ عنہ ہی ہیں اور وہی اس کے لئے اہل و
افضل اور موزون ہیں - اس کے باوجود حضرت عمر وہی
کرتے تھے جو ان کا فرض بنتا تھا - وہ اپنی ہر بات اور
ہر مسئلہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پیش کر دیتے تھے
تو کبھی حضرت عمر کی رائے اور بات اللہ اور اس
کے رسولؐ کے موافق ہو جاتی تو یہ چیز ان کے

من فضائله كما نزل القرآن
بموافقته غير مرة و تارة
يخالفه فيرجع عمر عن
ذٰلك كما رجع يوم الحديبية
لما كان رأيه بمحاربة المشركين
والحديث معروف فى البخارى
وغيره. فان النبى صلى الله عليه وسلم
اعتمر فى سنة ست من الهجرة
ومعه مسلمون نحو الف واربع
مائة وهم الذين بايعوا تحت
الشجرة. وكان قد صالح المشركين
بعد مراجعة جرت بينه و
بينهم على ان يرجع فى ذٰلك
العام ويعتمر من العام القابل
وشرط لهم شروط فيها
نوع غضا على المسلمين فى
الظاهر فشق ذٰلك كثيرًا
من المسلمين وكان الله و
رسوله اعلم واحكم بما فى
ذٰلك من المصلحة وكان
عمر فيمن كره ذٰلك
حتى قال للنبى صلى الله عليه وسلم

فضائل میں شمار ہوتی۔ جس طرح متعدد بار قرآن
ان کی رائے کے مطابق نازل ہوا۔ اور جب ان کی
رائے خدا اور رسول کی مرضی کے خلاف واقع ہوجاتی
تو وہ اپنی رائے سے رجوع فرما لیتے تھے، جس طرح
کہ صلح حدیبیہ کے موقع پر انہوں نے اپنی رائے سے
رجوع کر لیا کیونکہ ان رائے یہ تھی کہ مشرکین کے ساتھ
جنگ کی جائے۔ اس ضمن میں بخاری وغیرہ میں حدیث
مشہور ہے۔ چنانچہ ۶ھ کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم عمرہ کا
احرام باندھ کر نکلے۔ ۱۴۰۰ کے لگ بھگ اصحاب رضؓ آپ
کے ساتھ تھے۔ جنہوں نے درخت کے نیچے آپؐ کے
ساتھ بیعت کی۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے طویل مذاکرات
کے نتیجے میں اس بات پر مشرکوں کے ساتھ صلح فرمائی
کہ اس سال آپ واپس چلے جائیں اور اگلے سال
آکر عمرہ کریں۔ ان سے جو شرائط طے ہوئیں ان سے
بظاہر مسلمانوں کی کمزوری ظاہر ہوتی تھی اور یہ بات
مسلمانوں کو بہت ناگوار گذری۔ لیکن اللہ اور
اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اس صلح کی مصلحت
اور حکمت کو زیادہ جانتے اور جانتے تھے
اور اس صلح کی مخالفت کرنے میں حضرت عمر
پیش پیش تھے۔ حتیٰ کہ انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ
وسلم سے کہا کہ "کیا ہم حق پر نہیں اور ہمارا دشمن
باطل پر نہیں ہے؟"

يارسول الله! السنا بالحق وعدونا
على الباطل؟ قال بلى! قال
افليس قتلانا فى الجنة وقتلاهم
فى النار؟ قال بلى! قال فعلام
نعطى الدنية فى ديننا؟ فقال
النبى صلى الله عليه وسلم انى رسول
الله وهو ناصرى ولست اعصيه ثم
قال افلم تكن تحدثنا انا ناتى
البيت ونطوف به؟ قال بلى! قال
افقلت لك انك تاتيه العام؟
قال لا. قال انك اتيه ومطوف
به فذهب عمر الى ابى بكر
فقال له مثل ما قال للنبى
صلى الله عليه وسلم ورد عليه ابو
بكر مثل جواب النبى صلى
الله عليه وسلم ولم يكن يسمع جواب
النبى صلى الله عليه وسلم فكان ابوبكر
اكمل موافقة لله وللنبى
صلى الله عليه وسلم من عمر وعمر
رجع عن ذلك وقال فعملت
لذلك اعمالا وكذلك لما مات
النبى صلى الله عليه وسلم انكر
عمر موته اولا. فلما قال

آپؐ نے جواب دیا "بالکل یہی بات ہے"۔
حضرت عمرؓ نے جو کہا کہ (یارسول اللہ!) کیا ہمارے
مقتولین جنت میں اور ان کے دوزخ میں نہیں جائیں
گے؟ فرمایا کہ "بالکل یہی بات ہے" عرض کی کہ
آخر پھر کس لئے اپنے دین میں ہم ان کے سامنے یہ
ذلت اختیار کریں؟ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد
فرمایا کہ "میں اللہ کا رسول ہوں، وہی میرا مددگار
ہے اور میں اس کی نافرمانی کرنے والا نہیں ہوں"۔
پھر حضرت عمر بولے۔ "کیا آپؐ ہم سے نہیں فرمایا کرتے
تھے کہ ہم بیت اللہ کے اندر داخل ہوں گے اور اس کا
طواف کریں گے؟" فرمایا "ہاں!" پھر فرمایا "کیا میں
نے یہ کہا تھا کہ تم لوگ اسی سال بیت اللہ میں آؤ گے؟"
حضرت عمرؓ نے کہا "نہیں" ارشاد فرمایا "(بہرحال تم خانۂ
خدا میں آؤ گے اور اس کا طواف کرو گے"۔

اس کے بعد عمرؓ ابوبکرؓ کے پاس آئے اور ان سے
بھی وہی کہا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا تھا
اور ابوبکرؓ نے بھی بن سنے بعینہٖ وہی جواب دیا جو نبی
صلی اللہ علیہ وسلم نے دیا تھا۔ اس وجہ سے ابوبکرؓ عمرؓ کے
مقابلہ میں، اللہ اور اس کے رسولؐ کے زیادہ موافق تھے
اور عمرؓ نے اپنی اس رائے سے رجوع کر لیا خود فرماتے
ہیں اس طرز عمل کے کفارہ کے طور پر میں نے بہت سی نیکیاں
کیں۔ اسی طرح نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہوا
تو شروع میں حضرت فاروقؓ نے اس کا انکار کیا۔ پھر

ابوبکر انہ تدمات رجع عن ذٰلك وكذٰلك فى قتال مانعى الزكوٰة قال عمر لابى بكر كيف تقاتل الناس وقد قال رسول الله صلى الله عليه وسلم أمرتُ ان اقاتل الناس حتّٰى يشهدوا ان لا اله الا الله وانى رسول الله. فاذا فعلوا ذٰلك عصموا منى دمائهم واموالهم الا بحقها.

فقال له ابوبكر رضى الله عنه الم يقل " الا بحقها "؟ فان الزكوٰة من حقها. والله! لو منعونى عُناقا كانوا يؤدونها رسول الله صلى الله عليه وسلم لقاتلتهم على منعها قال عمر فوالله! ماهو الا ان رأيت الله قد شرح صدر ابى بكر للقتال فعلمت انه الحق.

ولهٰذا نظائر تبين تقدم ابى بكر على عمر مع ان عمر محدث فان مرتبة الصديق فوق مرتبة المحدث لان الصديق يتلقى عن الرسول المعصوم كل مايقوله و فعله و المحدث ياخذ عن قلبه

جب ابوبکرؓ نے ان کو سمجھایا کہ فی الواقع آپ نے انتقال فرمالیا ہے تو اپنی بات سے رجوع کرلیا۔ اسی طرح مانعین زکوٰۃ سے قتال کے مسئلہ میں عمرؓ نے ابوبکرؓ سے کہاکہ آپ ان لوگوں سے کیونکر جہاد کرسکتے ہیں، حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ "مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں لوگوں سے لڑوں یہاں تک کہ وہ لاالٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی گواہی دیں۔ پھر جب وہ اس کا اقرار کرلیں تو میری طرف سے ان کے خون اور ان کے اموال کی حفاظت ہوگی، مگر اس کے حق کے ساتھ۔

حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا کہ "کیا آپؐ نے یہ نہیں فرمایا کہ مگر اس کے حق کے ساتھ؟" تو تحقیق زکوٰۃ بھی اس کا حق ہے۔ خدا کی قسم! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ لوگ زکوٰۃ کے وقت جانور کے ساتھ جو رسی دیتے تھے مجھے وہ بھی نہ دیں تو بھی میں ان سے لڑوں گا۔ عمرؓ فرماتے ہیں خدا کی قسم! میں سمجھ گیا کہ اللہ تعالیٰ نے قتال کے لئے ابوبکر صدیق کے قلب کو کھول دیا پھر میں نے جان لیا کہ یہی بات حق ہے۔

ان شواہد کی وجہ سے ابوبکرؓ کی فضیلت عمرؓ پر ثابت ہوتی ہے۔ باوجود اس کے کہ عمرؓ محدث وملہم تھے۔ کیونکہ صدیق کا مرتبہ محدث سے برتر ہے۔ کیونکہ صدیق براہ راست رسولِ معصوم سے استفادہ اور فیض لیتے ہیں جو بھی آپؐ فرماتے یا کرتے تھے۔ لیکن محدث

اشیاء و قلبه لیس بمعصوم فیحتاج
ان یعرضه علیٰ ما جاء به النبی
صلی اللہ علیه وسلم ولهذا کان
عمر رضی الله عنه یشاور الصحابة
رضی الله عنهم و یناظر و یرجع
الیهم فی بعض الامور و ینازعونه
فی اشیاء فیحتج علیهم و
یحتجون علیه بالکتاب والسنة
ویقرهم علیٰ منازعته ولا یقول
لهم انا محدث ملهم مخاطب
فینبغی لکم ان تقبلوا منی و
لا تعارضونی. فای احد ادعیٰ
او ادعیٰ له اصحابه انه ولی الله
وانه مخاطب یجب علیٰ اتباعه ان
یقبلوا منه کل ما یقوله و لا
یعارضوه و یسلموا له حاله من
غیر اعتبار بالکتاب والسنة
فهو وهم مخطئون و مثل
هذا اضل الناس. فعمر بن
الخطاب رضی الله عنه افضل منه
و امیر المؤمنین وکان المسلمون
ینازعونه و یعرضونه ما یقول و
هو وهم علیٰ الکتاب والسنة

اپنے قلب سے اشیاء اخذ کرتا ہے حالانکہ دل معصوم
نہیں ہوتا اس وجہ سے وہ مجبور ہے کہ وہ اپنی ہر بات
کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم (کے معیار حق وصداقت) پر پیش
کرے۔ اسی وجہ سے عمرؓ صحابہ کرامؓ سے مشورہ فرماتے
تھے اور ان سے بحث وتمحیص کرتے اور بعض معاملات
میں ان کی بات مان لیتے تھے، صحابہ کرام ان کے
ساتھ بہت سی باتوں اور مسائل میں حجت بازی فرماتے
تھے اور فریقین اپنی بات کے حق میں قرآن وسنت
سے دلیل پکڑتے تھے اور عمر ان کے استدلال اور
حجت بازی سے خوش ہوتے تھے۔ اور ان سے
یہ نہیں کہتے تھے کہ میں تو محدث وملہم ہوں، تم پر
لازم ہے کہ میری بات مانو اور میرے ساتھ دلیل
بازی مت کرو۔ پس جو شخص بھی دعویٰ خود کرے یا
اس کے دوست احباب دعویٰ کریں کہ (فلاں تو) اللہ
کا ولی ہے، اس پر انکشافات اور الہامات ہوتے ہیں
اس کے مریدوں اور شاگردوں پر لازمی ہے کہ ہر بات
میں بلا چون وچرا اس کا اتباع کریں اور کتاب و
سنت پر پرکھے بغیر اس کے آگے سر تسلیم خم کردیں
تو ایسا آدمی اور اس کے ماننے والے خطاء پر ہیں
بلکہ اس قماش کے لوگ پرلے درجے کے گمراہ ہیں۔
کیونکہ حضرت عمرؓ اس سے بدرجہا افضل ہیں
وہ امیر المؤمنین تھے۔ مسلمان ان کے ساتھ (مسائل
میں) معارضہ اور حجت بازی کرتے رہتے تھے اور دونوں

قد اتفق سلف الامة و ائمتها
على ان كل احد يؤخذ من قوله
ويترك الا رسول الله صلى الله
عليه وسلم وهذا من اهم الفرق
بين الانبياء وغيرهم. فان الانبياء
صلوات الله عليهم اجمعين وسلامه
يجب لهم الايمان بجميع ما
يخبرون به عن الله عزوجل
وتجب طاعتهم في كل ما يؤمرون
بخلاف الاولياء فانهم لا
تجب طاعتهم في كل ما يؤمرون به
ولا الايمان بجميع ما يخبرون
بل يعرض امرهم وخبرهم
على الكتاب و السنة. فما وافق
الكتاب والسنة وجب قبوله
وما خالف الكتاب والسنة مردود
وان كان صاحبه من اولياء الله
وكان مجتهدا معذورا فيما قاله
له اجر على اجتهاده ولكنه
اذا خالف الكتاب والسنة كان
مخطئا وكان من الخطأ المغفور
اذا كان صاحبه قد اتقى الله ما
استطاع فان الله تعالى يقول: فَاتَّقُوا

اپنی ہر بات کو قرآن وسنت پر پیش کرتے تھے۔
امت کے سلف صالحین اور ان کے ائمہ کا اس
بات پر اتفاق ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے
سواء ہر آدمی کا قول اختیار بھی کیا جائے گا اور اسے
چھوڑا بھی جائیگا۔ اور انبیاء اور غیر انبیاء کے
درمیان یہ بنیادی فرق ہے۔ کیونکہ انبیاء کرام علیہم
السلام والصلوٰۃ اجمعین کی ان تمام باتوں پر جن
کی وہ اللہ عزوجل کی طرف سے خبر دیتے ہیں ایمان
لانا فرض ہے اور جو بھی وہ حکم دیتے ہیں ان کی
اطاعت بجالانا فرض عین ہے۔ اس کے برعکس
اولیاء اللہ کی ان تمام امور میں جس کا وہ حکم دیں نہ
اطاعت واجب ہے اور نہ ہی ان کی بیان کردہ ہر
بات پر یقین [illegible]نا اور ایمان لانا واجب ہے۔ بلکہ
ان کا ہر حکم اور ہر بات کتاب وسنت پر پیش کی جائے
گی تو جو قرآن وسنت کے مطابق ہوگی اس کا
قبول کرنا واجب ہوگا اور جو ان کے برخلاف ہوگی
اسے مردود قرار دیا جائے گا۔ اگرچہ ایسا شخص اولیاء
اللہ میں سے ہو۔ البتہ وہ اپنی بات میں معذور ہوگا۔
اور اس پر اسے اجر ملے گا۔ لیکن اس کی بات جب
کتاب وسنت کے مخالف ہوتو وہ مجتہد خطا پر ہوگا اور
اپنی اس خطاء پر مغفور بھی ہوگا، جبکہ اس نے حسب
استطاعت تقویٰ اختیار کی ہو۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ
فرماتا ہے: (ترجمہ) تو تم اللہ سے ڈرتے رہو

ما استطعتم وهذا تفسير قوله
تعالى: يا ايها الذين امنوا اتقوا
الله حق تقاته. قال ابن مسعود
وغيره حق تقاته ان يطاع فلا يعصى
وان يذكر ولا ينسى وان يشكر
ولا يكفر. اى بحسب استطاعتكم
فان الله تعالى لا يكلف نفسا الا وسعها
تمت عبارة الفرقان.

اقول هذا عمر واصحاب
النبی صلى الله عليه وسلم لا يقلد احد
احدا وكانوا كلهم يرجعون الى
الكتاب والسنة تاركين تقليد
غيرهم غير مقلدين لاحد فكيف
يقلد من جاء بعدهم ومع بعد
مذهبه عن الادلة الشريعة يؤول
الكتاب على غير ما انزل والسنة
على غير ما وردت فيجب ترك
تقليده كائنا من كان. وقال ولى
الله الدهلوى فى الانصاف فى
بيان اسباب الاختلاف قال ابن
عمر رضى الله عنهما لا تسئل عما
لم يكن فانى سمعت عمر بن الخطاب
رضى الله عنه يلعن من سأل عما

جس قدر تمہارے اندر استطاعت ہو اور آیت الٰہی
باری کی تفسیر ہے (ترجمہ) ایمان والو! اللہ سے ڈرو جیسا
خوب ہے اتنا ڈرو۔ ابن مسعود فرماتے ہیں کہ "جس قدر اللہ
تعالیٰ سے ڈرنے کا حق ہے" کا مطلب یہ ہے کہ اللہ
کی اطاعت کی جائے پھر اس کی نافرمانی نہ کی جائے
یا یہ کہ اس کو یاد کیا جائے اور اسے بھلایا نہ جائے
اس کا شکر کیا جائے اور اس کا کفر نہ کیا جائے
یعنی اپنی استطاعت کے مطابق۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ
استطاعت سے زیادہ کسی کو مکلف نہیں بناتا۔
"فرقان" کی عبارت تمام ہوئی۔

میں کہتا ہوں کہ یہ حال ہے سیدنا عمر فاروق کا
اور اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں سے کوئی کسی
کی تقلید نہیں کرتا تھا۔ سب کتاب اللہ اور سنت
رسول کی طرف مراجعت کرتے تھے۔ دوسروں کی
تقلید چھوڑ کر اور غیر مقلد بن کر۔ تو پھر آخر بعد
میں آنے والے لوگوں کی تقلید فرض کیسے ہو گئی؟
بالخصوص ان کی تقلید جن کا مذہب و مسلک شرعی دلائل
سے دور ہے اور قرآن و سنت میں ایسی تاویلات کرتے
ہیں جن کا شریعت اور حقیقت سے واسطہ بھی نہیں ہوتا
لہذا ایسے کی تقلید چھوڑنا واجب ہے، خواہ کوئی بھی
ہو۔ شاہ ولی اللہ اختلافات کے اسباب کا بیان
کرتے ہوئے انصاف میں فرماتے ہیں۔ "ابن عمر رض
فرماتے ہیں کہ وہ مسئلہ ہی مت پوچھو جو وجود میں

لہ یکن. فاقول یجب علے المقلدین ان لا یتبعون دواوین الفقه التی دونت علے الاکاذیب التی فرضت من الفقهاء لیست لها اصل ولا سأل من الانسان ولا نزل علیها ایة القرآن وماوردت لها الاحادیث من رسول الانس والجان بل هی هفوات الفقهاء علمهم الشیطان و اوحی الیهم لهذا یلعن عمر رضی الله عنه من یخترع ویفتری و یسئل عن اشیاء مالم تظهر ولم توجد ولا یمکن ان توجد کما فی الفقه الحنفی۔ وقال ولی الله فی الانصاف: فنشأت بعدهم قرون علی التقلید الصرف لا یمیزون الحق من الباطل ولا الجدل من الاستنباط فالفقیه یومئذ الثرثار المتشدق الذی حفظ اقوال الفقهاء قویها وضعیفها من غیر تمیز وسردها بشقشقة شدقیه و المحدث من عد الاحادیث صحیحها وسقیمها و هذها بقوة لحییه ولا اقول ذلك

نہیں آیا۔ کیونکہ میں نے عمر بن خطاب کو ایسے آدمی پر لعنت کرتے سنا ہے جو ایسا مسئلہ پوچھے جو وجود میں نہیں آیا۔ اسی وجہ سے میں (مصنف) کہتا ہوں کہ مقلدین پر لازم ہے کہ وہ فقہ کے دفتروں کا اتباع کرنا چھوڑ دیں کیونکہ وہ فقہاء کی فرض کی ہوئی جھوٹی اور خود ساختہ باتوں کی بنا پر مدون کئے گئے ہیں، جن کی کوئی اصل نہیں ہے اور نہ اس کے بارے میں کسی انسان نے کوئی مسئلہ دریافت کیا اور نہ ہی قرآن کی کوئی آیت اور کوئی حدیث شریف رسول انس وجان نے بیان فرمائی ہے، بلکہ یہ فقہاء کی اپنی ہفوات ہے جس کی شیطان نے انہیں تعلیم دی ہے اور اس نے ہی یہ باتیں ان کی طرف وحی کی ہیں، اسی وجہ سے عمر فاروق اس پر لعنت کرتے تھے جو نئی باتیں اختراع کر کے جھوٹی باتیں تراشتا ہے اور ان مسائل کے بارے میں دریافت کرتا ہے جو نہ ظہور میں آئے ہیں نہ وجود پذیر ہوئے ہیں اور نہ ان کا وجود ممکن ہے جس طرح کہ فقہی حنفی میں ان فرضی باتوں کی بھرمار ہے۔ شاہ ولی اللہ انصاف میں رقمطراز ہیں " ان کے بعد ایسی جماعتیں وجود میں آئیں جن کی نشو ونما تقلید پر ہوئی۔ جو حق و باطل میں فرق نہیں کر سکتے تھے۔ اور نہ ہی جدل بحث وتمحیص کو استنباط سے الگ کر سکتے تھے۔ پس آج فقیہ وہ ہے جو بکواس زیادہ کرتا ہے، باچھیں کھول کر بحث کرتا ہے، فقہاء کے اقوال رٹ لیتے ہیں جن کے قوی اور

كليا مطردا فان لله طائفة من
عباده لا يضرهم من خذلهم
ولهم حجة الله فى ارضه و
ان قلوا ولم يأت قرن بعد
ذلك الا وهو اكثر فتنة و
اوفر تقليدا و اشد انتزاعا
للامانة من صدور الرجال
حتى اطمأنوا بترك الخوض
بامر الدين و بان يقولوا اِنَّا
وَجَدْنَا اٰبَآءَنَا عَلٰٓى اُمَّةٍ وَّاِنَّا
عَلٰٓى اٰثَارِهِمْ مُّقْتَدُوْنَ. تمت
عبارات الانصاف.

فاقول يكون المدرس فى
هذا الزمن المقلد الحنفى الفقيه
جامع العلوم والفنون وكاملها
الذى يؤول آيات قرانية مطابقا
لمذهبه ولو كان منطوق الآيات
غيره ويؤول الاحاديث الصحيحة
مطابقا للاقوال الفقهاء ولو
كان مصداقها غيره ويرد
على الامام الشافعى ردا غليظا
شنيعا ويرجح مذهبه الباطل
على الآيات الكريمة والاحاديث

اور ضعیف کی کوئی تمیز نہیں ہے اور ان
زبان کی فصاحت سے کترنی کی طرح چلاتا ہے
ہیں محدث وہ ہے جس نے چند صحیح اور ضعیف
احادیث کو رٹ کر اپنی قوت زبان سے اس
کرنا سیکھ لیا ہو۔ میں اسے قاعدہ کلیہ نہیں بنا
بندوں میں سے ایک گروہ ایسا ہوتا ہے جن کو
ضرر دیگا اور نہ رسوا کر سکتا ہے۔ ایسے لوگ اگر
ہوں، اللہ کی زمین میں ان کو حجت ہوتی ہے
بھی زمانہ آتا ہے، پہلے کے مقابلہ میں وہ فتنہ
سے زیادہ، تقلید میں بدتر اور لوگوں کے دلوں سے
سلب کرنیکے لحاظ سے سنگین تر ہوتا ہے، یہاں تک
دین میں اجتہاد کو چھوڑ کر بیٹھ گئے اور کہنے لگے کہ
نے اپنے آباؤ اجداد کو ایک دین پر پایا ہے ہم تو ان کے ہی
پر گامزن ہیں "انصاف" کی عبارت پوری ہو
میں کہتا ہوں کہ آج کل مدرس اور محقق وہ ہوتا ہے، جو
حنفی کا مقلد، مختلف علوم و فنون کا ماہر ہو اور آیات
قرآنی کی دور از کار تاویلات کر کے ان کو اپنے مذ
کا تابع بنادے اگرچہ ان آیات کا مدلول دوسرا ہو۔
طرح جو صحیح احادیث کو اپنے فقہاء کے اقوال کے مطا
ڈھال دے اگرچہ ان کا مصداق دوسرا ہو۔ اور امام ش
پر نہایت قبیح ترین الفاظ میں تنقید کرنیوالا ہو
اپنے باطل مذہب کو قرآن کی آیات اور احادیث
صحیحہ پر بھی ترجیح دینے والا ہو۔

الصحيحة كما قال الشيخ الكرخي الحنفي في اصوله: كل اية او حديث خالف ماعليه اصحابنا فهو مؤول او منسوخ. وقالوا ايضاً كل اية تخالف ماعليه اصحابنا فهي مؤولة اومنسوخة وكل حديث كذالك فهو مؤول او منسوخ. (التاريخ التشريعي الاسلامي ص ۲۴۴ مطبوعة الاستقامة بالقاهرة)

جس طرح شیخ کرخی حنفی اپنے اصول میں بیان کرتے ہیں "ہر آیت یا حدیث جو ہمارے اصحاب (احناف) کے نظریات و آراء سے متصادم ہو اسے قابل تاویل یا منسوخ سمجھا جائے گا"

نیز "ہر آیت جو ہمارے احناف کے اصولوں سے متصادم ہو تو وہ مؤول ہے یا منسوخ اور اسی طرح جو بھی حدیث ہمارے خلاف ہو اسے بھی مؤول یا منسوخ قرار دیا جائے گا۔ (تاریخ تشریع اسلامی ص۲۴۴ مطبوعہ الاستقامت قاہرہ)

فهذا المدرس عند الاحناف مدرس كامل لانظير له ولاند ولامثل له ولامثال في الهند و الباكستان لاني جربتهم ايام التعليم وايضا لا يخفى على من له مخالطة بالمدارس الحنفية. وقال ولي الله في الانصاف: روى عن عمر و علي و ابن عباس و ابن مسعود رضي الله عنهم في كراهية التكلم فيما لم ينزل. وعن شريح ان عمر بن الخطاب رضي الله عنه كتب اليه ان جاءك شئ في كتاب الله فاقض به ولا يلتفتك عنه الرجال فان جاءك ماليس في

تو احناف کا یہ ہے مدرس، مدرس کامل، جس کی نہ کوئی نظیر ہے نہ کوئی ثانی ہے اور نہ مثل اور نہ ہی مثال ہندوستان اور پاکستان میں۔ کیونکہ تعلیم کے زمانہ میں میں نے اس کا تجربہ کیا اور جن لوگوں کو احناف کے مدارس سے واسطہ پڑا ہے ان سے بھی یہ بات مخفی نہیں ہوگی اور شاہ ولی اللہ" انصاف" میں فرماتے ہیں کہ "عمر، علی، ابن عباس اور ابن مسعود رضی اللہ عنہم سے روایت ہے کہ وہ ایسی بات میں تکلم کو ناپسند جانتے تھے جو واقع نہیں ہوئی۔ اور قاضی شریح سے روایت ہے کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے ان کی طرف لکھا۔ اگر تمہارے پاس کتاب اللہ میں سے کوئی بات آئے تو اس کے مطابق فیصلہ کردے اور لوگ اس سے تمہیں بھٹکا نہ دیں۔ اور اگر تمہارے پاس کوئی ایسا مسئلہ آئے

كتاب الله فانظر سنة رسول الله
صلى الله عليه وسلم فاقض بها. فان
جاءك ما ليس فى كتاب الله ولم
يكن فيه سنة رسول الله صلى الله
عليه وسلم فانظر فاجتمع الناس
عليه فخذ به. فان جاءك ما ليس
فى كتاب الله ولم يكن فيه سنة
رسول الله صلى الله عليه وسلم ولم يتكلم
فيه احد قبلك فاختر اى الامرين
شئت. ان شئت ان تجتهد برأيك
ثم تقدم فتقدم. وان شئت ان
تتاخر فتاخر. ولا ارى التاخير
الا خيرا لك.

وقال عمر حين بعث رهطا
من الانصار الى الكوفة انكم
تأتون الكوفة فتاتون قوما لهم
ازيز بالقرآن فيأتونكم فيقولون
قدم اصحاب النبى صلى الله عليه وسلم
قدم اصحاب النبى صلى الله عليه وسلم
فيأتونكم فيسألونكم عن
الحديث فاقلوا الرواية عن رسول
الله صلى الله عليه وسلم وكان عمر اعلم
الناس. لكن تارة لا يحفظ آية

کتاب اللہ میں نہیں ہے تو سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم میں نظر کر اور اس کے مطابق فیصلہ کرنا۔ پھر اگر
تمہارے پاس کوئی ایسا معاملہ آئے جو کتاب اللہ اور
سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دونوں میں اس کا حل
موجود نہ ہو تو دیکھ لو آیا لوگوں کا اس پہ اجماع عمل
میں آیا ہے تو اس پر فتویٰ دو۔ لیکن کوئی ایسا مسئلہ
درپیش ہوا ہو، جس کا حل نہ کتاب اللہ کے اندر
ہے اور نہ سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں اور
نہ ہی تم سے پہلے کسی نے اس میں کوئی بات کی ہے
تو دو باتوں میں سے تمہیں اختیار رہے، جس کو چاہو
اختیار کر لو۔ اگر چاہو تو اپنی رائے کے ساتھ اجتہاد
کر کے پھر آگے کی جانب پیش قدمی کر لو اور اگر
چاہو تو تاخیر سے کام لو اور (جلد بازی کی بجائے)
تاخیر میں ہی میں تیرے لئے خیر دیکھتا ہوں۔

اور عمرؓ نے جب انصار کے ایک گروہ کو
کوفہ روانہ کیا تو انہیں کہا کہ تم لوگ کوفہ جا رہے ہو
اور ایسی قوم کی طرف جا رہے ہو، جن کے اندر قرآن
کا ہیجان ہے۔ پس یہ لوگ تمہارے پاس آئیں گے
اور کہیں گے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابؓ
آئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب آئے۔
تو تمہارے پاس آئیں گے اور تم سے حدیث کے بارے
میں سوال کریں گے۔ لہذا رسول اللہ کی حدیث ان کو کم
بتانا۔ حضرت عمرؓ لوگوں میں سب سے بڑے عالم تھے لیکن

او حديثا. فيذهب خلافهما ولكن اذا ذكر رجع. ونقل ابن قيم عن ابن حزم حاصلهٗ انهٗ قد يحفظ الانسان الحديث ولا يحضرهٗ ذكرهٗ فيفتى بخلافه وقد يعرض هٰذا فى القرآن الا ترى ان عمر نهى ان يزداد فى المهر على عدد مهر ازواج النبى صلى الله عليه وسلم حتى ذكرته امرأة بقول الله تعالٰى: ﴿اٰتَيْتُمْ اِحْدٰهُنَّ قِنْطَارًا﴾ فترك قولهٗ وقال كل واحد اعلم من عمر وكذالك امر عمر برجم امرأة وولدت بستة اشهر فذكر على رضى الله عنهم ﴿وَحَمْلُهٗ وَفِصَالُهٗ ثَلٰثُوْنَ شَهْرًا﴾ مع قوله تعالٰى: ﴿وَالْوَالِدٰتُ يُرْضِعْنَ اَوْلَادَهُنَّ حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ﴾. فرجع عن الامر برجمها.

وهمّ ان يبسط بعيينة بن حصن اذا جفا عليه حتى ذكرهٗ الحر بن قيس بقوله تعالٰى: ﴿وَاَعْرِضْ عَنِ الْجٰهِلِيْنَ﴾ فامسك و انكر موته صلى الله عليه وسلم حتى

کبھی کوئی آیت یا حدیث ذہن سے نکل جاتی تھی تو اس کے خلاف ہو جاتے لیکن جب اسے یاد کر لیتے تھے تو رجوع فرما لیتے۔ ابن قیم ابن حزم سے نقل فرماتے ہیں، جس کا خلاصہ یہ ہے کہ انسان کو کوئی حدیث معلوم تو ہوتی ہے لیکن وہ یاد نہیں رہتی تو اس کے خلاف فتویٰ دے دیتا ہے اور وہ فتویٰ قرآن کے بھی خلاف ہوتا ہے۔ کیا آپ نہیں جانتے کہ حضرت عمرؓ نے ممانعت کر دی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات سے زیادہ مہر نہ دیا جائے۔ حتّٰی کہ ایک عورت نے ان کو یہ فرمان باری یاد دلایا (ترجمہ) "تم نے عورتوں کو ڈھیر سا مال دیا ہو" تو اپنا قول چھوڑ دیا اور کہا کہ عمرؓ سے تو ہر آدمی علم میں بڑھ کر ہے۔ اسی طرح حضرت عمرؓ نے اس عورت کو رجم کرنے کا حکم دیا جس نے چھ ماہ میں بچہ کو ولادت دی۔ حضرت علیؓ نے اللہ کا ارشاد (ترجمہ) اس بچہ کا حمل اور دودھ چھڑانے کا زمانہ ۳۰ ماہ ہے"، نیز یہ فرمان باری (ترجمہ) "اور اولاد کو ان کی مائیں پورے دو سال دودھ پلائیں" یاد دلایا تو عمرؓ نے عورت کو سنگسار کرنے کا حکم واپس لے لیا۔ اور انھوں نے عیینہ بن حصن کی نکتہ چینی کے جواب میں اسے سزا دینے کا ارادہ کیا تو حرّ بن قیس نے یہ فرمان باری یاد دلایا (ترجمہ) اور جاہلوں سے درگذر کیجئے۔ اس پر رک گئے۔ اور رسول اللہ

قرأ عندهٗ قولهٗ: إِنَّكَ مَيِّتٌ وَإِنَّهُم مَّيِّتُونَ. فرجع عن ذلك وقد كان عندهٗ علم الآيات لكن نسيها لعظم الخطب الوارد عليهم وكان علم التيمم للجنب عند العمار وغيره وغاب عن عمر وابن مسعود وتوقيت الاستيذان عند ابى موسىٰ و إبى سعيد و ابىّ وغاب عن الفاروق رضى الله عنهم وخفى على عمر توريث امرأة من دية زوجها حتّى اخبرهٗ رجل من اهل البادية وخفى عليه حديث اخذ الجزية من المجوس حتى اخبرهٗ عبدالرحمٰن بن عوف و كان لا يرى التطييب عند الاحرام ولا بعد رمى الجمرة قبل طواف الفرض و قد صح جواز ذلك عن النبى صلى الله عليه وسلم وكان يرى عدم التوقيت فى المسح على الخفين وقد صح فى التوقيت الاحاديث وهٰذا الباب واسع لكن المنقول من غير الصحابة اكثر من ان تحصىٰ.

صلی اللہ علیہ وسلم کے موت کا انکار کیا۔ یہاں تک کہ ان پر آیت پڑھی گئی (ترجمہ) اے نبیؐ! بیشک آپ بھی مرنے والے ہیں اور یہ مشرکین بھی مرنے والے ہیں۔ پھر اپنی بات سے رجوع کر لیا۔ ان آیات کا آپؓ علم تو رکھتے تھے لیکن ان پر وارد عظیم حوادث کی وجہ سے ان کو بھول جاتے تھے۔ اور جُنبی کے لئے تیمم کا علم عمارؓ وغیرہ کے پاس تھا جبکہ عمرو ابن مسعود کے پاس نہ تھا۔ اور اجازت لینے کے اوقات کا مسئلہ ابوموسیٰ، ابوسعید اور ابیّ کے پاس تھا لیکن فاروق اس سے نا آشنا تھے۔ رضی اللہ عنہم۔ اپنے شوہر کی دیت سے عورت کو میراث دینے کا مسئلہ حضرت عمرؓ کو معلوم نہ تھا یہاں تک ایک بدوی نے خبر دی۔ مجوسیوں سے جزیہ لینے کے بارے میں حدیث ان پر مخفی ہوگئی۔ یہاں تک کہ عبدالرحمٰن بن عوف نے اس کی خبر دی۔ احرام اور جمرہ کو کنکریاں مارنے کے بعد خوشبو لگانے کے قائل نہ تھے۔ جبکہ طواف فرض سے پہلے اس کا جواز نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے اور آپ موزوں پر مسح کے بارے میں عدم توقیت کے قائل تھے۔ حالانکہ احادیث میں توقیت کی دلالت ثابت ہے۔ اور یہ باب کافی وسیع ہے۔ بالخصوص غیر صحابہ کے بارے میں ایسے لاتعداد مسائل منقول ہیں۔

واذا اخفي على اعلام الامة بعض السنة فما ظن لمن بعدهم فمن اعتقد ان كل حديث صحيح بلغ كل فرد من الائمة واماما معينا فقد اخطأ خطا فاحشا وهٰذه الدواوين جمعت بعد انقراض الائمة لا يمكن انحصار الاحاديث فيها وليس كل من عنده هٰذهِ الدواوين يحيط بها علما. (انتهت عبارة الايقاف من محمد حيات السندي)

اقول هٰذا عمر خليفة المؤمنين فقيه الامة المفضل من لسان رسول الله صلى الله عليه وسلم وعن عرباض بن سارية قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم عليكم بسنتي وسنة الخلفاء الراشدين المهديين تمسكوا بها وعضوا عليها بالنواجذ (رواه احمد وابوداؤد والترمذي) فهٰذا عمر خليفة المؤمنين من الخلفاء الراشدين واحد العشرة المبشرة بالجنة فهولا يقلد لانه ليس

اور جب اکابرین امت سے بعض احادیث اور فرمان مخفی ہو گئے تو پھر بعد کے لوگوں کے بارے میں کیا گمان ہے؟ پس جو شخص یہ گمان رکھتا ہو کہ ہر صحیح حدیث امت کے ہر فرد اور مخصوص امام تک پہنچی ہے تو وہ سخت غلطی میں مبتلا ہے۔ اور فقہ کے یہ دفاتر ائمہ کے زمانہ کے ختم ہونے کے بہت بعد جمع کئے گئے۔ جن میں تمام احادیث کا احاطہ ممکن ہی نہیں۔ اور نہ ہی ان لوگوں کے لئے جن کے یہ دفاتر موجود ہیں پورے علم کا احاطہ ممکن تھا۔

(کتاب "ایقاف"۔ محمد حیات سندی کی عبارت پوری ہوئی)

(مصنف کتاب ھٰذا) کہتا ہے کہ قرآن وحدیث کے بارے میں یہ طرز عمل تھا امیر المؤمنین، فقیہ الامت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانی فضیلت دیئے گئے حضرت عمر فاروق اعظم کا۔ عرباض بن ساریہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنے اوپر لازم پکڑو میری سنت اور ہدایت یافتہ خلفاء راشدین کی سنت کو۔ اس سے چمٹ جاؤ اور نہایت مضبوطی سے اسے تھام لو۔ (احمد۔ ابوداؤد، ترمذی)

غور فرمائیے یہ ہیں عمر فاروق (کے فضائل) کہ امیر المؤمنین بھی ہیں، خلفاء راشدین میں سے بھی ہیں عشرہ مبشرہ میں سے بھی ہیں۔ اس کے باوجود ان کی تقلید نہیں ہوتی۔ کیونکہ آپ معصوم نہیں تھے۔

بمعصوم - فكيف يقلد الرجال جاؤوا من بعدهم قرونا ولا نعلم هل هؤلاء اعلم الامة او اجهلها وهل هم يعلمون كل حديث صحيح ام لا وهؤلاء اهل الاراء والاهواء كما ذكرت. كيف يقلدون في شرائع الاسلام الحلال والحرام والفرض والسنة لهذا يجب على المتدين الصالح ان يجتنب التقليد ويأخذ العلم من حيث اخذت الائمة.

پس جو لوگ کئی صدیاں بعد میں آئے، جن کے بارے میں ہم نہیں جانتے کہ وہ امت کے اندر سب سے زیادہ عالم ہیں یا سب سے زیادہ جاہل ہیں؟ اور یہ کہ کیا وہ ہر صحیح حدیث کو جانتے بھی ہیں، یا نہیں؟ نیز یہ کہ جیسا کہ میں نے اوپر بیان کیا کہ آیا وہ آراء اور خواہشات کے غلام تو نہیں تھے؟ تو آخر ایسے لوگوں کی تقلید کیسے روا ہوگی؟ اسلام کے احکام وارکان حلال وحرام، فرائض وسنت میں ان کی تقلید کیونکر کی جائے گی؟ لہذا دیندار اور صالح انسان پر واجب ہے کہ تقلید سے اجتناب کرے اور علم ان مأخذوں (قرآن وحدیث) سے لے جہاں سے ائمہ کرام نے لیا ہے۔

نجد قرن الشیطان والی حدیث کی تحقیق

قال المبتدعون المقلدون ان ما قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان نجد قرن الشیطان هو اشارة الى الشيخ محمد بن عبد الوهاب النجدي واتباعه. لانهم من نجد وهم مصداق هذه الاحاديث كما قاله صراحة هارون الصباغ ساكن كهاوڑه من مضافات السابق الرياسة كچھ بهوج في كتابه البلاغ المبين ايضا قال المبتدعون الاخرون

بدعتی اور مقلدین کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان مبارک کہ "نجد شیطان کا سینگ ہے" یہ اشارہ شیخ محمد بن عبد الوہاب نجدی اور ان کے اتباع کی طرف ہے۔ کیونکہ یہ لوگ نجد کے رہنے والے تھے، اور یہی ان احادیث شریفہ کے مصداق ہیں جس ہارون صباغ ساکن کھاوڑہ ریاست کچھ بھوج نے اپنی کتاب بلاغ مبین میں صراحت کے ساتھ لکھا ہے۔ دوسرے بدعتیوں نے بھی کسی نے صراحت کے ساتھ اور کسی اشارہ کے ساتھ اس کا ذکر کیا ہے۔ اور ان کی کتابیں وہابیوں کو گالیوں اور لعن

بعضهم صراحة وبعضهم كناية واشارة وكتبهم مملوئة من السب والشتم و اللعن والطعن على الوهابين وانا ابين هذا الامر من مصداق هذه الاحاديث فيكون القارى و الناظر البصير على بصيرة فيعرف من هو الموحد متبع السنة ناصر الملة ماحى البدعة وناصر الدين والمسلمين ويعرف من هو المبتدع الملحد المرجى الجهمى المسكين اليتيم الزمن فى الحديث ويرى السيف على امرآء المسلمين و اشدهم عليهم بقحبطة الطائى و المعارض للاحاديث ازدراء وتهاونا وها انا اذكر بعض الاوصاف ما ذكروا.

ففال هارون الصباغ "قرن الشيطان محمد بن عبد الوهاب صراحة" كما هو المذكور فى كتابه "البلاغ المبين" وقال العلامة حسين احمد امام الاحناف الديوبندين صدر المدرسين فى الديوبند فى كتابه "الشهاب الثاقب على المسترزق

طعن سے بھری پڑی ہیں۔

میں اس معاملہ کو احادیث نبویہ کی روشنی میں بیان کروں گا تاکہ قاری اور اہل بصیرت آدمی پورے شعور اور بصیرت و آگاہی کے ساتھ اس حقیقت کا ادراک و عرفان حاصل کرلے کہ (دراصل) کون موحد، سنت کا تابع، ملت کا ناصر و مددگار، بدعت کو مٹانے والا، دین اسلام اور مسلمانوں کا حامی و مددگار ہے اور کون بدعتی، ملحد، مرجی، جہمی، علم حدیث میں مسکین، یتیم اور اپاہج ہے۔ اور کون ہے وہ جو مسلمان امراء کے خلاف بغاوت کرنے کو جائز بتاتا ہے اور اہل اسلام پر قحبطۃ الطائی سے بھی زیادہ بے رحم ہے۔ اور احادیث نبویہ کو حقارت و نفرت سے ٹھکرا کر ان کے خلاف دلیل بازی و معارضہ جس کا اوڑھنا بچھونا ہے۔ تو لیجئے! میں بعض اوصاف کا ذکر کرتا ہوں، جن کا انہوں نے تذکرہ کیا ہے۔ چنانچہ ہارون الصباغ کہتا ہے کہ (احادیث میں) شیطان کے سینگ سے مراد محمد بن عبد الوہاب مراد ہے۔ جیساکہ اس کی کتاب "بلاغ مبین" میں صراحت سے مذکور ہے۔ علامہ حسین احمد دیوبندی احناف کے امام اور دیوبند کے صدر مدرس اپنی کتاب "الشہاب الثاقب علی المسترزق الکاذب" ص ۶۶ میں لکھتے ہیں:-

المذاب ص ٦٦ "الوهابية الخبيثة ينكرون الصلوٰة على النبى صلى الله عليه وسلم وقال ايضا فى ص ٤٢ ظهر محمد بن عبد الوهاب النجدى كانت عقائده باطلة. قتل المسلمين من اهل السنة اُلوفًا. واخرج اهل الحجاز من الحجاز جبرًا واحل اموالهم وسب سلف الصالحين وكان باغيا فاسقا ظالما سفاكا وهو اشر من اليهود والنصارىٰ والمجوس والهنود وقال ايضًا فيه ص ٤٥: هٰذا المردود (احمد رضا خان البريلوى) مثل الشيخ النجدى (محمد بن عبد الوهاب) يحرم مناكحة المسلمين الاحناف بينهم وهو احمد رضا خان متبع لشيخه النجدى (محمد بن عبد الوهاب) و قال فيه ص ٦٢ : الوهابية يقولون ان التقليد شرك فى الرسالة وغير المقلدين فى الهند يتبعون هٰذهِ الطآئفة الشنيعة. وقال فيه ص ٤٥ ناقلا عن النانوتوى ان نبينا صلى الله عليه وسلم حى فى قبره حيٰوة دنيوية حسية وقال فيه ص ٦٧:

"وہابیوں کا خبیث گروہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھنے کو جائز نہیں بتاتے"۔ اور اسی کتاب کے ص ۴۲ پر کہتے ہیں: محمد بن عبد الوہاب نجدی ظاہر ہوا۔ اس کے عقائد گمراہ کن اور باطل تھے۔ اہل سنت کے ہزاروں مسلمانوں کو قتل کیا۔ اہل حجاز کو جبرًا حجاز سے نکال دیا۔ ان کے اموال کو حلال قرار دیا اور سلف صالحین پر سب وشتم کی اور باغی، فاسق، ظالم، درندہ تھا۔ یہود ونصاریٰ مجوس اور ہنود سے بھی بدتر تھا"

اور اسی کتاب میں ص ۴۵ میں کہتے ہیں کہ "یہ مردود (احمد رضا خان بریلوی) شیخ نجدی (محمد بن عبد الوہاب) کی طرح ہے۔ وہ حنفی مسلمانوں کے ساتھ نکاح کو ناجائز بتاتا ہے اور یہ احمد رضا خاں بھی اپنے نجدی شیخ محمد بن عبد الوہاب کا متبع ہے۔ اور اسی کتاب کے ص ۶۲ پر کہتے ہیں" وہابی کہتے ہیں کہ تقلید رسالت میں شرک ہے اور ہندوستان کے غیر مقلد بھی اسی ذلیل گروہ کی پیروی کرتے ہیں۔ اور ص ۴۵ میں مولانا نانوتوی سے نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ "ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قبر میں حیات ہیں اور آپ کو دنیاوی محسوس ہونے والی زندگی حاصل ہے۔ ص ۶۷ میں کہتے ہیں

يجوز ميلاد النبي صلى الله عليه وسلم بشروط خالية عن البدعة. وقال فيه ص ٥٦ يجوز التوسل من الانبياء والاولياء وقال فيه ص ٥٦ : اشعارا بحقوق مرشده :

بحق مقتدائے مقتدایان
حسن بصری امام پیشوایان
بحق شیر مردان شاه یزدان
در علم لدنی فیض یزدان
بحق سرور عالم محمد
بحق برتر عالم محمد

وقال فيه ص ٧٩ (فى حق احمد رضاخان) سلب الله تعالى ايمانه و ادخله فى الدرك الاسفل من النار مع المنافقين و المشركين آمين يارب العالمين ! وقال ايضا مخاطبا له فيه ص٩٦ : سلب الله ايمانك وسود وجهك فى الدارين وعاقبك بما عاقب به ابا جهل وعبد الله بن ابى يارئيس المبتدعين ! آمين انتهى

فهؤلاء اخوانهم فى التقليد و التوسل و تكفير الموحدين. فمذهبهم واحد لان التقليد ملة واحدة.

میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم بدعت سے خالی شرائط کے ساتھ جائز ہے۔ اور اس کتاب کے ص ٥٦ میں کہتے ہیں کہ انبیاء اور اولیاء سے وسیلہ لینا جائز ہے۔ اسی کتاب کے ص ٥٦ پر اپنے مرشد کے "حقوق" کے متعلق اشعار کہتا ہے:-

بحق مقتدائے مقتدایاں
حسن بصری امام پیشوایاں
بحق شیر مرداں شاہ یزداں
در علم لدنی فیض یزداں
بحق سرور عالم محمد
بحق برتر عالم محمد

اور اسی کتاب میں ص ٧٩ پر (احمد رضا خاں بریلوی کے حق میں) کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کا ایماں سلب کرے اور منافقین اور مشرکین کے ساتھ اسے دوزخ کے نچلے طبقے میں داخل کرے 'آمین یارب العالمین ! اور ص ٩٦ پر اسے مخاطب کر کے کہتا ہے "اللہ تیرا ایمان سلب فرمائے اور دارین میں تمہارا منہ کالا کرے اور تمہیں وہ سزا دے جو ابوجہل، عبد اللہ بن ابی کو دی ہے اے بدعتیوں کے سردار ! آمین انتہیٰ۔

تو یہ لوگ تقلید، توسل، موحدوں کی تکفیر میں ان کے بھائی ہیں۔ تو ان کا مذہب ایک ہے کیونکہ تقلید ایک ہی ملت ہے۔ اور سارے

فكلهم الديوبندية والبريلوية يقلدون ائمتهم ويتوسلون بالاحياء والاموات ويكفرون الموحدين و يسلكون سنن من كان قبلهم حذوا النعل بالنعل وقال الله عز وجل: وَقَالَتِ الْيَهُودُ لَيْسَتِ النَّصَارٰى عَلٰى شَيْءٍ وَّقَالَتِ النَّصَارٰى لَيْسَتِ الْيَهُودُ عَلٰى شَيْءٍ وَّهُمْ يَتْلُونَ الْكِتَابَ كَذٰلِكَ قَالَ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ مِثْلَ قَوْلِهِمْ (البقرة) وقال تعالى: تَشَابَهَتْ قُلُوْبُهُمْ (البقرة)

وقال الرشيد احمد گنگوهی يجوز عندنا الدعاء والاستغاثة من الانبياء عند قبورهم لانهم يسمعون فی قبورهم (فتاوی رشيديه ص ۹۹ ج ۱) وقال حسين احمد ناقلا عقائد رشيد احمد فيقول رشيد احمد للمتقدمين قولوا الٰهی بحق فلان بن فلان ويقول اشعارا متوسلا:

بهر امداد بنور عبد الرحيم
عبد باری عبد هادی عضد الدين
مکی ولی

دیوبندی اور بریلوی اپنے اماموں کی تقلید کرتے ہیں اور زندہ اور مردہ سے توسل کرتے ہیں اور اہل توحید کی تکفیر کرتے رہتے ہیں پہلے جو گمراہ قومیں گذری ہیں ان کا وطیرہ اور طریقہ اختیار کرتے ہیں اور ان ہی کے نقش قدم پر چل رہے ہیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں "اور یہود کہتے ہیں کہ نصاریٰ کسی مذہب پر نہیں ہیں اور نصاریٰ کہتے ہیں کہ یہودی کسی مذہب پر نہیں ہیں حالانکہ وہ کتاب کو پڑھتے ہیں۔ اسی طرح مشرکوں نے بھی یہی بات کہی ہے (البقرہ) اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے " ان کے دل ایک جیسے ہیں۔" (البقرہ)

اور رشید احمد گنگوہی کہتے ہیں کہ ہمارے نزدیک انبیاء سے ان کے قبروں کے پاس دعا کرنا اور فریاد رسی کرنا جائز ہے۔ کیونکہ وہ اپنے قبروں میں سنتے ہیں (فتاویٰ رشیدیہ ص ۹۹ ج ۱)

حسین احمد دیوبندی رشید احمد گنگوہی کے عقائد نقل کرتے ہوئے کہتا ہے کہ رشید احمد اپنے مریدوں سے کہتے تھے کہ اس طرح کہا کرو کہ " پروردگارا فلان بن فلاں کا تجھے حق اور واسطہ ہے اس ضمن میں چند اشعار کہتا ہے (ترجمہ)

امداد کے لئے درخواست کرتا ہوں عبد الرحیم کے نور کے واسطے۔ عبد باری عبد ہادی عضد الدین مکی والی کے واسطے

مهدی و محب الله شاه بو سعید
نظام الدین جلال عبد القدوس
احمدی (الشهاب ص ۵۷)

واشرف علی التانوی یقول
توسلا من رشید احمد اشعاراً

یا مرشدی یا مؤملی یا مغزئی
یا ملجئی مبدئی و معادی
ارحم علی ابا غیاث فلیس لی
کهفی سوا حبکم من زادی
فاذا الانام بکم وانی هائم
انظر الی برحمة یا هادی
یاسیدی لله شیئا انه
انتم لی مجدی و انی جادی

(اکابر علماء دیوبند کامذهب
من حکیم محمد اشرف سندهو)

اقول هؤلاء علماء دیوبند
عقائدهم واخوهم فی التقلید و
التوسل والسب وعداوة الموحدین
احمد رضا خان. وقال المقلد الآخر
فرحا وسرورا لتخریب الدرعیة کما
وقع فی زماننا فی اتباع عبد الوهاب
الذین خرجوا من نجد و تغلبوا علی
الحرمین وکانوا ینتحلون مذهب

وہ مجدی اور محب اللہ شاہ ابو سعید اور نظام الدین
جلال عبدالقدوس احمدی کے واسطے۔
(الشہاب ص۵۷)

اور اشرف علی تھانوی رشید احمد کا وسیلہ لیتے
ہوئے اشعار کہتا ہے (ترجمہ)

اے میرے مرشد، اے میری امید اور اے میری کامیابی!
اے میری جائے پناہ اور میری ابتدا اور میرے لوٹنے کی جگہ!
اے ابوغیث مجھ پر رحم کر! کیونکہ نہیں ہے میرے لئے
تیری محبت کے سوا کوئی جائے پناہ اور زاد راہ۔
اور لوگ تو تمہارے ساتھ وسیلہ پکڑے ہوئے ہیں جبکہ میں پیاسا
اور پریشان ہوں۔ پس میری طرف نظر التفات فرمائیے اے ہادی
اے میرے سردار! خدا کے واسطے کچھ تو دے دو کیونکہ
تم میرے لئے عزت ہو اور میں تمہارا متلاشی ہوں۔

(کتاب "اکابر علمائے دیوبند کا مذہب" از
حکیم محمد اشرف سندھو)

میں کہتا ہوں کہ یہ ہیں علمائے دیوبند اور ان
کے عقائد اور تقلید، توسل، موحدین پر سب و شتم
اور ان کی عداوت میں ان کے بھائی احمد رضا خاں
بریلوی۔ ایک دوسرا مقلد درعیہ کی بربادی
پر خوشی و مسرت کا اظہار کرتے ہوئے کہتا ہے:۔

"جس طرح ہمارے زمانہ میں عبدالوہاب کے متبعین
کا حشر ہوا جو نجد سے نکلے اور حرمین پر قابض ہوئے
یہ لوگ حنبلی مذہب رکھتے ہیں۔ لیکن ان کا اعتقاد

مذهب الحنابلة لكنهم اعتقدوا
انهم المسلمون وان من خالف
اعتقادهم مشركون واستباحوا
بذلك قتل اهل السنة و قتل
علمائهم حتى كسر الله شوكتهم
وخرب بلادهم وظفربهم عساكر
المسلمين عام ثلاث وثلاثين ومائتين
والف (شامی ص ٣١٣ ج ٣، باب البغاة)
وقالت مملكة تركية هؤلاء اهل
النجد من الموحدين مصداق حديث
نجد قرن الشيطان فآمن المقلدون
فناصروهم على هذه الفرية كما
وافقهم السيد احمد بن زينی دحلان
سابق مفتی مكة المكرمة فی كتابه
"فتنة الوهابية" مطبوعه استنبول
" فقاتل اهل الشرك وافواجهم
الموحدين الوهابين وانهزم الموحدون
فی الدرعية فيفرح المقلد على تخريب
الدرعية وقتل الموحدين حسدا و
فرحا من نفسه كما فرح المنافقون
على قتل اصحاب النبی صلی الله عليه وسلم
يوم أحد. فالتقليد ملة واحدة
والمقلدون اخوة من كانوا حيث

یہ ہے کہ مسلمان صرف وہی ہیں اور جو بھی ان
عقائد کی مخالفت کرے وہ مشرک ہیں۔ اسی
سے انہوں نے اہل سنت کی خونریزی کی اور ان
کے علماء کو قتل کیا۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے
ان کا زور توڑ دیا۔ ان کے شہروں کو ویران کیا
اور ان پر مسلمانوں کے لشکروں کو ۱۲۳۳ھ میں
کامیابی عطا کی (شامی ص۳۱۳ ج ۳ باب البغاۃ)
اور حکومت ترکیہ نے اعلان کیا کہ یہ نجدی
موحد حدیث شریف "نجد شیطانی سینگ ہے" کے
مصداق ہیں۔ جس پر مقلدوں نے یقین کر لیا اور
انہوں نے اس بہتان بازی پر ان کی مدد کی جس
طرح کہ سید احمد بن زینی دحلانی مکہ مکرمہ کے سابق
مفتی نے اپنی کتاب "فتنۃ الوہابیہ" مطبوعہ
استنبول میں ان کی موافقت میں لکھا ہے:۔
" پھر مشرکوں اور ان کی افواج نے موحدوں
سے جنگ کی اور موحدوں نے درعیہ میں پسپائی
اختیار کر لی"۔
(دیکھ لیجئے! کس طرح) مقلد درعیہ کی بربادی
اور موحدین کے قتل پر اپنے حسد و عناد کی وجہ سے
خوشی کا اظہار کر رہا ہے، جس طرح اُحد میں اصحاب
رسول کی شہادت پر خوشی ظاہر کی تھی۔
لہٰذا تقلید ایک ہی ملت ہے اور مقلدین
آپس میں بھائی ہیں۔ کوئی بھی ہوں اور کہیں کے

حیث کانوا. فمقلدوا الهند فرحوا اشد
فرحا فی هزیمة الموحدین والموحدون
فی الهند فجمعوا فی قتل الموحدین
وکان فیهم ماتم ومتی جآء الموحدون
من الحجاز کان عیدا فی الموحدین فی
الهند وکان ماتم فی المقلدین فالموحدون
اخوة من کانوا حیث کانوا کما قال
الله تعالیٰ: إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ إِخْوَةٌ. و
قال النبی صلی الله علیه وسلم: تری
المؤمنین فی تراحمهم وتوادهم
وتعاطفهم کمثل الجسد اذا اشتکی
عضو تداعی له سائر الجسد
بالسهر والحمی الحدیث

فاقول مرکز الایمان والامن
المدینة. وکل احد من المسلمین
یذهب الیها ومرکز الایمان والامن
مکة المکرمة وکل من دخلها کان
امنا. فالمدینة المفضلة بلسان
النبی صلی الله علیه وسلم ومکة المفضلة
من لسان ابراهیم ومحمد صلی الله
علیه وسلم وهو فی الیمن.

ومرکز الفساد والشرور والفتن
والبدعات ومنبع الفرق الباطلة

بھی رہنے والے ہوں۔ ہندوستان کے مقلدین کو
(عربستان میں) موحدین کی ہزیمت پر بے پایاں خوشی
ہوتی ہے۔ (اس کے برعکس) ہندوستان کے موحدین
میں اس واقعہ پر صف ماتم بچھ گئی۔ اور جب حجاز
کے موحدین (ہندوستان میں) آئے تو مؤحدین کے
لئے یہ عید تھی، لیکن مقلدوں کے لئے ماتم کا مقام تھا
لہٰذا ثابت ہوا کہ موحد باہم بھائی ہیں، کہیں بھی ہوں
اور کوئی بھی ہوں۔ جس طرح اللہ فرماتا ہے (ترجمہ)
" ایمان والے بھائی ہیں" نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا کہ " رحم کرنے، محبت کرنے، اور ہمدردی کرنے
میں تم اہل ایمان کو ایک جسم کی مانند پاؤگے۔ جب
جسم کا کوئی ایک حصہ تکلیف محسوس کرتا ہے تو سارے
اعضاء میں بے خوابی اور بخار کی کیفیت محسوس ہوتی ہے

میں کہتا ہوں کہ ایمان اور امن کا مرکز مدینہ
منورہ ہے۔ اور ہر مسلمان اس کی طرف جاتا ہے اور
ایمان و امن کا مرکز مکہ مکرمہ ہے، جو بھی اس میں داخل
ہوا وہ مامون ہے۔ تو مدینہ پاک کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم
کی زبانی اور مکہ مکرمہ کو حضرت ابراہیم علیہ السلام
اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانی فضیلت عطا
ہوئی اور وہ یمن میں ہے۔

اور فتنہ وفساد اور شر اور بدعتوں
کا مرکز اور باطل اور گمراہ فرقوں کا گھوارہ اور
نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانی قابل مذمت

المتفقہ منہ من لسانہ صلی اللہ علیہ وسلم هو العراق والکوفة منه فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم: ان الایمان لیارز الی المدینة کما تارز الحیة الی جحرها (متفق علیه) وعن ابی مسعود قال اشار النبی صلی اللہ علیہ وسلم بیدہ نحو الیمن فقال ان الایمان ھھنا (رواہ مسلم) وقال صلی اللہ علیہ وسلم الایمان یمان والحکمة یمانیة۔ (رواہ البخاری) وسمی الیمن لانها عن یمین الکعبة والشام لانها یسار الکعبة (لسان العرب ص ۴۶ ج ۱۳)۔ وعن ابی مسعود الانصاری: قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من ھھنا جاءت الفتن نحو المشرق (متفق علیه) وعن ابن عمر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللھم بارك لنا فی شامنا۔ اللھم بارك لنا فی یمننا۔ قالوا یا رسول اللہ وفی نجدنا؟ فاظنه قال فی الثالثة ھناك الزلازل والفتن وبها یطلع قرن الشیطان (رواہ البخاری)

وعن انس وزید بن ثابت

علاقہ عراق ہے اور کوفہ بھی اس کا حصہ ہے۔ چنانچہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ "بیشک ایمان مدینہ میں پناہ حاصل کرے گا، جس طرح سانپ اپنے بل میں پناہ لیتا ہے۔" (متفق علیہ) اور ابی مسعود سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ سے یمن کی طرف اشارہ فرمایا پھر ارشاد فرمایا کہ ایمان یہاں ہے۔ (رواہ مسلم) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایمان تو یمن کا ہے اور حکمت بھی یمن کی ہے (بخاری) اور چونکہ یمن کعبہ کے دائیں طرف ہے، اس سے اس پر یمن نام پڑا اور شام چونکہ کعبہ کے بائیں طرف ہے، اس لئے اسے شام کہتے ہیں (لسان العرب ص ۴۶ ج ۱۳)۔ اور ابی مسعود انصاری سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ فتنے یہاں سے آئیں گے یعنی مشرق کی طرف (اشارہ فرمایا) (متفق علیہ) اور ابن عمر سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "اے ہمارے پروردگار! ہمارے شام میں برکت فرما۔ اے اللہ ہمارے یمن میں برکت فرما! لوگوں نے کہا یا رسول اللہ! اور ہمارے نجد میں؟ میرے خیال میں آپ نے تیسری بار فرمایا کہ وہاں زلزلے، فتنے ہوں گے اور وہیں سے شیطانی سینگ نمودار ہوگا۔"

(رواہ البخاری)

اور انس اور زید بن ثابت سے روایت ہے

ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم نظر قبل
الیمن فقال اقبل بقلوبهم وبارك
لنا فی صاعنا ومدنا (رواہ الترمذی
وقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: غلظ
القلوب والجفاء فی المشرق والایمان
فی اهل الحجاز (رواہ مسلم) وقال
النبی صلی اللہ علیہ وسلم: ان الاسلام بدأ
وسیعود غریبا کما بدأ وهو یأرز
الی بین المسجدین کما تأرز الحیة
الی جحرها. (رواہ مسلم) وقال النبی
صلی اللہ علیہ وسلم: رأیت عمودا من
نور خرج من تحت راسی ساطعا
حتی استقر بالشام (مشکوٰۃ) وقال
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: طوبی للشام
قلنا لای ذلك؟ یا رسول اللہ! قال
لان ملئکة الرحمن باسطة اجنحتها
علیها رواہ احمد والترمذی وقال:
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رأس
الکفر قبل المشرق (رواہ مسلم)
وعن ابن عمر انه سمع رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وهو مستقبل المشرق
یقول الا ان الفتنة ههنا من حیث
یطلع قرن الشیطان (رواہ البخاری)

کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یمن کی طرف نظر کی
پھر کہا (یا اللہ!) ان کو اپنے دلوں کے ساتھ ہماری
طرف متوجہ کردے اور ہمارے صاع اور مد میں برکت
دے۔ (ترمذی) اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
کہ دلوں کی سختی اور جفا و بے وفائی مشرق میں ہے
اور ایمان اہل حجاز میں ہے۔ (مسلم) مزید فرمایا
نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ "اسلام اجنبی کی حیثیت
میں ظاہر ہوا اور عنقریب وہ اجنبی بن کر لوٹ آئیگا
جس طرح ظاہر ہوا تھا۔ اور وہ مسجد حرام اور مسجد نبوی
کی طرف پناہ لے گا جس طرح سانپ اپنے بل میں
پناہ لیتا ہے (مسلم) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا کہ میں نے نور کا ایک ستون دیکھا جو میرے سر کے
نیچے سے نکل کر چمکتا ہوا نکلا یہاں تک کہ ارض شام
میں جا کر رک گیا۔ (مشکوٰۃ) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا کہ شام کے لئے اچھائی ہے۔ ہم نے عرض کی
کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! وہ کس وجہ سے؟
فرمایا کہ اس وجہ سے کہ رحمٰن کے فرشتے اپنے پر اس پر
پھیلائے ہوتے ہیں (احمد۔ ترمذی) اور رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کفر کا سر مشرق کی طرف ہے۔
(مسلم) اور ابن عمر سے مروی ہے کہ انہوں نے نبی صلی
اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا، جبکہ آپ کا رخ مشرق کی
طرف تھا کہ فتنہ یہاں سے ابھرے گا، جہاں سے
شیطان کا سر طلوع ہوگا (بخاری)

وعن ابن عمر رضی اللہ عنہما
رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
یشیر بیدہ یؤم العراق ھا ان
الفتنة ھٰھنا. ان الفتنة ھٰھنا ثلاثا
(مسند احمد ص ۴۳۳) قال سالم
یا اھل العراق! ما اسئلکم عن
الصغیرة وارکبکم الکبیرة سمعت
ابی یقول سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم: ان الفتنة تجیء من ھٰھنا و
اومأ بیدہ نحو المشرق من حیث یطلع
قرن الشیطان (رواہ مسلم فی کتاب
الفتن ص ۳۹۴ ج ۲) قال ابن عمر
رضی اللہ عنہما: انظروا الی اھل
العراق قتلوا ابن بنت رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم یعنی الحسین رضی
اللہ عنہ وھم یسألون عن دم البعوضة
(مختصر تفسیر ابن کثیر تحت آیة و
اَخْرَجَ لَهُمْ عِجْلًا جَسَدًا لَّهٗ خُوَارٌ.
ص ۴۹۰ ج ۲)

اور ابن عمر سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عراق کی طرف اپنے ہاتھ سے اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ فتنہ وفساد یہاں سے پھوٹے گا۔ آپ نے یہ بات تین بار دہرائی۔ (احمد ص ۴۳۳)

سالم نے کہا کہ "اے عراق والو! میں تو تم سے چھوٹی بات کا بھی سوال نہیں کرتا اور تمہارے اوپر ایک بڑی بات سوار ہوگئی۔ میں نے اپنے والد سے سنا انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ فتنہ یہاں سے ابھریگا اور آپ نے اپنے ہاتھ سے مشرق کی طرف اشارہ فرمایا جہاں سے شیطانی سینگ نمودار ہوگا (مسلم کتاب الفتن ص ۳۹۴ ج ۲) ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: ان عراقیوں کو دیکھ لو نواسہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم یعنی حسین رضی اللہ عنہ کو تو شہید کردیا اور اب مچھر کے خون کا مسئلہ معلوم کرتے ہیں! (مختصر ابن کثیر آیت شریفہ اُخْرَجَ لَهُمْ عِجْلًا جَسَدًا لَهٗ خُوَارٌ کے ذیل میں ص ۴۹۰ ج ۲)

وقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
تحت قولہ باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم
ان الفتن قبل المشرق ھی ارض فی
مشرق المدینة المنورة ھی نجد عراق.

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان مبارک ہے کہ فتنے مشرق کی طرف سے ابھریں گے اور یہ مدینہ منورہ کے مشرق میں سرزمین ہے اور یہی عراق کا نجد ہے۔

نجد کی لغوی معنیٰ

النجد مصدر معناه لغة رفعة وسطح مرتفع وكل سطح مرتفع يبتدأ من التهامة من الغور و ساحل البحر ينتهى الى اليمن و الشام والعراق و يقسم فى محال الوقوع مختلفة باسماءٍ مختلفة معناه فى كل كتاب لغات العرب مثلاً الصراح و النهاية وابن الاثير و لسان العرب و القاموس والمصباح المنير وتاج العروس و الدر النثير ومنتهى العرب والمنجد وغيرها وهكذا كما ذكرنا اعنى ان النجد ما اشرف من الارض وفى معجم البلدان : النجد قفاف الارض و صلابها وما غلظ منها و اشرفها وقال شارحوا البخارى اصل النجد ما ارتفع من الارض وهو خلاف الغور (كتاب الفتن للبخارى)

والنجد ليس بملك بل كل ارض مرتفعة نجد خلاف الغور لان النجود كثيرة فى العرب مثلاً نجد

نجد مصدر ہے اور اس کے معنیٰ بلندی اور بلند سطح کے ہیں اور ہر بلند سطح جو زمین کے زیریں حصے سے شروع ہوکر تہامہ اور دریا کے کنارے سے یمن، شام اور عراق تک پہنچتا ہے (اسے نجد کہتے ہیں) اور ان کے محل وقوع مختلف ہیں اور مختلف ناموں سے موسوم ہیں۔ لغت کی ہر کتاب مثلاً صراح نہایہ ابن الاثیر، لسان العرب، ابن اثیر، قاموس، مصباح المنیر، تاج العروس، درنثیر، منتہی العرب، المنجد وغیرہ میں اس کے یہی معنیٰ مذکور ہیں۔ یعنی جس طرح کہ ہم نے بیان کیا کہ نجد زمین کا ہر بالائی حصہ کہلاتا ہے۔ اور معجم البلدان میں ہے کہ "زمین جو خشک بلند، سخت، مضبوط ہو اسے نجد کہتے ہیں"۔ اور بخاری کے شارحین کہتے ہیں:

"نجد کی اصل معنیٰ ہر وہ زمین ہے جو اونچی ہو اور یہ زیریں زمین (غور) کی ضد ہے"۔ (کتاب الفتن بخاری)

اور نجد کوئی ملک نہیں ہے بلکہ ہر بلند زمین نجد ہے "غور" کے بالکل برعکس۔ کیونکہ نجد بہت سے ہیں عرب کے اندر۔ مثال کے طور پر نجد البرق،

البرق، نجد اجاء، نجد عصير (معجم البلدان) واليمامة بين المكة المكرمة واليمن وهي تبتدئ من غور التهامة وتنتهي الى غور اليمن وهذا النجد السعودية ونجد خال ونجد كبكب ونجد مربع ونجد شرى ونجد الوز ونجد حجاز ونجد عقاب هذه في الشام ودمشق ونجد عراق او نجد بادية عراق وهي تبتدئ من خندق ايران وتنتهي الى احرة عراق او من مكة المكرمة وتنتهي الى الكوفة.

(ملحضا من معجم البلدان وتاج العروس)

ومن خندق كسرى ايران الى حجاز وتهامة نجد وهو من مكة المكرمة الى الكوفة. هذا نجد عراق ومن المدينة الى المشرق وهذا رأس الكفر ومنبع الفتن وعين البدعات هو قرن الشيطان لا نجد اليمامة كما قال المقلدون نصرة وستر الائمة مذهبهم. وقال الكرمانی والعینی شارحا البخاری النجد رأس الكفر وقرن الشيطان هو يبتدئ من

نجد جاء، نجد عصیر (معجم البلدان) اور یمامہ کو مکہ اور یمن کے درمیان میں ہے اور یہ تہامہ کی نچلی زمین سے شروع ہوکر یمن کی نچلی زمین پر ختم ہوتا ہے۔ اور یہ سعودی نجد ہے۔ اور نجد خال اور نجد کبکب اور نجد مربع اور نجد شری اور نجد الوز اور نجد حجاز اور نجد عقاب یہ شام اور دمشق میں ہے اور نجد عراق یا عراق کے بادیہ کا جو نجد ہے، وہ ایران کے خندق سے شروع ہوتا ہے اور عراق کی پتھریلی سرزمین پر ختم ہوتا ہے یا مکہ مکرمہ سے شروع ہوکر کوفہ تک پہنچتا ہے۔

(ملخص از معجم البلدان اور تاج العروس)

اور کسرائے ایران کی خندق سے لے کر حجاز اور تہامہ تک نجد ہے۔ اور وہ مکہ مکرمہ سے کوفہ تک ہے۔ یہ عراقی نجد ہے۔ اور یہ مدینہ سے مشرق کی طرف ہے۔ اور یہی کفر کا گڑھ، فتنوں کے پھلنے کی جگہ اور بدعتوں کا سرچشمہ ہے۔ اور یہی شیطانی سینگ ہے نہ کہ یمامہ کا نجد۔ جیساکہ مقلد حضرات اپنے مذہب اور اماموں کے عقائد کی نصرت اور ستر پوشی کی غرض سے کہتے رہتے ہیں۔

اور بخاری کے شارحین کرمانی اور عینی کہتے ہیں کہ نجد کفر کا سر (گڑھ) اور شیطان کا سینگ ہے اور وہ تہامہ سے شروع ہوکر عراق اور بادیہ

التهامة الى عراق وباديته والكوفه من المدينة الى المشرق كما اشار النبى صلى الله عليه وسلم الى عراق وفيه الكوفة وهذا الامر تبين من عبارات شراح البخارى مثلاً ابن حجر والكرمانى والعينى و من يقول ان نجد اليمامة نجد الذى ذكره رسول الله صلى الله عليه وسلم فهو مفتر لا يخاف من قول النبى صلى الله عليه وسلم : من كذب علىّ متعمداً فليتبوأ مقعده فى النار (رواه مسلم)

عراق تک پہنچتا ہے اور کوفہ مدینہ منورہ سے مشرق کی طرف ہے۔ جیسا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عراق کی طرف اشارہ فرمایا ہے اور کوفہ بھی اسی میں ہے اور بخاری کے شارحین مثلاً حافظ ابن حجر، کرمانی، اور عینی کی تشریحات سے یہ حقیقت واضح ہوتی ہے اور جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ یمامہ کا نجد ہی وہ نجد ہے جس کا رسول اللہ صلی اللہ وسلم نے ذکر فرمایا ہے تو وہ ایسا مفتری اور دروغ گو ہے جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اس وعید سے بھی نہیں ڈرتا کہ آپؐ نے فرمایا (ترجمہ) جو شخص جان بوجھ کر مجھ پر جھوٹ تراشتا ہے وہ اپنا ٹھکانہ دوزخ میں بنالے۔ (مسلم)

قرن کے معنٰی

وقال الكرمانى قرنهٗ امة و شيعة يضرب به المثل فيما لا يحمد من الامور. فتبين بهذا البيان ان نجد قرن الشيطان هو الكوفة و اهلها. لانهٗ ظهر هنا كل الفرق ومقالاتها وقول بالقرآن مخلوق ومذهب اهل التقية والامامة و القياس و انكار زيادة الايمان و نقصانه وجواز الاكراه.

اور کرمانی فرماتے ہیں کہ "اس کا قرن" سے مراد ہے امت اور جماعت اور یہ مثال ناپسندیدہ کاموں پر بولی جاتی ہے۔ اپس واضح ہوا کہ شیطانی سینگ سے مراد کوفہ اور اس کے رہنے والے ہیں۔ کیونکہ یہیں سے سارے باطل فرقے اور ان کے نظریات و عقائد پروان چڑھے۔ (جن میں) فتنہ خلق قرآن اہل تقیہ اور امامت کا مذہب، قیاس اور ایمان کے گھٹنے اور بڑھنے کے انکار اور جبری طلاق کے جواز جیسے فتنے شامل ہیں۔

فاول فتنة خرجت فی الاسلام
من عبد الله بن سبا وكان عبدالله
يأتی البصرة يشكو اهل الكوفة
ويأتی الكوفة يشكو اهل البصرة
وهكذا يأتی كل بلد ويشكو
بلدا اخر. لهذا ثارت الفتنة و
كان فی هذا الزمان خليفة المسلمين
عثمان رضی الله عنه حليما صابرا
وهذا الرجل عبدالله كان فاسقا
منافقا ذاوجهين فيغتاب ويتهم
علی الخليفة فی النظم ويشكوه فی
الامصار فقتل عثمان محبوسا فی
بيته. فولی الخلافة علی رضی الله
عنه فوقع حرب الجمل والصفين
فاستغلظت الشيعة و الخوارج فبعد
تاسيس الخوارج والشيعة انتشرت
الامة التی كانت متحدة من قبل
فالشيعة صارت خمس فرق كيسانية
وزيدية وامامية وغلاة واسماعيلية
فبعضهم يميل فی الاصول الی
الاعتزال وبعضهم الی السنة و
بعضهم الی التشبيه فكل فرقة
تتشعب الی فرق كثيرة واول

تو سب سے پہلا فتنہ جو اسلام میں نمودار ہوا
وہ عبداللہ بن سبا کا تھا۔ عبداللہ بصرہ آتا تو
کوفہ والوں کی شکایت کرتا اور کوفہ آتا تو بصرہ والوں
کی شکایتیں کرتا۔ اس طرح وہ ہر شہر میں آتا
جاتا اور دوسرے شہر کی شکایت کرتا (اور اس
طرح اشتعال پیدا کرتا رہتا) یہاں تک فتنہ امڈ پڑا
اس زمانہ میں مسلمانوں کے خلیفہ حضرت عثمان رضؓ تھے
آپ حلیم اور صابر تھے۔ اور یہ شخص عبداللہ فاسق
منافق اور دوغلہ تھا۔ تو وہ حضرت عثمان رضؓ کی برائیاں
بیاں کرتا رہتا اور خلیفہ وقت پر بدانتظامیوں
کی تہمت تراشیاں پھیلاتا رہتا اور شہروں میں
آپ کے خلاف پروپگنڈہ کرتا رہتا۔ اس کے نتیجہ
میں حضرت عثمان رضؓ گھر میں قید کرکے قتل کردیئے گئے۔
اس کے بعد خلافت حضرت علی رضؓ نے سنبھالی۔ پھر
جنگ جمل اور جنگ صفین پیش آئی اور شیعہ اور
خوارج کی بنیادیں پڑیں۔ خوارج اور شیعہ کے وجود
میں آنے کے بعد امت انتشار وافتراق کا شکار
ہوگئی جو اس سے قبل متحد تھی۔ تو شیعہ پانچ فرقے
بن گئے۔ کیسانیہ، زیدیہ، امامیہ، غالیہ اور اسماعیلیہ
ان میں سے بعض اصولی اعتبار سے معتزلوں کی طرف
مائل ہوئے اور بعض اہل سنت کی طرف اور بعض تشبیہ
کی طرف مائل ہوئے۔ تو ہر فرقہ مختلف دھڑوں میں بٹ
گیا اور سب سے پہلا گروہ جس نے حضرت علی رضؓ

فرقة خرجت على علىّ رضى الله عنه هى الخوارج وقالوا فى حرب صفين وصل مالك بن اشتر النخعى الى خيمة معاوية ورفع عمرو بن العاص القران وقال هذا القران بيننا و بينكم فقال الخوارج لعلىّ نحن لا نقاتل لان القران بيننا فقال علىّ هذه خدعة. فقالوا علىّ قل لمالك ابن اشتر ان يرجع والا افعلن بك كما فعلنا بعثمان فاضطر علىٰ ان يراجع مالكا فكانت الهزيمة لعلىّ بعد ما كان الفتح له لهؤلاء الاشرار وكان من امر الحكمين ان الخوارج حملوه على التحكيم ولا وكان على يريد ان يبعث عبدالله بن عباس رضى الله عنهما فما رضى الخوارج بذلك وقالوا هو منك و حملوه على بعث ابى موسى الاشعرے ان يحكم بكتاب الله تعالىٰ. فجرى الامر على خلاف ما رضى له فلما لم يرض بذلك خرجت الخوارج عليه وقالوا لم حكمت؟ لا حكم الا لله.

پر خروج کیا وہ خوارج کا فرقہ تھا۔ ان لوگوں نے صفین کی جنگ کے دوران جبکہ مالک بن اشتر نخعی معاویہ کے خیمہ تک پہنچے اور عمرو بن العاصؓ نے نیزوں پر قرآن کو اٹھوایا اور کہا کہ تمہارے اور ہمارے درمیان یہ قرآن فیصلہ کرے گا تو خارجیوں نے حضرت علیؓ سے کہا کہ (اب) ہم نہیں لڑیں گے کیونکہ ہمارے درمیان تو قرآن مجید حائل ہے حضرت علیؓ نے جواب دیا کہ یہ تو (سیاسی) چالبازی ہے۔ خارجیوں نے کہا کہ مالک بن اشتر کو واپس بلالو ورنہ تمہارا بھی وہ حشر کریں گے جو حضرت عثمانؓ کا ہم نے کیا تھا۔ اس کے نتیجے میں حضرت علیؓ مالک کو واپس بلانے پر مجبور ہوئے۔ اور حضرت علیؓ کو جنگ میں ان اشرار کی وجہ سے فتح کی بجائے شکست ہوگئی اور معاملہ تحکیم پیش آیا تو خارجیوں نے حضرت علیؓ کو تحکیم کے ذریعے معاملہ حل کرنے پر مجبور کیا۔ اور حضرت علی چاہتے تھے کہ اپنی طرف سے ابن عباسؓ کو حکم (ثالث) منتخب کریں۔ خارجی اس پر راضی نہ ہوئے کہنے لگے کہ وہ تو تمہارا ہی آدمی ہے۔ چنانچہ انہوں نے حضرت علیؓ کو مجبور کیا کہ وہ ابو موسیٰ اشعری کو مبعوث کریں کہ وہ کتاب اللہ کے مطابق فیصلہ کریں۔ جب مسئلہ تحکیم حضرت علیؓ کے خلاف ہوگیا تو پھر خارجیوں نے حضرت علیؓ پر خروج کیا اور کہا کہ تم نے انسانوں کا فیصلہ کیوں مانا فیصلہ

وهم المارقة الذين اجتمعوا بنهروان فقاتلهم علی واصحابه مقاتلة شديدة. فما انفلت منهم الا اقل من عشرة وما قتل من المسلمين الا اقل من عشرة فانهزم اثنان منهم الی عمان واثنان الی كرمان واثنان الی سجستان و اثنان الی الجزيرة و واحد الی تل مورون باليمن. فظهرت البدع من الخوارج فی هٰذه المواضع وكبار الفرق منهم المحكمة والازارقة والنجدات و البهيسية والعجارة والثعالبة و الاباضية والصفرية. و الباقون من فروعهم.

(ملخصا من الملل والنحل للشهرستانی ص ۱۱۵ ج ۱)

و فرق الاعتزال كلها سبع عشرة فرقة وهم يقولون ان الفاسق ليس بمؤمن ولا كافر ولا منافق ولا مشرك وقالوا ان شهد علی وطلحة رضی الله عنهما لا يقبل و تفصيلها فی المطولات.

و منها المرجئة وهی تفرق

اور یہ لوگ دین سے نکلنے والے ہیں۔ جو نہروان میں جمع ہوئے تو علیؓ اور ان کے ساتھیوں نے ان کے ساتھ سخت جنگ کی۔ تو ان میں سے دس سے بھی کم افراد بچ نکلے اور مسلمانوں میں سے بھی دس سے بھی کم لوگ شہید ہوئے۔ تو ان خارجیوں میں سے دو عمان کی طرف گئے۔ دو کرمان کی طرف گئے۔ دو سجستان کی طرف اور دو جزیرہ کی طرف اور ایک یمن کے شہر تل مورون کی طرف بھاگ کھڑا ہوا۔ تو ان شہروں میں خارجیوں کی بدعتیں ظاہر ہوئیں۔ اور ان کے بڑے بڑے فرقے یہ ہیں۔

۱۔ المحکمہ ۲۔ ازارقہ ۳۔ نجدات ۴۔ بہیسیہ ۴۔ عجارہ ۵ ثعالبہ ۶۔ اباضیہ ۷۔ صفریہ اور جو باقی فرقے ہیں۔ وہ ان کی شاخیں ہیں۔

(ملخص از الملل والنحل شہرستانی ص ۱۱۵ ج ۱)

اور معتزلیوں کے سارے ستره ۱۷ فرقے ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جو کہتے ہیں کہ فاسق نہ مؤمن ہے نہ کافر ہے اور نہ منافق ہے اور نہ ہی مشرک ہے اور کہتے ہیں کہ اگر حضرت علی اور طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما گواہی دیں گے تو قبول نہیں کی جائیگی اور اس کی تفصیلات بڑی کتابوں میں درج ہیں۔

اور ان میں سے ایک فرقہ مرجیہ ہے اور ان

الى اثنتى عشرة فرقة: صالحية، شهرية، يونسية، يونانية، نجارية، غيلانيه، شبيبة حنفية، معاذية، مريسية، كرامية (غنية الطالبين) وقال الشهرستانى فى الملل والنحل: الارجاء على المعنيين احدهما بمعنى التاخير كما فى قوله تعالى: اَرْجِهْ وَاَخَاهُ اى امهله واخره. والثانى اعطاء الرجاء. واما اطلاق المرجية على الجماعة بالمعنى الاول فصحيح لانهم كانوا يؤخرون العمل عن النية والعقد. واما بالمعنى الثانى فظاهر فانهم كانوا يقولون لا تضر مع الايمان معصية كما لا تنفع مع الكفر طاعة. وقيل الارجاء تاخير حكم صاحب الكبيرة الى يوم القيمة فلا يقضى عليه بحكم ما فى الدنيا من كونه من اهل الجنة او من اهل النار فعلى هذا المرجئة والوعيدية فرقتان متقابلتان و المرجئة اربعة اصناف: مرجئة الخوارج ومرجئة القدرية

میں بارہ فرقے ہیں:۔

١۔ صالحیہ ٢۔ شہریہ ٣۔ یونسیہ ٤۔ یونانیہ ٥۔ نجاریہ ٦۔ غیلانیہ ٧۔ غیلانیہ ٨۔ شبیبیہ ٩۔ حنفیہ ١٠۔ معاذیہ ١١۔ مریسیہ ١٢۔ کرامیہ (غنیۃ الطالبین) اور شہرستانی اپنی کتاب الملل والنحل میں فرماتے ہیں کہ ارجاء دو معنوں پر بولا جاتا ہے۔ ایک تاخیر کے معنیٰ میں جس طرح اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (ترجمہ) اسے اور اس کے بھائی کو مہلت دے یعنی اسے ڈھیل دے اور تاخیر کر۔ اور دوسرے معنیٰ امید دلانا ہیں۔ بہرحال جماعت پر مرجیہ کا اطلاق پہلے معنیٰ میں درست ہے۔ کیونکہ یہ لوگ عمل کو نیت اور عقد سے مؤخر رکھتے ہیں۔ اور دوسرے معنیٰ تو ظاہر ہے کیونکہ یہ کہتے ہیں کہ معصیت ایمان کو مضر نہیں جس طرح اطاعت کفر میں فائدہ مند نہیں ہوتی۔

اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ارجاء کے معنیٰ یہ ہیں کہ کبیرہ گناہ کے مرتکب کے بارے میں حکم لگانے میں تاخیر کی جائے قیامت تک۔ لہذا دنیا میں اس کے متعلق یہ فیصلہ نہیں کیا جائے گا کہ آیا وہ جنتی ہے یا دوزخی۔ اس لحاظ سے مرجئہ اور وعیدیہ دو متضاد اور مخالف فرقے ہیں۔ اور مرجئہ کے چار اقسام ہیں: ١۔ مرجیۃ الخوارج ٢۔ مرجئۃ القدریہ ٣۔ مرجیۃ الجبریہ اور ٤۔ مرجئۃ الخالصۃ

مرجئة الجبرية ومرجية الخالصة
وزعمت المرجئة ان الايمان هو
المعرفة بالله والخضوع له وترك
الاستكبار عليه والمحبة بالقلب
فمن اجتمعت فيه هذه الخصال فهو
مؤمن وما سوىٰ ذٰلك من الطاعة
فليس من الايمان ولا يضر تركها
حقيقة الايمان ولا يعذب علىٰ
ذٰلك فهذه الفرق المذكورة تتشعب
الى فرق كثيرة مذكورة في المطولات
وقال الشهرستانی : ومن العجب ان
غسانا مرجئا كان يحكى عن ابى حنيفة
رحمه الله مثل مذهبه ويعده من
المرجئة. ولعله كذب كذٰلك عليه
لعمرى كان يقال لابى حنيفة و
اصحابه مرجئة السنة وعده كثير
من اصحاب المقالات من جملة المرجئة
ولعل السبب فيه انه لما كان يقول
الايمان هو تصديق بالقلب وهو
لا يزيد ولا ينقص ظنوا انه يؤخر
العمل عن الايمان (الملل للشهرستانی
ص ١٤١ ج ١)

اقول اكثر الفرق التى ذكرت

اور فرقہ مرجیہ کا عقیدہ یہ ہے کہ ایمان اللہ تعالیٰ کی معرفت اور اس کے لئے خشوع وخضوع کرنے اور اس پر تکبر نہ کرنے اور قلب میں اس کے ساتھ محبت کرنے کا نام ہے۔ پس جس کے اندر یہ اوصاف موجود ہوں تو وہ مؤمن ہے اور اس کے سواء جو طاعات ہیں، وہ ایمان میں داخل نہیں ہیں اور ان کا ترک کرنا ایمان کی حقیقت کو نقصان نہیں دیتا اور اس کی وجہ سے بندہ کو عذاب نہیں ہوگا۔ تو مذکورہ بالا یہ فرقے بہت سے فرقوں پر مشتمل ہیں، جو کتب مطولہ میں مذکور ہیں۔

اور شہرستانی کہتے ہیں کہ "تعجب کی بات یہ ہے کہ غسان مرجی ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا بھی وہی مذہب بیان کرتا ہے اور ان کو بھی مرجی شمار کرتا ہے۔ شاید وہ اس میں جھوٹا ہی ہو۔ لیکن بخدا لوگ ابو حنیفہ اور ان کے اصحاب کو مرجیہ اہل سنت گردانتے رہتے ہیں اور عقائد بیان کرنے والے بہت سے لوگوں نے ان کو مرجیہ ہی شمار کیا ہے۔ اور شاید اس کا سبب یہ ہے کہ جب ابو حنیفہ نے کہا کہ ایمان صرف تصدیق قلبی کا نام ہے اور وہ نہ زیادہ ہوتا ہے اور نہ نقصان ہوتا ہے تو ان لوگوں نے سمجھا کہ یہ عمل کو ایمان سے موخر کرتے ہیں۔

(الملل والنحل ص ۱۴۱ ج ۱)

میں مصنف کہتا ہوں کہ بیشتر فرقے جن کا ذکر

منها تتشعب الى فرق كثيرة مبدئها
ومنبعها الكوفة وحواليها فتفرقت
منها فرقة فرقة اضرها على المسلمين
الشيعة كما جربت امة محمد صلى
الله عليه وسلم مرارا. ثم المرجئة
وشعوبها اضر للمسلمين ضررا
كثيرا. لان عقائدهم واعمالهم
وهفواتهم صارت زينة لكتب
المسلمين ودونت على نهجهم دواوين
الفقه والقياس والتأويل واجماع
الضعفاء صار عندهم اصول الدين
ويدرس المدرسون في مدارسهم
على نهجها فاشربت هذه العقائد
في قلوب الناس لهذا صارت هذه
العقائد من اصول الدين.

فالمرجئة منهم الحنفية على
سبيلهم يسلكون كما قال الشيخ
عبد القادر الجيلاني في غنيته:
» والمحدثون في كتبهم والمحدثون
براء من هفواتهم ويتفقون على
تضليل ابي حنيفة وصاحبيه كما
مر. وكل مقالة باطلة قالها
صاحبها فهي بعينها قالت الحنفية

کیا گیا، ان میں سے اور بہت سے فرقے بنے۔ ان
کا مرکز اور گڑھ کوفہ اور اس کے ارد گرد کا علاقہ
ہے۔ اسی کوفہ سے ایک فرقہ برآمد ہوا جو مسلمانوں
پر نہایت تباہ کن ثابت ہوا۔ وہ فرقہ ہے شیعہ۔
جیسا کہ امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے بارہا اس کا تجربہ
کیا ہے اس کے بعد فرقہ مرجیہ اور اس کی شاخیں
مسلمانوں کے لئے انتہائی تباہ کن ثابت ہوئیں۔
کیونکہ ان کے عقائد اور ان کے اعمال اور ان کی
ہفوات دیکھو اس بازی مسلمانوں کے کتابوں کی
زینت بنی اور ان کے طریقہ پر فقہ کے
دفاتر لکھے گئے۔ اور قیاس، تاویل اور اجماع
ضعفاء ان کے نزدیک دین کے اصول ٹھہرے۔
مدارس میں بھی مدرسین اسی طریقہ پر درس و تدریس
کرتے ہیں جس کی وجہ سے لوگوں کے دل میں یہ
عقائد رچ بس گئے اور یہ عقائد دین کے اصول
بن گئے۔ حنفیہ بھی مرجیہ کا ایک گروہ ہے جو
ان ہی کے طریقہ پر چلتے ہیں۔ جیسا کہ شیخ عبد
القادر جیلانی غنیۃ الطالبین میں فرماتے ہیں :۔
" اور محدثین کرام نے اپنی کتابوں میں فرمایا ہے
اور محدثین ان کے عقائد اور ہفوات سے
بیزار ہیں اور وہ سب ابو حنیفہ اور اس کے ساتھیوں
کی گمراہی پر مجتمع ہیں جیسا کہ بیان ہوا۔ اور جو بھی
باطل عقیدہ ہے تو حنفیوں نے بھی بالکل وہی بات

كما مر وكان الامام محمد بن عبدالوهاب النجدى وآله واصحابه وناصروهم محدثين مبلغين متبعى السنة ومحبيها مستقيمين على التوحيد فايدهم الله عز وجل تايئدا تاما وفتح الله لهم خزآئن الارض ومفاتيحها واعطاهم الله تعالى ما اعطى احدا من العالمين ولو كره المقلدون.

اپنائی۔ امام محمد بن عبدالوہاب نجدی ان کی اولاد اور ان کے ساتھی اور ان کے حامی و مددگار محدث، مبلغ، سنت کے تابعدار اور سنت کے شیدا پیار کرنے والے تھے۔ توحید پر مستقیم تھے اور ان کی اللہ پاک نے پوری پوری مدد کی اور ان کے لئے زمین کے خزانے اور اس کی چابیاں کھول دیں اور ان کو وہ کچھ عطا فرمایا جو اللہ تعالیٰ نے دنیا والوں میں سے کسی اور کو نہیں دیا۔ اگرچہ یہ بات تقلید کے پجاریوں کو ناگوار ہو۔

ابو حنیفہ کی آرائیت

قال الله تعالى: وَيَقُولُونَ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَبِالرَّسُوْلِ وَاَطَعْنَا ثُمَّ يَتَوَلّٰى فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ مِّنْ بَعْدِ ذٰلِكَ وَمَآ اُولٰٓئِكَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ (النور)

اقول كلما عرض حديث النبى صلى الله عليه وسلم على ابى حنيفة فيعارضه مثلاً قال النبى صلى الله عليه وسلم البيعان بالخيار مالم يتفرقا فعارضه ابوحنيفة. وجعل يقول أرأيت ان كان فى سفينة؟ أرأيت ان كان فى سجن؟ أرأيت ان كان فى سفر كيف يفترقان؟ وعن صالح الفراء

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے "اور یہ لوگ کہتے ہیں کہ ہم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاتے ہیں اور اطاعت کرتے ہیں پھر ان میں سے ایک فریق منہ موڑ لیتا ہے اس کے بعد۔ درحقیقت وہ ایمان والے ہی نہیں ہیں۔" (النور)

میں کہتا ہوں کہ جب بھی ابوحنیفہ پر حدیث نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) پیش کی جاتی تھی، تو اس کا معارضہ پیش کرتا۔ مثلاً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث ہے کہ "واپار کرنے والے فریقین کو اختیار ہے جب تک وہ جدا نہ ہوں۔" اس کے مقابلہ میں ابوحنیفہ نے یہ اعتراض کیا "سوال یہ ہے کہ اگر وہ دونوں کشتی، قید یا سفر میں ہوں تو جدا کیسے

...ل سمعت يوسف بن اسباط يقول
...ابوحنيفة على رسول الله صلى
...عليه وسلم اربع مائة حديث او
...ثر. واذ عرض عليه حديث
...ى صلى الله عليه وسلم فيقول هذا
...ر وهذا سجع او هذا خرافة
...هذيان او حك بذنب خنزير او
...اخذ به او دعنا عن هذا ومر
...سيله. وكان عامر بن الشراحيل
...عبى مبغضا لاهل الرأى وشديدا
...يهم فيروى عنه صالح بن مسلم
...بكرى وهو يقول سمعت الشعبى
...ول والله! لقد بغض هؤلاء القوم
...ت المسجد حتى لهوا بغض الى من
...ناسة دارى. قلت من هم يا ابا
...مر؟ قال الارائيون. قال فيهم
...حكم وحماد بن ابى سليمان واصحابهم.
(جامع بيان العلم لابن عبد البر ص ١٦٤
ج ٢)

وايضا عنه كنت مع الشعبى و
...يدى فى يده او يده فى يدى فانتهينا
...ن المسجد فاذا حماد فى المسجد
...حوله اصحابه ولهم ضوضاة واصوات
قال فقال والله! لقد بغضنى

ہوں گے؟

صالح الفراء سے روایت ہے کہ میں نے یوسف بن اسباط کو کہتے ہوئے سنا کہ ابوحنیفہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر چار سو یا اس سے زیادہ احادیث پر اعتراض وارد کیا۔ جب اس پر کوئی حدیث نبی پیش کی جاتی تو کہنے لگتا کہ یہ تو پرندہ کی بولی ہے یا شعر کی تک ہے یا یہ بکواس ہے یا دیوانہ کی بڑ ہے یا خنزیر کی دم سے اسے کھرچ ڈال۔ یا میں تو اسے نہیں لوں گا یا اسے رہنے بھی دو۔ اور اس کی تفصیل گذر چکی۔ اور عامر شعبی اہل رائے سے شدید خار کھاتا اور ان سے بغض رکھتا تھا۔ تو ان سے صالح بن مسلم بکری روایت کرتے ہیں کہ میں نے شعبی کو کہتے سنا کہ خدا کی قسم! ان لوگوں نے مسجد کو میرے لئے مبغوض بنا دیا۔ یہاں تک کہ میرے لئے اسے گھر کے کوڑے کرکٹ سے بھی بدتر بنا دیا۔ میں نے کہا کہ اے ابو عمر! کون ہیں وہ لوگ؟ جواب دیا "یہی قیاس کرنے والے!" راوی کہتا ہے کہ ان میں حکم، حماد بن ابی سلیمان اور ان کے ساتھی شامل ہیں (جامع بیان العلم لابن عبد البر ج ۲ ص ۱۶۴)

اسی صالح سے روایت ہے کہ میں شعبی کے ساتھ تھا میرا ہاتھ اس کے ہاتھ میں تھا یا اس کا ہاتھ میرے ہاتھ میں تھا تو ہم مسجد کو پہنچے تو مسجد میں حماد تھا اور اس کے ارد گرد اس کے ساتھی تھے اور ان کا شور و غوغا بلند تھا۔ شعبی نے کہا کہ ان لوگوں نے

هٰؤلآءِ هٰذا المسجد حتی ترکوه
ابغض الیّ من کناسة داری معاش
الصعافقة فانصاع راجعا ورجعنا
(طبقات ابن سعد ص ۲۵۱ ج ۶) ۔
وعنه قال لی عامر الشعبی یوما
وهو اخذ بیدی : انما هلکتم
حین ترکتم الآثار و اخذتم
المقاییس ۔ لقد بغض الیّ هٰذا
المسجد فلهوا بغض الیّ من کناسة
داری هٰؤُلآءِ الصعافقة ۔
(الاحکام فی اصول الاحکام ص ۳۳
ج ۸) وعنه قال لی عامر الشعبی
انما هلکتم بانکم ترکتم الآثار
واخذتم بالمقاییس وقد بغض
الیّ من کناسة داری یعنی اصحاب
الرأی (حلیة الاولیاء ص ۳۲۰ ج ٤) ۔
وصالح بن مسلم البکری ثقة ۔
(الجرح والتعدیل لابن ابی حاتم
ص ٤۱۲ ج ۲) ومعنی الصعافقة
الاراذل ۔ وقال ابراهیم بن بشار
حدثنا سفیان ابن عیینة قال
مررت بابی حنیفه وهو مع اصحابه
المسجد و لقد ارتفعت اصواتهم
فقلت یا ابا حنیفة اهٰذا فی المسجد

(اپنے اس عمل بد کی بدولت) اس مسجد کو میرے لئے مبغوض
بنادیا۔ یہاں تک کہ انہوں نے اسے میرے گھر کے کوڑے
کرکٹ کی جگہ سے بھی بدتر بنادیا۔ انتہائی ذلیل درجے
کے لوگ ہیں یہ ۔ پھر وہ واپس لوٹے تو ہم بھی لوٹ
آئے (طبقات ابن سعد صـ۲۵۱ ج ۶) اور صالح سے
ہی روایت ہے کہ ایک دن عامر شعبی نے مجھے کہا جبکہ
وہ میرا ہاتھ پکڑے ہوئے تھے کہ تم لوگوں نے جب سے
احادیث کو چھوڑ کر قیاس کی باتوں کو اختیار کیا ہے
ہلاکت میں پڑ گئے ہو۔ تحقیق ان لوگوں نے میرے لئے
اس مسجد کو مبغوض بنا دیا ۔ یہاں تک کہ وہ میرے لئے
میرے گھر کے کوڑے کرکٹ سے بھی بدتر بنا دی گئی ۔
یہ کمینہ لوگ ہیں (احکام فی اصول الاحکام صـ۳۳
ج ۸) اور ان ہی سے روایت ہے کہ مجھے عامر شعبی
نے کہا کہ تم ہلاکت میں پڑ گئے ۔ کیونکہ تم لوگوں نے
احادیث کو چھوڑ کر قیاسات کو اپنا لیا اور ان رائے
والوں نے اس مسجد کو میرے گھر کے کوڑے کرکٹ کی
جگہ سے بھی بدتر بنا دیا (حلیۃ الاولیاء صـ۳۲۰ ج ۴)
اور صالح بن مسلم بکری ثقہ ہیں (جرح وتعدیل
ابن ابی حاتم صـ۴۱۲ ج ۲) اور صعافقہ کے معنی ہیں
رذیل لوگ ۔ اور ابراہیم بن بشار سے روایت
ہے کہ سفیان بن عیینہ نے ہمیں بتایا کہ میں ابو
حنیفہ کے ہاں سے گذرا جبکہ وہ اپنے ساتھیوں کے
ساتھ مسجد میں تھے اور ان کی آوازیں مسجد میں گونج
رہی تھیں ۔ میں نے کہا کہ ابو حنیفہ ! مسجد میں اس

الصوت لاینبغی ان یرفع فیه۔
فقال دعهم فانهم لایفقهون الا
بهذا۔ (جامع بیان العلم ص ۱۳۹ ج ۱)
وقال عبدالحمید بن عبدالرحمٰن
الحمانی حدثنی ابوحنیفة قال رأیت
الشعبی الخز ویجالس الشعرآء
فسألته عن مسئلة فقال مایقول
فیها بنو استها یعنی الموالی (ابن
سعد ص ۶۵۱ ج ۱)
معنٰی بنو استها بنوالاماء. وعن عبد
الله بن ابی السفر وکان یقول (الشعبی)
اذا مر علیهم ما یقول هٰؤلاء الصعافقة
وقال بنو استها (ابن سعد ص ۶۵۱ ج ۱)
وقال الشعبی انما هلك من کان قبلکم
فی أرأیت (جامع بیان العلم ص ۱۴۱ ج ۱)
وقال الشعبی ما رأیتُ قوما اعظم
احلاما ولا افقه رجالا من قوم صحبوا
ابن مسعود. لولا الصحابة مافضّلت
علیهم احدا (حلیة الاولیاء ص ۱۷۰
ج ۴ وابن سعد)
وقال علی وسعید بن جبیر ان
اصحاب ابن مسعود سرج هذه القریة
(حلیة الاولیآء ص ۱۷۰ ج ۴ وطبقات
ابن سعد) وقال ابووائل شقیق بن

طرح آوازیں تو بلند نہیں کرنی چاہئیں۔ انہوں نے
جواب دیا کہ ان کو چھوڑ دو۔ یہ لوگ اس کے سوا کچھ
سمجھتے ہی نہیں۔ (جامع بیان العلم ص ۱۳۹ ج ۱)
اور عبدالحمید بن عبدالرحمٰن الحمانی کہتے ہیں
کہ مجھے ابوحنیفہ نے بتایا کہ میں نے شعبی کو دیکھا کہ
اچھا پہنتے ہیں اور شعراء کی مجالس میں بیٹھتے ہیں
تو میں نے ان سے ایک مسئلہ پوچھا۔ کہنے لگے کہ
اس کے بارے میں غلام لوگ کیا کہتے ہیں؟
(ابن سعد ص ۶۵۱ ج ۱) اور لفظ بنو استها
کے معنٰی باندھیوں کے لڑکے ہیں۔ اور عبداللہ
بن ابی السفر سے روایت ہے کہ شعبی کہتے تھے کہ
جبکہ ان اہل رائے پر ان کا گذر ہوتا تھا کہ یہ ذلیل
لوگ یا کہتے کہ یہ باندھیوں کی اولاد کیا کہتے ہیں؟
(ابن سعد ص ۶۵۱ ج ۱) شعبی فرماتے ہیں کہ پچھلی
قومیں ارأیت کی وجہ سے ہلاک ہوئیں (جامع
بیان العلم ص ۱۴۱ ج ۱) اور شعبی کہتے ہیں کہ میں
نے عقلمندی اور تفقہ کے لحاظ سے ابن مسعود
کے شاگردوں سے بڑھ کر کوئی نہیں دیکھا۔ اگر شان
صحابی کا لحاظ نہ ہوتا تو میں ان پر کسی کو فضیلت
نہ دیتا (حلیۃ الاولیاء ص ۱۷۰ ج ۴۔ ابن سعد)
علی بن المدینی اور سعید بن جبیر کہتے ہیں کہ ابن
مسعود کے شاگرد اس گاؤں کے چراغ ہیں۔
(حلیۃ الاولیاء ص ۱۷۰ ج ۴ وطبقات ابن سعد)
اور ابووائل کہتے ہیں کہ ان سے شقیق بن سلمہ

سلمة قال له ایاك ومجالسة من یقول ارأیت ارأیت (الاحکام فی اصول الاحکام ص ٥٥ ج ٦، جامع بیان العلم واعلام الموقعین) وقال الاعمش قال لی ابراهیم: علیك بشقیق فانی قد ادرکت اصحٰب عبد الله وهم متوافرون وهم یعدونه من خیارهم (ابن سعد ص ٩٩ ج ٦ وتهذیب ص ٣٦٢ ج ٤) وقال شقیق لا تقاعد اصحاب ارأیت. (جامع بیان العلم ص ١٤٦ ج ٢ وابن سعد ص ١٠١ ج ٦) والامام شقیق هو صدوق ثقة صالح لکن شقیق الضبی کان من اهل الرأی. وقال ابو عبد الرحمٰن عبد الله بن حبیب السلمی تلمیذ ابن مسعود، من یصاحب و لیتقاعد مع شقیق الضبی فهو لا یأتی فی مدرستنا. فقال شقیق الضبی لابی عبد الرحمٰن لم تمنع الناس من صحبتی؟ فقال انی رأیتك مضلا لدینك تطلب ارأیت ارأیت (حلیة الاولیاء ص ١٩٤ ج ٤) وقال سعید بن منصور حدثنا خلف ابن خلیفة حدثنا ابو زید عن الشعبی قال قال ابن مسعود ایاکم وارأیت ارأیت

نے کہا کہ ارأیت ارأیت کرنے والوں کی مجلس سے بچو۔ (الاحکام فی اصول الاحکام ص۵۵ ج ۶ جامع بیان العلم واعلام الموقعین) اور اعمش نے کہا کہ مجھے ابراہیم نے کہا کہ شقیق کی مجلس کو لازم پکڑلو۔ کیونکہ میں نے ابن مسعود کے طلبہ کو جبکہ وہ بہت سے تھے اس حالت میں پایا کہ وہ شقیق کو ان میں سب سے افضل جانتے تھے۔ (ابن سعد ص۹۹ ج ۶، تہذیب ص۳۶۲ ج ۴)

شقیق فرماتے ہیں کہ ارأیت والوں میں مت بیٹھا کرو۔ (جامع بیان العلم ص۱۴۶ ج ۲ ابن سعد ص۱۰۱ ج ۶) اور امام شقیق سچے اور ثقہ اور صالح ہیں لیکن شقیق الضبی رائے والوں میں سے تھا۔ اور ابو عبد الرحمٰن عبد اللہ بن حبیب السلمی ابن مسعود کے شاگرد نے کہا کہ جو شخص شقیق ضبی کی مجلس میں آتا جاتا ہو تو ایسا آدمی ہماری درسگاہ میں نہ آئے۔ شقیق ضبی نے ابو عبد الرحمٰن سے کہا کہ لوگوں کو میری صحبت اور مجلس سے کیوں روکتے ہو؟

انہوں نے کہا کہ میں نے تمہیں اپنے دین میں گمراہ پایا۔ تجھے تو بس ارأیت ارأیت کی تلاش ہے (حلیۃ الاولیاء ص۱۹۴ ج ۴) اور سعید بن منصور کہتے ہیں کہ ہم سے خلف ابن خلیفہ نے بیان کیا ان سے ابوزید نے شعبی کے حوالہ سے بیان کیا کہ ابن مسعود نے فرمایا کہ خود کو ارأیت ارأیت سے

فانما هلك من كان قبلكم بارأيت ارأيت ولا تقيسوا شيئًا فتزل قدم بعد ثبوتها واذا سئل احدكم بما لم يعلم فليقل لا اعلم فانه ثلث العلم (اعلام الموقعين ص ۲۰ ج ۱) ويقول العجلى لا يكاد الشعبى يرسل الا صحيحا (تهذيب التهذيب ص ۶۷ ج ۵) وقال ابن مسعود ثم يحدث قوم يقيسون الامر برأيهم فينهد الاسلام وينثلم (جامع البيان ص ۱۳۵ ج ۲، والاحكام ابن حزم ص ۲۹ ج ۸) روى الشعبى عن عمرو بن حريث عن عمر بن الخطاب رضى الله عنه اياكم و اصحاب الرأى فانهم اعداء السنن اعيتهم ان يحفظوها فقالوا بالرأى فضلوا واضلوا (الاحكام فى اصول الاحكام ص ۴۲ ج ۶) وقال الشعبى اذا اختلف الناس فى شيء فخذوا بما قال عمر (اعلام الموقعين ص ۶ ج ۱) وقال الشعبى لابى يزيد داؤد ابن يزيد اياك والمقايسة فى الدين. فاذا انت قد احللت حراما او حرمت حلالا لا تزل قدم بعد ثبوتها وفى رواية لا تتبع مسئلتك ارأيت

بچائے رکھنا۔ کیونکہ تم سے جو پہلے قومیں تھیں وہ ارأیت ارأیت کی وجہ سے ہلاک ہوئیں اور کوئی بات قیاس سے مت کہو کیونکہ پھر ثبوت اور ثابت قدمی کے بعد پھسل کر رہ جاؤ گے اور جب کوئی ایسی بات پوچھے جو معلوم نہ ہو تو کہنا چاہیئے کہ میں نہیں جانتا۔ کیونکہ یہ علم کی تہائی ہے (اعلام الموقعین ص ۲ ج ۱) عجلی فرماتے ہیں کہ شعبی صحیح حدیث ہی ارسال کر کے بیان کرتے تھے۔ (تہذیب ص ۶۷ ج ۵) ابن مسعود فرماتے ہیں کہ اس کے بعد ایسے لوگ پیدا ہوں گے جو معاملات کو رائے پر قیاس کریں گے جس کی وجہ سے اسلام ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہو جائیگا (جامع البیان ص ۱۳۵ ج ۲، الاحکام ابن حزم ص ۲۹ ج ۸) امام شعبی عمرو بن حریث کے واسطے سے حضرت عمرؓ کی روایت بیان کرتے ہیں "اپنے آپکو اصحاب رائے سے بچاؤ کیونکہ وہ سنت کے دشمن ہیں وہ ان کو یاد کرنے سے عاری ہیں لہذا رائے سے بات کہتے ہیں خود بھی گمراہ ہوتے ہیں اور دوسروں کو بھی گمراہ کرتے ہیں (الاحکام ص ۴۲ ج ۶) امام شعبی فرماتے ہیں کہ جب لوگ کسی بات میں اختلاف کریں تو وہ بات اختیار کریں جو عمرؓ فرمائیں۔ (اعلام الموقعین ص ۶ ج ۱) اور شعبی نے ابو یزید داؤد ابن یزید سے کہا کہ اپنے آپکو دین میں قیاس سے بچانا۔ اس لئے کہ جب تم نے کسی حرام کو حلال قرار دیا یا حلال کو حرام بنا دیا تو تمہارے پاؤں اکھڑ

ارأيت الى ان قال لا تقس بشيء
فتحرم حلالا و تحل حراما (حلية
الاولياء ص ٣١٩ ج ٤، والاحكام فى
اصول الاحكام ص ٢٢ ج ٨) ووصى
الشعبى لتلميذه عبد الملك بن
سعيد بن حبان بن ابجر الكوفى
فقال ما حدثوك عن اصحاب محمد
صلى الله عليه وسلم فخذوه وما قالوا
برأيهم فبُل عليه (حلية الاولياء
ص ٣١٩ ج ٤ و الاحكام لابن حزم)
وقال الشعبى ما تصنع برأيي بُلْ
على رائى (ص ٣٥ ج ٢) ما كلمة ابغض
الىّ من "أرأيتَ" (جامع البيان
ص ١٤٦) قال مجالد قال الشعبى عن
مسروق عن ابن مسعود لعن الله
ارأيتَ (الاحكام لابن حزم ص ٤٩ ج ٢)
ابوحنيفة قال اتيت الشعبى فسالته عن اشياء
فاستقبلنى عن مكروه فتركت الاختلاف
اليه ثم ندمت على ذلك فسمعت عن
رجل او رجلين ومن كان مثله فى
العلم والسنن (مناقب ابى حنيفة
للكردرى ص ٤ ج ٢) قال ابوحنيفة
كنت شابا فذهبت الى الشعبى وسالت
منه مسائل كثيرة فاجابنى بمكروه

جائیں گے۔ ایک دوسری روایت میں وہ کہتے ہیں کہ
اپنا مسئلہ ارأیت ارأیت میں تلاش مت کرو یہاں
تک کہ کہا کہ کسی بات میں قیاس مت کرو تو تم حلال کو
حرام اور حرام کو حلال قرار دے دو۔ (حلیۃ الاولیاء
ص ۳۱۹ ج ۴، الاحکام ص ۲۲ ج ۸) اور شعبی نے
اپنے شاگرد عبدالملک بن سعید بن حبان بن ابجر کوفی
سے وصیت کرتے ہوئے کہا کہ جو کچھ تم سے اصحاب
محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث بیان کریں تو
اسے اخذ کر لو اور جو اپنی رائے سے بیان کریں تو اس
پر پیشاب کر دے (حلیۃ الاولیاء ص ۳۱۹ ج ۴،
الاحکام لابن حزم) شعبی کہتے ہیں کہ میری رائے
کو تم کیا کرو گے، اس پر پیشاب کر دے ص ۳۵ ج ۲)
مزید فرماتے ہیں "ارأیت" سے بڑھ کر کوئی لفظ
مجھے مبغوض نہیں (جامع البیان ص ۱۴۶) مجالد شعبی
سے وہ مسروق سے وہ ابن مسعود کا قول بیان
کرتے ہیں کہ "ارأیت" پر اللہ کی لعنت ہو۔ (الاحکام
ص ۴۹ ج ۲) ابوحنیفہ نے کہا کہ میں شعبی کے پاس
آیا۔ ان سے چند مسائل معلوم کیے تو وہ ناپسند
رویہ سے پیش آیا۔ لہٰذا میں نے اس کے ساتھ
اپنا اختلاف ختم کر دیا۔ پھر میں اس پر نادم ہوا۔
پھر میں نے ایک یا دو آدمیوں سے جو علم و احادیث
میں ان کے ہم پلہ تھے (یہ بات) سنی۔ مناقب ابی
حنیفہ کردری ص ۴ ج ۲) ابوحنیفہ کہتے ہیں کہ میں نوجوان
تھا۔ پھر میں شعبی کے پاس گیا اور ان سے بہت سے

اخرجني من مدرسته ثم جئت الى حماد و تفقهت به (مناقب الكردري ص ۱۱۹ ج ۲، جامع المسانيد ص ۲۵۵ ج ۲، ص ۲۸ ج ۱ مختصرا وموفق ص ۶۴ ج ۱) وكان ابوحنيفة ارائيا وقياسيا لهذا اخرجه وكان الشعبي شديدا على اهل الأراء (اللمحات ص ۲۷۴ ج ۱)

مسائل معلوم کیے تو مجھے ترش روئی کے ساتھ جواب دیا اور اپنے مدرسہ سے نکلوا دیا پھر میں حماد کے پاس آیا اور ان سے فقہ کی تحصیل کی (مناقب کردری ص ۱۱۹ ج ۲، جامع المسانید ص ۲۵۵ ج ۲، ایضاً ص ۲۸ ج ۱ مختصراً اور موفق ص ۶۴ ج ۱) اور ابوحنیفہ حجت باز اور قیاس پرست آدمی تھا۔ اس وجہ سے شعبی نے اسے نکلوا دیا کیونکہ شعبی قیاس والوں پر سخت تھا۔ (اللمحات ص ۲۷۴ ج ۱)

ابوحنیفہ کی تابعیت کی حقیقت

قال المقلدون ان ابا حنيفة كان تابعيا وقد روى من اصحاب النبي صلى الله عليه وسلم احاديث لكن احوال ابي حنيفة ومسانيدها تنكرها والاسناد من الدين كما مر تفصيله لكن المقلدين تركوا السند في الدين لان الدين عندهم "الرأي الحسن" ولا للرأي سند. لهذا يقولون ما يشاؤن ويروون ما يشاؤن. قال حمزة السهمي سمعت الدارقطني يقول لم يلق ابوحنيفة احدا من الصحابة رضي الله عنه الا انه رأى انسا بعينه ولم يسمع منه. وقال الخطيب لا يصح لابي حنيفة سماع من انس (تبييض الصحيفة ص ۱۳۱) ولكن

مقلدین حضرات کہتے پھرتے ہیں کہ ابوحنیفہ تابعی ہیں۔ اور انہوں نے اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے احادیث روایت کی ہیں۔ لیکن ابوحنیفہ کا احوال اور اس کی مسانید اس دعویٰ کی تردید کرتی ہیں اور اسناد دین کا جز ہے جیسا کہ اس کی تفصیل گذر چکی۔ لیکن مقلدوں نے دین میں سند کو ہی اڑا دیا کیونکہ دین ان کے نزدیک "اچھی رائے" کا نام ہے اور ظاہر ہے رائے کے لئے سند کی ضرورت نہیں ہے، اس لئے جو چاہتے ہیں کہتے ہیں اور جو چاہتے ہیں، روایت کرتے ہیں۔ حمزۃ السہمی نے کہا کہ میں نے امام دارقطنی سے سنا کہ ابوحنیفہ کسی صحابی سے نہیں ملے مگر یہ کہ انہوں نے انس رض کو دیکھا تو ہے لیکن ان سے کوئی حدیث نہیں سنی۔ خطیب نے فرمایا کہ ابوحنیفہ کا انس رض سے سماع ثابت نہیں (تبییض الصحیفہ ص ۱۳۱) لیکن ابوحنیفہ کی حدیث کسی صحابی سے

لم تثبت له رواية عن احد منهم
(شذرات الذهب ص ۲۲۷ ج ۲) لما
نزلت الآية " وَآخَرِينَ لَمَّا يَلْحَقُوا
بِهِمْ" فقال لهم اصحاب رسول الله صلى
الله عليه وسلم وفينا سلمان يارسول الله
من هم هؤلاء فقال رسول الله صلى
الله عليه وسلم واضعا يده على سلمان
لوكان الايمان بالثريا لناله رجال
من اهل فارس. فقال المقلدون اراد
النبي صلى الله عليه وسلم به ابا حنيفة
كما قال السيوطي " لكن في روايات
البخاري ومسلم لفظ رجال بالجمع
فلايصح ان يراد به ابوحنيفة. وفي
الترمذي ص ۲۳۲ ج ۲ والنسائي و
تاريخ ابي نعيم الاصبهاني بروايات
ابي هريرة. وفي فتح الباري ص ۴۵۳ ج ۲
وعمدة القاري ص ۲۳۷ ج ۱۹ بلفظ
الجمع فتعين الجمع وايضا في تاريخ
ابي نعيم بروايات ابن مسعود وجابر
بن عبد الله وسلمان وعائشة وعلى
رضي الله عنهم بلفظ الجمع باليقين.
فزال الشك. ففي هذه الرواية
رجال من ابناء الفارس وفي رواية
قوم من اهل فارس برقة قلوبهم.

ثابت نہیں ہے (شذرات الذہب ص۲۲۷ ج ۲)
جب یہ آیت نازل ہوئی (ترجمہ) اور ان میں
دوسرے وہ لوگ ہیں جو ان کے ساتھ نہیں ملے تو نبی
صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھیوں نے پوچھا جبکہ سلمان
فارسی ان میں تھے کہ یا رسول اللہ! یہ کون لوگ ہیں
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سلمان فارسی پر اپنا
ہاتھ رکھتے ہوئے فرمایا کہ اگر ایمان ثریا پر بھی ہو
تو اہل فارس اسے پہنچ کر رہیں گے۔ تو مقلدوں
نے کہنا شروع کردیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اس سے
مراد ابوحنیفہ ہیں جس طرح علامہ سیوطی فرماتے
ہیں کہ " لیکن بخاری ومسلم کی روایات میں لفظ
رجال جمع وارد ہے پس اس سے ابوحنیفہ مراد
لینا درست نہیں ہوسکتا۔ اور ترمذی ص۲۳۲ ج ۲
اور نسائی نیز تاریخ ابی نعیم اصفہانی میں ابوہریرہ
کی روایات ہیں۔
اور فتح الباری ص۴۵۳ ج ۲ اور عمدۃ
القاری ص۲۳۷ ج ۱۹ میں بھی جمع کے لفظ سے یہ
حدیث ہے۔ لہٰذا جمع کا تعین ہوگیا۔ نیز ابونعیم
اصفہانی کی تاریخ میں ابن مسعود، جابر بن عبداللہ،
سلمان، عائشہ اور علی رضی اللہ عنہم کی جو روایات
ہیں اس میں یقین کے ساتھ لفظ جمع وارد ہے لہٰذا
شک کا ازالہ ہوگیا۔ تو اس روایت میں الفاظ
ہیں " اہل فارس کے کچھ لوگ" ایک روایت میں
ہے کہ " اہل فارس کی ایک قوم اپنے دلوں کی رقت

فهذه الروايات بالجمع و فی رواية بالشك لناله رجاله او رجل من هؤلاء (بخاری) فقال المقلدون يراد بالواحد ابوحنيفة وبالجمع اتباعه. لكن هذه التاويل لا يصح لان روايات الاخرى جاءت بالجمع فيبطل تاويلهم و ان سلم اذ كان مقلدو ابی حنيفة كلهم من اهل فارس بل غيرهم اكثر منهم فهل يخرجونهم من الاحناف ؟ و ايضًا يكون ابو حنيفة منهم فلا فضل له بل يكون مساويا لهم ويجب ايضًا عليهم ان يسلموا ان يكونوا اتباعهم مجتهدين فيصيرون خارجين من تقليده.

وقد ذكرت نسب ابی حنيفة من قبل فلا يصح ان يكون من اهل فارس. بل قيل تيمی، قيل كابلی وقيل انباری وقيل بابلي وقيل نسائی وقيل ترمذی وقيل خراسانی و قيل نبطي. لهذا لا يصح نسبه باليقين. فيبطل تاويلهم. وفی تاريخ ابی نعيم عن ابی عثمان النهدی قال سمعت سلمان رضی الله عنه يقول قال رسول الله صلی

کی وجہ سے" پس یہ روایت بھی جمع کے لفظ کے ساتھ ہے۔ اور ایک روایت میں شک کے ساتھ ہے کہ (ترجمہ)... تو اسے حاصل کریں گے چند لوگ یا کوئی آدمی ان میں سے (بخاری) اس پر مقلدوں نے کہنا شروع کر دیا کہ جہاں واحد ہے وہاں ابوحنیفہ اور جہاں جمع ہے وہاں اس کے مقلد مراد ہیں۔ لیکن یہ تاویل بھی درست نہیں کیونکہ دوسری روایات جمع (قوم من اہل فارس) کے ساتھ وارد ہے لہذا ان کی تاویل باطل ہوئی۔ اگر ان کی مذکورہ بات تسلیم کر لی جائے تو ابوحنیفہ کے سارے مقلد اہل فارس میں سے ہونے ضروری ہیں۔ اور ظاہر ہے کہ غیر فارسی اس کے مقلد زیادہ ہیں تو کیا ان کو احناف کے دائرے سے خارج کر دیں گے؟ نیز ابوحنیفہ بھی ان کے ایک فرد ہونگے لہذا ان کو دوسروں پر کوئی فضیلت نہ ہوگی بلکہ وہ ان کے مساوی ہوگا۔ اس کے علاوہ ان کو یہ بھی تسلیم کرنا ہوگا کہ ان کے اتباع مجتہد ہیں تو ابوحنیفہ کی تقلید سے خارج ہوں گے۔ اس سے قبل میں نے ابوحنیفہ کا نسب بیان کیا لہذا ان کا اہل فارس سے ہونا ثابت نہیں ہوتا۔ بلکہ کہا گیا کہ وہ تیمی ہیں۔ یہ بھی قول ہے کہ کابلی ہیں۔ کسی نے انباری بتایا اور کسی نے بابلی۔ کہا گیا کہ نسائی یا ترمذی یا خراسانی یا نبطی ہیں۔ لہذا قطعیت سے اس کا نسب ثابت نہیں ہوتا تو اس کی تاویل باطل ہوئی۔ تاریخ ابی نعیم میں ابوعثمان نہدی سے روایت ہے کہ میں نے سلمان رضی اللہ عنہ کو کہتے ہوئے سنا کہ رسول اللہ

الله علیہ وسلم یا سلمان ! لو کان
الدین معلقا بالثریا لتناولہ ناس
من اھل فارس یتبعون سنتی
ویتبعون آثاری یکثرون الصلوٰۃ
علیّ فھٰذا الحدیث ایضاً (فی فتح
الباری ص ٤٥٤ ج ٨)

فظھر من ھٰذا الحدیث
فضل المحدثین لانھم یصلون علی
النبی صلی اللہ علیہ وسلم کلما جاء اسمہ
الشریف و یکتبون علیہ صلوٰۃ و
یعملون علی سنتہ صلی اللہ علیہ وسلم
و یسافرون سفراً طویلاً شدید المشقۃ
زمنا طویلا لحصول الحدیث والعلم
خلافا لاھل الآراء فلا یعلم السفر
الطویل لابی حنیفۃ ورحلاتہ الطویلۃ
لحصول الحدیث. الا انہ کان یلبس
الثیاب المطیۃ المعطرہ الجدیدۃ
کالامراء وفی مجلسہ لاصلوٰۃ علی النبی
صلی اللہ علیہ وسلم ولا سکینۃ ولا وقار
کما ذکرت. وفی مناقب ابی حنیفۃ
للموفق ص ٥٧ ج ١ " رحلۃ لعلم الحدیث
کان عاراً لابی حنیفۃ لھٰذا لایکون
مصداق ھٰذا الحدیث ابوحنیفۃ و
لا اتباعہ وکان من قدر اللہ انہ
جعل قطع ھٰذہ المفاوز والصحاری

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے سلمان ! اگر دین
ثریا میں معلق ہوگا تو بھی اہل فارس میں سے چند
لوگ اسے پالیں گے جو میری سنت پر چلیں گے
اور میرے نقش قدم پر چلیں گے اور کثرت سے
مجھ پر درود پڑھیں گے۔ تو یہ حدیث بھی اسی پر
(دلالت کرتی ہے) فتح الباری ص۴۵۴ ج ۸)

اس حدیث سے محدثین کی فضیلت ظاہر
ہوتی ہے کیونکہ جب کبھی نبی کریم کا اسم شریف
آتا ہے وہ آپ پر درود پڑھتے ہیں اور صلوٰۃ
آپ پر لکھتے ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی
سنتوں پر عمل کرتے ہیں اور طویل سفر طے کرکے
شدید مشقتیں برداشت کرکے طویل زمانہ کاٹ
کر حدیث اور علم کی تحصیل میں لگے رہتے ہیں برخلاف
رائے والوں کے۔ کیونکہ ابوحنیفہ کے کوئی
طویل سفر معلوم نہیں ہوتے اور نہ ہی حصول حدیث
کی خاطر انہوں نے علمی طویل سفر طے کیے ہیں۔ مگر
یہ کہ وہ معطر خوشبودار، قیمتی اور جدید کپڑے پہنتے
رہتے جیسا کہ امراء کا شیوہ ہوتا ہے۔ اس کی مجلس
میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر نہ درود پڑھا جاتا تھا اور نہ
اس میں سکینت اور وقار ہوتا تھا، جیسا کہ میں نے
ذکر کیا۔ اور موفق کی کتاب مناقب ابی حنیفہ ص۵۷ ج ۱
میں ہے " تحصیل حدیث کے لئے سفر طے کرنا ابوحنیفہ
کے لئے عار کی بات تھی"۔ اس لئے ابوحنیفہ اور
اس کے مقلد اس حدیث کے مصداق نہیں ہوسکتے۔
اور یہ اللہ تعالیٰ کی تقدیر کی بات ہے کہ طویل علمی

من حفظ المحدثين كامام الائمة
البخاری والطبرانی لانهما سفرا
سفرًا طويلا كما فی التذكرص ٩١٥
ج ٣ وسافر الطبرانی ثلاثة آلاف
ميلا وبقية بن مخلد الاندلسی سافر
سفرًا طويلًا و ايضا سافر المحدثون
سفرًا طويلا لحصول الاحاديث و
ينالون هٰذه المراتب وضربوا و
سجنوا كالامام احمد ومالك وابن
تيمية الحرانی رحمهم الله تعالیٰ و
سئل الدارقطنی عن رؤية ابی حنيفة
انسًا رضی الله عنه و لقائه وكان

سفر اور صحرانوردی کرنا محدثین کا نصیب تھا جیسا کہ
اماموں کے امام بخاری اور طبرانی تھے۔ کیونکہ انہوں
نے طویل ترین سفر کیے جس طرح کہ تذکرہ ص۹۱۵ ج ۳
میں ہے کہ "امام طبرانی نے تین ہزار میل سفر طے
کیا اور بقیہ بن مخلد اندلسی نے دور دراز سفر
کیا۔ نیز (دیگر) محدثین کرام نے بھی تحصیل حدیث
کی خاطر دور دراز سفر کیے۔ (اس طرح) یہ مرتبت
حاصل کیے اور (اس راہ میں) مار کھائی، قید وبندی صعوبت
برداشت کی۔ جیسا کہ امام احمد، مالک اور ابن
تیمیہ رحمہم اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہوا)
امام دارقطنی سے ابوحنیفہ کی انس رض کے
ساتھ رؤیت اور ملاقات کے بارے میں سوال

تلميذه حمزة بن يوسف السهمی
عنده موجود فاجاب لا ولا رؤيته.
لم يلق ابوحنيفة احدًا من الصحابة
(تاريخ خطيب ص ٤٨ ج ٤ والعلل
المتناهية ص ٦٥ ج ٢) ووافقه المحدثون
اكثرهم ولكن من خالفه ليس
عنده دليل يصدق فيه ولكن خرقوا
اقوال الدارقطنی "لا ولا رؤيته".
فجعلوه "لا الا رؤيته" (كذا فی
اللمحات ص ٢٨٩ ج ٢)
وقال الشعرانی "وقد انعم
الله علیّ بمطالعة مسانيد ابی حنيفة

کیا گیا اور ان کا شاگرد حمزۃ بن یوسف سہمی ان
کے پاس موجود تھا تو انہوں نے جواب دیا کہ نہیں
اور نہ ان کو دیکھا ہے۔ ابوحنیفہ کی صحابہ رض میں سے
کسی سے ملاقات نہیں ہے (تاریخ خطیب ص۴۸
ج ۴، العلل المتناہیہ ص۶۵ ج ۲) اور اکثر محدثین
اس کے موافق ہیں لیکن مخالفین کے پاس اپنے
دعوے کی تصدیق کے لئے کوئی دلیل نہیں لیکن
ان لوگوں نے امام دارقطنی کے اقوال میں تحریف
کردی۔ اور "نہ ملاقات ہے نہ رؤیت" کو اس
طرح بدل ڈالا "ملاقات نہیں مگر رؤیت ہے"
یعنی لفظ "ولا" کو "الا" میں بدل ڈالا۔ (لمحات ص۲۸۹ ج ۲)
امام شعرانی فرماتے ہیں "اللہ کے فضل وانعام

الثلاثة من نسخ صحيحة عليها خطوط الحفاظ. اخرهم الحافظ الدمياطی فرئیتہ لا یروی الاعن خیار التابعین العدول الثقات الذین هم من خیر القرون بشهادة رسول الله صلی الله علیه وسلم کالاسود وعلقمة وعطاء وعکرمة ومجاهد ومکحول والحسن البصری واضرابهم. (میزان ص ٦٤ ج ۱)

فهٰؤلاء التابعون والاسود مات سنة اربع اوخمس وسبعین

سے ابوحنیفہ کے مسانید کے تین صحیح نسخے جن پر حفاظ کے خطوط تھے میں نے مطالعہ کیے۔ ان میں آخری حافظ دمیاطی کا خط ہے۔ تو میں نے اس میں دیکھا کہ ابوحنیفہ بہترین عادل، ثقات تابعین سے روایت کرتا ہے وہ جن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانی خیر القرون میں سے بتایا گیا ہے جیسے اسود، علقمہ، عطاء، عکرمہ، مجاہد، مکحول اور حسن بصری اور اس طرح کے دوسرے بزرگ۔ (میزان ص۶۴ ج ۱) یہ سب تابعین ہیں۔ اسود کا انتقال ۷۴ھ یا ۷۵ھ میں ہوا۔

وعلقمة مات بعد الستین وقیل بعد السبعین (تقریب) ولد ابو حنیفة فی ثمانین فکیف روی من الموتی الذین ماتوا عشر سنین من قبل ولادته؟ فهٰذا غلو من المقلدین. وقال ابوحنیفة ابراهیم النخعی افقه من عبد الله بن عمر.

اور علقمہ کی وفات ۶۰ھ کے بعد ہوئی اور کہا گیا کہ ۷۰ھ کے بعد (تقریب) جبکہ ابوحنیفہ کی ولادت ۸۰ھ کی ہے۔ اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ جو لوگ ابوحنیفہ سے دس سال پہلے فوت ہوئے تو ان سے کس طرح حدیثیں روایت کی ہیں؟ تو یہی مقلدین کا غلو ہے۔ ابوحنیفہ ہی کا قول ہے کہ ابراہیم نخعی حضرت ابن عمر رض سے زیادہ فقیہ ہیں۔

ابوحنیفہ کے اساتذہ

اساتذة ابی حنیفة فی مسانید للخوارزمی الذین روی عنهم ابوحنیفة کذابون وضاعون الضعفاء والمتروکون منهم ابان بن ابی عیاش متوفی ۱۳۸ھ الموفق ص ۴۱ ج ۱، جامع المسانید ص ۲۷۳ ج ۲) فقال الشعبه وابن معین

ابوحنیفہ کے اساتذہ جو خوارزمی کے مسانید میں مذکور ہیں اور جن سے ابوحنیفہ حدیثیں بیان کرتے ہیں وہ جھوٹے، جعل ساز، ضعیف اور متروک ہیں جن میں سے ایک ابان بن ابی عیاش متوفی ۱۳۸ھ ہے (موفق ص۴۱ ج ۱، جامع المسانید ص۲۷۳ ج ۲) اس کے بارے میں شعبہ اور ابن معین کہتے ہیں کہ

ب (تهذيب التهذيب ص ٩٩ ج ١،
يزان الاعتدال ص ٦ ج ١، وجابر
ن يزيد الجعفي متوفي سنة ١٢٧ھ (
مع المسانيد ص ٣٠٤ ج ١) وقال
وحنيفة أكذب الناس وقال الآخرون
ذاب. (تهذيب التهذيب ص ٤٦
ج٢، وميزان الاعتدال ص ٣٨٠ ج ١)
وابو العطوف جراح بن منهال (الموفق
ص ٤٢ ج ١ وجامع المسانيد) قال
الائمة كذاب شارب الخمر غير ثقة
(ميزان ص ٣٩٠ ج ١) ونصر بن
طريف بن جزء (جامع المسانيد ص
٥٦٢ ج ٢) قال يحيٰ هٰذا من المعروفين
بوضع الاحاديث وقال الفلاس
مشهور بالكذب. باتفاق الائمة
(ميزان ص ٣٣١ ج ٣) وعطاء بن عجلان
البصري (جامع المسانيد ص ٥٠٢ ج ٢).
قال يحيٰ بن معين والفلاس كذاب
وضاع (ميزان الاعتدال ص ١٩٩ ج ٢)
وعمرو بن عبيد (جامع المسانيد ص ٢٩٢
قال ايوب ويونس وحميد وابن
حبان كذاب شاتم الصحابة. قال ابن
علية: عمرو بن عبيد موجد مذهب
الاعتزال (ميزان ص ٢٧٣ ج ٣) و

کذاب ہے (تہذیب ص۹۹ ج ۱، میزان الاعتدال
ص۶ ج ۱)
اور جعفر بن یزید جعفی متوفی ۱۲۷ھ (جامع
المسانید ص۳۰۴ ج ۱) اس کے بارے میں خود ابو
حنیفہ کہتے ہیں کہ وہ لوگوں میں سب سے جھوٹا انسان ہے
اور دوسروں نے کہا کہ کذاب ہے (تہذیب
ص۴۶ ج ۲، میزان الاعتدال ص۳۸۰ ج
اور ابو العطوف جراح بن منہال (موفق ص۴۲ ج ۱
جامع المسانید) ائمہ نے فرمایا کہ کذاب شرابی
اور غیر ثقہ تھا (میزان ص۳۹۰ ج ۱) اور نصر بن
طریف بن جزء (جامع المسانید ص۵۶۲ ج ۲) یحییٰ
نے کہا کہ وضع حدیث میں بدنام تھا اور فلاس
کہتے ہیں کہ ائمہ حدیث کے اتفاقی فیصلہ کے
مطابق جھوٹ میں بدنام تھا۔
(میزان ص۳۳۱ ج ۳)
اور عطاء بن عجلان بصری (جامع
المسانید ص۵۰۲ ج ۲) یحییٰ بن معین اور فلاس
کہتے ہیں کہ "جھوٹا اور جعل ساز تھا" (میزان
الاعتدال ص۱۹۹ ج ۲) اور عمرو بن عبید
(جامع المسانید ص۲۹۲) ایوب، یونس، حمید،
اور ابن حبان کہتے ہیں کہ جھوٹا اور شاتم صحابہ تھا
ابن علیہ نے کہا کہ عمرو بن عبید مذہب
اعتزال کا بانی تھا (میزان ص۲۷۳ ج ۳) اور
محمد بن سائب الکلبی متوفی ۱۴۶ھ (جامع

محمد بن سائب الکلبی متوفی س ۱۴۶ھ (جامع المسانید ص ۳۵ ج ۲). متهم بالکذب ورمی بالرفض. (میزان وتقریب) ومحمد بن الزبیر (جامع المسانید ص ۲۵۰ ج ۲) کذاب کذا فی المیزان.

المسانید ص ۳۵ ج ۲) جھوٹ کی تہمت اور رفض کی طرف منسوب تھا۔ (میزان اور تقریب) اور محمد بن زبیر (جامع المسانید ص ۲۵۰ ج ۲) جھوٹا تھا۔ (میزان میں اسی طرح ہے)

فهؤلاء الثمانية اساتذة ابی حنیفة کذابون وضاعون شاتمو الصحابة والمعتزلون والرافضیون سبحان الله! فکیف تلمیذهم؟ (اللمحات ص ۱۶۰ ج ۱) فهذا ابو حنیفة امام ربع الامة ما رأی صحابیا ولم یرو احدا منهم ولا یعلم وطنه الاصلی لکن جاء بالکوفة وسکن هنا وتفقه وطلع هنا قرنه، فهؤلاء اساتذته وتلامذته وعقائده وآرائه واعماله وفقهه ومسکنه،

تو یہ آٹھ افراد ابو حنیفہ کے اساتذہ ہیں۔ پرلے درجے کے جھوٹے، وضاع اور جعل ساز صحابہ کرام کو گالیاں بکنے والے، معتزلی، رافضی، سبحان اللہ اساتذہ کا یہ حال ہے تو شاگرد کا کیا کہنا؟ (لمحات ص ۱۶۰ ج ۱) تو یہ ہیں ابو حنیفہ صاحب ایک چوتھائی امت کے امام صاحب! نہ کسی صحابی کو دیکھا نہ کسی صحابی سے روایت کی اور نہ ہی ان کا اصلی وطن معلوم ہوتا ہے۔ لیکن وہ کوفہ میں آیا، وہیں رہائش اختیار کی اور فقہ حاصل کی اور وہیں اس کا سینگ نمودار رہا تو یہ ہیں ان کے اساتذہ، ان کے تلامذہ، ان کے عقائد ان کے نظریات اور آراء اور ان کے اعمال اور ان کا مسکن

مذاہب اربع کی ترویج کی حقیقت

لما قام العباسیون علی خلافة بغداد وقتلوا الامویین فولی هارون الرشید ابا یوسف القضا الذی حل حراما وحرم حلالا واحل اماء الناس المحرمة بادنی

جب بغداد کی خلافت پر عباسیوں کو تسلط ہوا اور انہوں نے امویوں کا قتل عام کیا تو ہارون الرشید نے ابو یوسف کو قاضی مقرر کیا جس نے حرام کو حلال اور حلال کو حرام قرار دیا۔ لوگوں کی باندیاں معمولی حیلوں سے خلفاء

الحيل للخلفاء كما ذكرت فاعلى
شانه عند الخلفاء و نشر فقه ابی
حنيفة و بث اقواله وجعل الاحناف
قضاة على بلاد العباسيين فصارت
الحنفية مذهبهم ورعاياهم (كما فی
بستان المحدثين ص ۲۶ و اختلاف
امة کا المیه اردو) و الناس على
دين ملوكهم. ففی هذا الفقه الاكراه
جائز. اعنی يقع الطلاق و
العتاق و العدة و ايلاء وغيرها
باكراه. فاحب الخلفاء فقههم وفر
عبد الرحمان بن معاوية الاموی
الى الاندلس واستحكم هنا امره
وخلافته. فلما مات جلس ابنه
هشام على مسنده وكان هشام صالحا
يحب الدين والعلماء وكان فی زمنه
فی المدينة الامام مالك وهو اوذی
فی مسائل الاكراه وضرب وعزر
فی سوق المدينة على جمل عريان و
هو يقول من عرفنی فقد عرفنی
ومن لم يعرفنی فانا مالك بن
انس و اقول طلاق المكره ليس
بشیء.

و كان يحی ابن يحی المصموری

کے حلال قرار دے دیں۔ جیسا کہ میں نے اوپر ذکر
کیا۔ جس کی وجہ سے خلفاء کے دربار میں اس کا
شان بلند ہوا۔ اور ابوحنیفہ کی فقہ اور اس
کے اقوال کو پھیلایا اور عباسی خلافت پر احناف
کو قاضی مقرر کر دیا تو حنفیت ان کا مذہب بن
گئی (بستان المحدثین ص۲۶) اختلاف امت کا
المیہ اردو) اور لوگ اپنے بادشاہوں کے دین پر
ہوتے ہیں۔ تو اس فقہ میں اکراہ جائز ہے یعنی
جبر کی وجہ سے طلاق، غلام کی آزادی، عورت
کی عدت اور ایلاء وغیرہ واقع ہو جاتی ہے
اسی وجہ خلفاء نے ان کی فقہ کو پسند کر لیا۔

اور عبد الرحمٰن بن معاویہ اموی اندلس
کی طرف بھاگ گیا۔ وہاں پر اسکی امارت اور خلافت
مستحکم ہو گئی۔ جب اس کی وفات ہوئی تو
اس کا بیٹا ہشام مسند اقتدار پر بیٹھا۔ ہشام صالح
انسان تھا دین اور علماء سے محبت کرتا تھا۔ اس
کے زمانہ میں مدینہ منورہ میں امام مالک تھے، جن کو
جبری طلاق کے مسائل میں ایذاء دی گئی اور
ننگے اونٹ کی پیٹھ پر بٹھا کر مدینہ کی گلیوں میں
مارا پیٹا گیا۔ اس حالت میں بھی وہ کہتے جاتے تھے
کہ جس نے مجھے پہچانا تو وہ تو پہچانتا ہی ہے اور
جو مجھے نہیں جانتا تو اسے معلوم ہونا چاہیے کہ میں
مالک بن انس ہوں اور میں کہتا ہوں کہ جبری طلاق
واقع نہ ہوگی۔ اور یحیٰ بن یحیٰ مصموری مؤطا کا

راوى الموطا تلميذ مالك اندلسيا
وكان يمدح عند الخليفة هشام مالكا
وكان المالك يبغض الحنفية والعباسية

کا راوی، مالک کا شاگرد اندلسی تھا اور وہ
خلیفہ ہشام کے ہاں مالک کی تعریف کرتا تھا۔
اور امام مالک احناف اور عباسیوں سے دشمنی

وجبرهم وكان من المحدثين فاحبه
الخليفة هشام واحب مالك هشاما
فصارت المالكية مذهب الاموبين
والاندلس۔ فالعباسية والاموية
كانتا عدوين لدودين فكذالك المالكية
والحنفية كانتا تخالفان لان
المالكية اسست على القرآن و
السنة والحنفية اسست على الآراء
والمقاييس كلاهما ضدان مفترقان
اى تفرق فانتشرت الحنفية و
مسائلها حتى لا يعلم المفتى على اى
قولين افتى واى قول ارجح واقوى
واى امام اعلى واولى واى فقيه
اعلم وافقه فالفقهاء فى الحنفية
كثروا كل احد يخالف غيره
فتارة يقول ابوحنيفة فصاحباه
يخالفانه وتارة يقول محمد الشيبانى
فيخالفه الشيخان وتارة يقول
ابويوسف فيخالفه الطرفان و
تارة اجتمعت هذه الثلاثة وتارة
كل احد يخالف غيره كان الوحى

رکھتا اور ان کے جبر سے نفرت کرتا تھا۔ اور محدثین
میں سے تھا۔ اس وجہ سے خلیفہ ہشام مالک کو اور
مالک اسے پسند کرتے تھے۔ جس کی وجہ سے مالکیہ
امویوں اور اندلس والوں کا مذہب بن گئی۔
پس عباسی اور اموی خلافتیں ایک دوسرے کی دشمن
تھیں۔ اسی طرح مالکیہ اور حنفیہ ایک دوسرے کی مخالف
بن گئیں۔ کیونکہ مالکیہ قرآن وسنت پر قائم ہوئی۔
اور حنفیہ رائے اور قیاس بازی پر استوار ہوئی
دونوں ایک دوسرے کی ضد ہیں اور دونوں ایک
دوسرے سے جدا ہیں۔ حنفیہ اور اس کے مسائل اس
قدر پھیل گئے کہ یہاں تک کہ فتویٰ دینے والے کو
پتہ بھی نہیں چلتا کہ کونسے قول پر فتویٰ دے اور کونسا
قول راجح اور قوی ہے اور کونسا امام اعلیٰ اور
اولیٰ ہے اور کونسا فقیہ زیادہ علم اور تفقہ والا
ہے۔ کیو مذہب حنفی میں فقہاء کی کثرت ہے۔
ہر ایک دوسرے کی مخالفت پر تلا ہوا ہے۔ پس
کبھی ابوحنیفہ کچھ کہتا ہے تو صاحبین اس کی مخالفت
کرتے ہیں اور کبھی محمد الشیبانی کوئی بات کہتا ہے
تو شیخین کمر مخالفت کس لیتے ہیں۔ کبھی ابویوسف
کوئی فتویٰ دیتے ہیں تو طرفین مخالف ہو جاتے ہیں
اور کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ تینوں مل جاتے ہیں اور

ينزل عليهم للاختلاف . فالاختلاف
زاد فيهم متى كثر الفقهاء واصحاب
الآراء . فالمالكية ففيها المقلدون
لكنهم مجتهدون محققون . فيحيى
بن يحيى المصمودي فشانه كان اعلى
عند الخليفة وجعله قاضيا من كان
مالكيا كما في بستان المحدثين ص ٢٦
فنشر يحيى المالكية كما نشر ابو
يوسف الحنفية . فاما المالكيون
كان مذهبهم اولا كتاب الله وسنة
نبيه (صلى الله عليه وسلم) وما وضع
امامهم اصولا خلافا للكتاب و
السنة . لكن بمرور الازمنة صار
المالكية ملوثا بالتقليد كالمصالح
المرسلة . لكن في المالكية مجتهدون
كابن عبد البر واسد بن فرات
وعبد السلام التنوخي وابو الوليد
الباجي وابن رشد الكبير وابن
رشد الحفيد وابن العربي صاحب
العواصم من القواصم وامثالهم .
والامام الشافعي محمد بن ادريس
ولد في الغزة سنة ١٥٠ھ ومات ببغداد
سنة ٢٠٤ھ وسافر لحصول العلم
سفرا طويلا وتلمذ عند الامام

کبھی ہر ایک اپنے غیر کی مخالفت کرتا ہے ۔ گویا کہ وہی
ہے جو اختلاف کے لئے ان پر نازل ہوئی ہے ۔ جوں
جوں فقہاء اور رائے والے زیادہ ہوتے گئے
ان میں اختلاف بڑھتا گیا ۔ جہاں تک مالکیہ کا تعلق
ہے تو اس میں مقلدین بھی ہیں لیکن مجتہد اور محقق
بھی ہیں ۔ چنانچہ یحیٰ ابن یحیٰ مصموری جس کو خلیفہ
کے ہاں اعلیٰ مقام حاصل تھا، اور مالکیوں میں سے
اسی کو قاضی بنایا جیسا کہ بستان المحدثین ص ۲۶ میں ہے
تو یحیٰ نے مالکی مذہب کو پھیلایا جس طرح ابو یوسف
نے حنفیت کو پروان چڑھایا ۔ لیکن مالکیوں کا پہلے
مذہب کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم تھا ۔ ان کے امام نے کتاب و سنت کے خلاف
کوئی اصول نہیں بنایا ۔ لیکن مرور زمانہ کے ساتھ
مالکیہ بھی تقلید میں ملوث ہوتی گئی مصالح مرسلہ
اس کی مثال ہے ۔ البتہ مالکیہ میں مجتہدین پیدا
ہوتے رہے جس طرح ابن عبد البر، اسد بن فرات
عبد السلام تنوخی، ابو الولید باجی، ابن رشد
کبیر، ابن رشد حفید اور ابن عربی مصنف کتاب
العواصم من القواصم اور ان کی طرح دوسرے ۔
باقی رہا امام شافعی محمد بن ادریس
کا حال ۔ تو سنہ ۱۵۰ھ میں پیدا ہوئے اور بغداد
میں سنہ ۲۰۴ھ میں وفات کی ۔ حصول علم کی خاطر
انہوں نے طویل سفر کیے اور امام مالک سے
بھی تحصیل علم کی ۔

مالک وکان تلمیذ الشافعی احمد بن حنبل و داؤد الظاهری وابو الثور البغدادی وغیرھم وکان بلیغا فصیح اللسان و البیان ووضع اصول الفقه بین الفقه المالکیة و الحنفیة۔

امام شافعی کے شاگرد امام احمد بن حنبل اور داؤد ظاہری اور ابو الثور بغدادی وغیرہم ہیں اور وہ زبان وبیان میں فصیح وبلیغ تھے اور فقہ مالکیہ اور حنفیہ کے درمیان انہوں نے اصول فقہ وضع کیے۔

(اختلاف امة کا المیہ اردو)

واصل مذھبه الکتاب والسنة وراوی کتبهٔ الربیع بن سلیمان المرادی ومن مقلدیه الربیع ھٰذا وابو اسحاق الفیروزآبادی و ابو حامد الغزالی وابو القاسم الرافعی والشیخ شرف الدین النووی شارح مسلم وتقی الدین علی السبکی وجلال الدین السیوطی صاحب التصانیف الکثیرة المملوئة من الرطب والیابس فمن مقلدیھم اکثرھم المجتھدون المحققون۔

(اختلاف امت کا المیہ)

اور امام شافعی کے مذہب کے بنیادی اصول کتاب وسنت تھے۔ اور ان کی کتابوں کے راوی ربیع بن سلیمان المرادی تھے۔ اور ان کے مقلدین میں یہ ربیع اور ابو اسحاق فیروزآبادی ابو حامد الغزالی، ابو القاسم الرافعی اور شیخ شرف الدین نووی مسلم شریف کے شارح، تقی الدین علی سبکی اور بہت سی رطب ویابس سے معمور کتابوں کے مصنف جلال الدین سیوطی شامل ہیں۔ چنانچہ امام شافعی کے مقلدوں میں بہت سے مجتہد اور محقق تھے۔

واما الامام احمد صاحب مسند وفی ھٰذا المسند اربعون الف حدیث وصاحب الحنبلیة وله مقلدون مجتھدون کالامام ابن تیمیه الحرانی وتلمیذهٔ

اور امام احمد کا احوال۔ تو امام صاحب مسند (احمد) کے جامع ہیں، جس کے اندر ۴۰ ہزار احادیث ہیں اور مذہب حنبلیہ کے بانی ہیں۔ ان کے مقلدوں میں بھی مجتہدین گذرے ہیں۔ جس طرح کہ امام ابن تیمیہ اور ان کے

ابن القيم الجوزی و الامام محمد بن عبد الوهاب النجدی نمؤلاء المجتهدون اصحاب التصانيف الكثيرة الجيدة النافعة واما الحنفية فمذهبهم الآراء و المقاييس ابعد من الكتب و السنة و الاجماع كما هو ظاهر من اصولهم الاربع و الاجماع و القياس و المذاهب الثلاثة غير الحنفية اقرب الى الكتاب والسنة ابعد من الآراء و المقايس بالنسبة الى الحنفية.

شاگرد ابن قیم جوزی اور امام محمد بن عبد الوہاب نجدی۔ یہ سب مجتہد ہیں جنہوں نے بہت ساری نفع والی کتابیں لکھیں۔

باقی رہی حنفیت اور احناف تو ان کا مذہب آراء اور قیاس بازی کے سوا کچھ نہیں ہے اور کتاب وسنت اور اجماع سے دور۔ جیساکہ ان کے چار اصول سے ظاہر ہوتا ہے۔ اور ضعفاء کا اجماع اور قیاس ان کے مذہب کے رکن ہیں۔ جبکہ حنفیہ کے علاوہ تین دوسرے مذاہب کتاب وسنت سے قریب تر ہیں اور حنفیہ کے مقابلہ میں آراء اور قیاس سے بہت دور ہیں۔

تقلید اور مذاہب اربع کی ترویج کا دوسرے طریقہ سے بیان

ابتداء التقليد وترويج المذاهب الاربعة بطريق آخر. متى انقرض زمن خير القرون و الناس ذهبوا يمينا وشمالا و تركوا الآثار وسنن النبی صلى الله عليه وسلم و اخذوا الاهواء و الآراء واشرب فی قلوبهم التقليد و بغضوا الآثار و الاخبار ويحبون الجدل و الخصومات. ففی هذا الزمن

تقلید کی ابتدا اور مذاہب اربع کی ترویج دوسرے طریقے سے۔ جب خیر القرون کا زمانہ ختم ہوا اور لوگ دائیں بائیں چلنے لگے۔ آثار اور سنت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو چھوڑ دیا اور آراء و اہواء اور خواہشات نفسانی کے پیچھے چلنے لگے اور ان کے دلوں کے اندر تقلید پرستی رچ بس گئی۔ احادیث و آثار کے ساتھ عناد اور بغض کی فضا پیدا ہوئی اور لوگوں نے بحث وجدل اور مناظرے بازی کو اپنا اوڑھنا بچھونا بنا لیا تو اسی دور میں تقلید کی ابتداء

ابتدأ التقليد ونشأت الفتنة
وثارت مقالات المنافقين الملحدين
المنحرفين فی الناس كلما جاء
زمن بعد زمن هو اشر من
الاول. فالرجل يصبح مؤمنا
ويمسی كافرا ويمسی كافرا و
يصبح مومنا. ويبيع دينه بعرض
من الدنيا ويمشی سنن المغضوبين
والضالين. حذو النعل بالنعل و
قال ابن خلدون فی تاريخه : و
انقسم الفقه الی طريقين. طريقة
اهل الرأی والقياس وهم اهل
العراق. وطريقة اهل الحديث
وهم اهل الحجاز وكان الحديث
قليلا فی اهل العراق كما قدمنا
فاستكثروا من القياس ومهروا
فيه. فلذالك قيل اهل الرأی
ومقدم جماعتهم الذی استقر
المذهب فيه واصحابه ابوحنيفة
(تاريخ ابن خلدون ص ۳۷۲ ج ۱)
وقال الشهرستانی : و اصحاب الرأی
وهم اهل العراق وهم اصحاب
ابی حنيفة نعمان ـ الی ان قال

ہوئی۔ فتنہ وفساد اٹھ کھڑے ہوئے اور منافق
ملحدوں اور منحرفوں کے باطل عقائد اور نظر
لوگوں میں پھیل گئے۔ ایک زمانہ آتا تو وہ پہلے
سے بدتر ہوتا۔ آدمی صبح کو مؤمن ہوتا تو شام
کافر بن جاتا اور اگر شام کو کافر ہوتا تو صبح
والا بن جاتا۔ اور اپنے دین کو دنیا کے چ
کے عوض بیچ ڈالتا اور لوگوں نے یہود ونصا
کے طریقوں کو اختیار کرلیا۔ بلکل ا
نقش قدم پر چل پڑے۔

اور علامہ ابن خلدون اپنی تاریخ میں رقم
ہیں " اور فقہ دو طریقوں پر منقسم ہوگیا ایک
طریقہ قیاس اور رائے والوں کا اور وہ عرا
والے تھے۔ اور دوسرا طریقہ اہل حدیث کا
اور وہ حجاز والے تھے۔ اہل عراق میں حدیث
برائے نام تھی جیسا کہ ہم یہ حقیقت پہلے بیان کر
پس ان لوگوں نے قیاس میں قابلیت حاصل
اور وہ اس میں ماہر ہوئے۔ اس وجہ سے ان
اہل رائے کہا گیا اور عراق میں جن لوگوں کا
قائم ہوا، ان کا پیشوا ابوحنیفہ تھا "۔

(تاریخ ابن خلدون ص ۳۷۲ ج ۱)

اور شہرستانی لکھتے ہیں " اور اصحا
اور وہ عراقی تھے اور یہ لوگ ابوحنیفہ نعمان
مقلد تھے "۔ آگے چل کر لکھتے ہیں :-

...سموا اهل الرأی لان عنایتهم ... وجه من القیاس والاستنباط ... الاحکام وبناء الحوادث علیها ... یقدمون القیاس اخبار ... آحاد (الملل ص ۱۲۲ ج ۱)

اور ان کو اہل رائے اس وجہ سے کہا جاتا ہے کیونکہ یہ لوگ احکام میں استنباط اور قیاس کے سبب تلاش کرتے رہتے ہیں اور اسی پر حوادثِ واقعات بنیاد رکھتے ہیں اور اکثر اوقات قیاس کو خبر احد پر مقدم رکھتے ہیں (الملل ص۱۲۲ ج۱)

وقال ولی الله : وکان اکثر ...رهم حب التنظیر علی نظیر والرد ... اصل من الاصول دون تتبع ... احادیث والآثار (حجة الله البالغة ... ۱۶۶)

اور شاہ ولی اللہ لکھتے ہیں کہ "اور احناف کا زیادہ وطیرہ یہ ہے کہ ایک نظیر اور مثال کو دوسرے نظیر اور مثال پر محمول کرتے اور احادیث و آثار کا تتبع کرنے کی بجائے ایک اصل کو دوسرے اصول کی طرف راجع کرتے ہیں (حجۃ اللہ البالغہ ص۱۶۶)

اقول لما ترک الناس آثار النبی صلی الله علیه وسلم واصحابه رضی الله ... مالوا الی التقلید لان امزجة الناس وطبائعهم مختلفة منهم ذو رأی قوی ومنهم ذو رأی ضعیف. فمن یکون فیهم ضعیف الرأی یتبع من یکون قوی الرأی فیلزم فیه التقلید علی الضعیف للقوی فاوجب الناس بارائهم تقلیدهم لغیر امر الله ... الله علیهم ... رعوه حق رعایته فزادوا ... اختلافا وانتزاعا فکان ابو ... فیهم ذا رأی قوی فطوی

میں کہتا ہوں کہ جب لوگوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے اصحاب رضی اللہ عنہم کے آثار و احادیث کو چھوڑ دیا تو تقلید کی طرف مائل ہو گئے۔ کیونکہ لوگوں کی طبیعتیں اور مزاج مختلف ہوتی ہیں۔ کوئی قوی رائے کا مالک ہوتا ہے تو کوئی کمزور رائے والا۔ تو ان میں جو کمزور رائے والا ہوگا، وہ قوی رائے والے کی پیروی کرے گا۔ جس کی وجہ سے کمزور آدمی پر لازم آئے گا کہ وہ طاقتور رائے والے کی تقلید کرے۔ اس طرح لوگوں نے تقلید کو فرض قرار دیا۔ اللہ تعالیٰ کے حکم کے بجائے کیونکہ یہ اللہ نے ان پر فرض نہیں کی۔ پھر انہوں نے تقلید کی کماحقہ رعایت بھی نہ کی۔ جس کی وجہ سے ان میں اختلافات اور تنازعات بڑھتے

الناس طوق تقليده فى اعناقهم طوق الحمامة وتركوا الاثار وراء ظهورهم. وقال ولى الله : وكان اشهر اصحابه ذكرًا ابويوسف فولى قضاء القضاة ايام هارون الرشيد فكان سببًا لظهور مذهبه والقضاء به فى اقطار العراق والخراسان و ما وراء النهر (حجة الله البالغة ص۱۵۱ ج ۱) وقال المقرزى : فلما قام هارون الرشيد فى الخلافة وولى القضاة ابويوسف بعد سنة ۱۷۰ھ فلم يقدر ببلاد العراق و الخراسان والشام ومصر الا من اشار له القاضى ابو يوسف واعتنى به وكذا لما قامت بالاندلس دولة الحكم بن هشام و يحىٰ كان مكينا عنده مقبول القول فصار لا يولى القضاة الا من اشار به فانتشر به مذهب المالكية كما انتشر بابى يوسف فى المشرق (الخطط ص ۳۳۳ ج ۲ و بغية الملتمس ونفح الطيب وتاريخ الخلفاء و تاريخ ابن خلدون) وقال المقرىزى وكان الغالب على اهل افريقية السنن و الآثار

گئے۔ ابوحنیفہ چونکہ ان کے اندر قوی رائے والے تھے، اس لئے لوگوں نے اس کی تقلید کا پھندا گلے میں ڈال دیا جس طرح کہ کبوتر کی گردن میں گول دائرہ ہوتا ہے اور انہوں نے احادیث کو پیٹھ پیچھے ڈال دیا۔ شاہ ولی اللہ فرماتے ہیں " ابوحنیفہ کے سب سے مشہور شاگرد ابویوسف تھے تو ہارون الرشید کے دور حکومت میں وہ قاضی القضاۃ مقرر ہوئے۔ اس وجہ سے ابوحنیفہ کا مذہب پروان چڑھا اور عراق، خراسان اور ماوراء النہر میں ابوحنیفہ کے فقہ سے فیصلے ہونے لگے (حجۃ اللہ ص۱۵۱ ج ۱) اور مقرزی فرماتے ہیں " پھر جب خلافت پر ہارون الرشید فائز ہوا اور سنہ ۱۷۰ھ کے بعد ابویوسف کو قضا کے منصب پر مامور کیا۔ تو عراق، خراساں، شام اور مصر میں ابویوسف کے اشارے پر ہی قاضیوں کا تقرر ہونے لگا۔ اسی طرح جب اندلس میں حکم بن ہشام کی حکومت قائم ہوئی اور یحیٰ اس کے نزدیک قابل قدر اور قابل اعتبار (مالکی مسلک کا عالم) تھا تو اس وجہ سے وہ کسی کو قضا کے منصب پر مقرر نہیں کرتا تھا مگر جس کے بارے میں یحیٰ اشارہ کرتا۔ پس اس کی وجہ سے مالکی مذہب پھیلا، جس طرح کہ مشرق میں ابویوسف کی وجہ سے حنفی مسلک کو رواج ہوا۔ (الخطط ص ۳۳۳ ج ۲، بغیۃ الملتمس، نفح الطیب، تاریخ الخلفاء اور تاریخ ابن خلدون) اور مقرزی نے کہا کہ اہل افریقہ پر زیادہ غلبہ احادیث اور آثار کا تھا۔

ثم غلب الحنفی کما تقدم فلما تولیٰ
علیها المعز بن بادسین (سنة ۴۰۷ھ) حمل
اهلها و اهل ما ولٰها من بلاد المغرب
علی المذاهب المالکیة و حسم مادة
الخلاف فی المذاهب (الخطط ص ۳۳۳
ج ۲) وقال عبد الحی : المذهب الشافعی
ظهر اولا فی مصر ثم خراسان و
توران وشام و یمن و ماوراء النهر
وبلاد الفارس ثم فی بعض بلاد
الهند وبعض بلاد الاندلس و الافریقیة
(الفوائد البهیة)

وقال الحافظ ابن حجر فی "رفع
الامر" و السخاوی فی "الاعلان بالتوبیخ"
وابن طولون فی "الثغر البشام" اول
من ادخل المذهب الشافعی هو
ابن عثمان الدمشقی و فاز علی قضاء
الدمشق (التعیین للفرقة الناجیة
ص ۴۲) و قال السمعانی فی الانساب
(ص ۳۲۶ ج ۱) : اول من نسب الی المذهب
الشافعی هو ابو علی حسن بن علی عبد
الرحمان الهاشمی. وقال ابو الفلاح
فی شذرات الذهب (ص ۵۱ ج ۱) ان
المذهب الشافعی ادخله فی بلاد ما وراء

پھر حنفی مذہب کو غلبہ حاصل ہوا، جس طرح کہ پہلے بیان
ہوا۔ پھر جب ۴۰۷ھ میں اس پر معز بن بادسین والی
مقرر ہوا تو اپنے ماتحت علاقوں اور بلاد مغرب کے
لوگوں کو مالکی مذہب پر مجبور کیا اور مذہبی اختلاف
کا مادہ ہی ختم کردیا (الخطط ص ۳۳۳ ج ۲) اور عبد
الحی لکھنوی کہتے ہیں "شافعی مذہب پہلے مصر میں
ظاہر ہوا پھر خراسان، توران، شام، یمن، ماوراء
النہر اور بلاد فارس میں۔ پھر ہندوستان، اندلس اور
افریقہ کے بعض علاقوں میں"۔
(الفوائد البہیۃ)

اور حافظ ابن حجر "رفع الامر" میں سخاوی
"اعلان بالتوبیخ" میں اور ابن طولون "الثغر
البشام" میں کہتے ہیں کہ "سب سے پہلے جس
شخص نے شافعی مذہب کو اختیار کیا وہ ابن
عثمان دمشقی تھا اور وہ دمشق کے منصب قضاء
پر فائز ہوا۔" (التعیین للفرقۃ الناجیہ ص ۴۲)
اور سمعانی کتاب "الانساب" (ص ۳۲۶
ج ۱) میں کہتے ہیں "پہلا شخص جس نے خود کو
شافعی مذہب کی طرف منسوب کیا وہ ابو علی حسن
بن علی عبد الرحمان ہاشمی تھا"۔
اور ابو الفلاح "شذرات الذہب
ص ۵۱ ج ۱) میں کہتے ہیں کہ شافعی مذہب کو ماوراء
النہر میں سب سے پہلے جس شخص نے داخل کیا

النعر هو القفال الشاشی. وقال
المقریزی: ثم لما خلفتها دولة
الترك البحرية وكان سلاطينها
شافعية ايضًا استمر العمل فى
القضاء الشافعيه (مصر) حتى احدثت
سلطة الملك الظاهر بيبرس الذى
ولى القضاء الاربعة حنفى، شافعى،
مالكى، حنبلى. فاستمر ذلك من
سنه ٦٦٥ھ حتى لم يبق فى مجموع
امصار الاسلام مذهب من مذاهب
الاسلام سوى هذه المذاهب الاربعة
وعقيدة العشرى وعملت لاهلها
المدارس والخوانق والزوايا و
الربط فى سائر ممالك الاسلام
وعودى من تمذهب بغيرها و
انكر عليه ولم يول قاض ولا
قبلت شهاده احد ولا قدم للخطابة
والامامة و التدريس اه (ص ١٣٥
ج ٥ حقيقة الالحاد للنورستانى ص ٣٤)
وقال تاج الدين السبكى فى الطبقات
"الملك الظاهر رُئى فى النوم فقيل
له، ما فعل الله بك؟ قال عذبنى
عذابًا شديدًا بجعل القضاة الاربعة

وہ قفال شاشی تھا۔ اور مقریزی کہتے ہیں کہ
جب ترک بحریہ کی حکومت قائم ہوئی، جس کے
سلاطین مذہبًا شافعی مسلک کے تھے تو قضاء کے
منصب پر شافعیوں کا عمل دخل قائم ہوگیا (یعنی
مصر میں) یہاں تک کہ سلطان ظاہر بیبرس کی حکومت
قائم ہوئی۔ جس نے قضا کے مناصب پر چار
مذاہب حنفی، شافعی، مالکی اور حنبلی کو عمل
دخل دیا یہ سلسلہ سنہ ۶۶۵ھ تک جاری رہا یہاں تک
کہ پورے عالم اسلام میں ان چار مذاہب اور
اور عقیدہ اشعری کے سواء کوئی اور مسلک باقی
نہیں بچا۔ اور پورے عالم اسلام کے طول و عرض
میں ان مذاہب کو مستحکم کرنے کی خاطر مدارس،
خانقاہوں، درگاہوں اور مہمان خانوں کا جال
بچھا دیا گیا اور جس نے بھی ان مسالک کے علاوہ کوئی
اور مسلک اختیار کیا، اس کے ساتھ بغض و عناد روا
رکھا گیا اور اس پر نکتہ چینی کی گئی۔ اور اس کے لئے
نہ قضا کا دروازہ کھلتا اور نہ ہی کسی کی گواہی قبول
کی جاتی اور نہ ہی اسے خطابت، امامت اور تدریس
کے لئے پیش کیا جاسکتا تھا۔ (ص ۱۳۵ ج ۵، حقیقة
الالحاد نورستانی ص ۳۴) تاج الدین سبکی طبقات
میں کہتے ہیں "نیند میں ملک ظاہر کو دیکھا گیا اسے
کہا گیا، اللہ تعالیٰ نے تمہارے ساتھ کیا سلوک کیا؟
اس نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے شدید ترین عذاب دیا،

وقال فرقت كلمة المسلمين؟ وقال السخاوی والمقریزی اول من بنی المدارس للمذاهب الاربعة فی المدرسة الصالحية سنة ٢٤ھ وكان السلطان صالح نجم الدين. وقال المراكشی فی المعجب" فی المائة الخامسة فی اقصی المغرب كان السلطان علی بن يوسف بن تاشفين وكان سلطانه فی البلاد الاندلس فی هذا الزمن فامر فی بلاده ان لا يقضی احدٌ سوی هذه المذاهب الاربعة انتشر هذ المذاهب ونسی الناس كتاب الله وسنة رسوله صلی الله عليه وسلم فی هذا الزمن.

(تاريخ اهل الحديث للشيخ احمد الدهلوی ص ٤٤) وقال فی تذكرة الحفاظ (ص ١٠١ ج ٣) فلقد تقالوا اصحاب الحديث وتلاشوا تبذل الناس بطلبه يهزء بهم اعداء الحديث و السنة و يسخرون منهم وصار علماء العصر فی الغالب عاكفين علی التقليد فی الفروع من غير تحرير لما انتهی

کیونکہ میں نے مذاہب اربعہ کو رواج دیا اور فرمایا کہ تم نے مسلمانوں میں افتراق کو رواج دیا۔ سخاوی اور مقریزی فرماتے ہیں کہ سب سے پہلے جس مدرسہ کی مذاہب اربعہ کی تعلیم کی خاطر تعمیر ہوئی وہ مدرسہ صالحیہ تھا سنہ ۲۴ھ میں اور یہ سلطان صالح نجم الدین کا زمانہ تھا۔ اور مراکشی معجب میں لکھتے ہیں " پانچویں صدی ہیں مغرب اقصیٰ میں علی بن یوسف بن تاشفین کا زمانہ حکومت تھا۔ اور اس کی یہ حکومت اندلس کے علاقوں میں ان دنوں میں قائم تھی۔ اس نے اپنے ملک کے شہروں میں حکم جاری کر دیا کہ ان چار مذاہب کے علاوہ کوئی فیصلہ نہ کیا جائے۔ اس لئے یہ مذاہب مروج ہو گئے اور اس زمانہ میں لوگ کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھول گئے۔

(تاریخ اہل حدیث شیخ احمد دہلوی ص ۴۴)

اور تذکرۃ الحفاظ میں کہتے ہیں (ص ۱۰۱ ج ۳) اور اہل حدیث کم ہو گئے۔ وہ ڈھونڈنے سے بھی ہاتھ نہیں آتے تھے۔ احادیث کے دشمن ان کا مذاق اڑانے لگے۔ اس زمانہ کے علماء شروع میں تقلید کی چوکھٹ پر جھک کر بیٹھ گئے۔

(عبارت پوری ہوئی)

وقال ولى الله الدهلوى: ومنها انهم اطمأنوا بالتقليد ودب التقليد فى صدورهم دبيب النمل وهم لا يشعرون (حجة الله ص١٥٣) ولا اقول كليا مطردا فان لله طائفة من عباده لا يضرهم من خذلهم وهم حجة الله فى ارضه وان قلوا ولم يات قرن بعد ذلك الا وهو اشد فتنة و اوفر تقليدا و اشد انتزاعا للامانة من صدور الرجال حتى اطمانوا بترك الخوض فى امر الدين و بان يقولوا اِنَّا وَجَدْنَا آبَاءَنَا عَلَىٰ أُمَّةٍ وَّاِنَّا عَلَىٰ آثَارِهِمْ مُّقْتَدُوْنَ. (حجة الله البالغة)

السوال: لم يقول المقلدون لاهل الحديث ضالون وغير ذلك من الالقاب؟

الجواب: تفكرت فى هذا الامر فوصلت الى هذا المنزل لان احاديث الفقهاء اكثرها موضوعة ورواتها ضعفاء ومتروكون لان الفقهاء لا يعلمون علم الجرح والتعديل لهذا

اور شاہ ولی اللہ دہلوی کہتے ہیں "اور ان میں یہ ہے کہ تقلید پر مطمئن ہو کر بیٹھ گئے اور چیونٹی کے رینگنے کی طرح تقلید ان کے دلوں میں رینگنے لگی اور اس کا ان کو شعور بھی نہ ہوا۔ (حجۃ اللہ ص۱۵۳) میں اسے قاعدہ کلیہ نہیں کہتا۔ اللہ کے بندوں میں سے ایک گروہ ہمیشہ ایسا ہوتا ہے جن کو رسوا کرنے والا ضرر نہیں دے سکتا اور ایسے لوگ اللہ کی زمین میں اللہ کی حجت ہیں، اگرچہ وہ کم ہوتے ہیں۔ اور جوں جوں زمانہ گذرتا جائے گا، وہ فتنہ فساد میں بڑھ چڑھ کر ہوگا اور تقلید زیادہ ہوتی جائے گی۔ اور لوگوں کے دلوں سے امانت چھینتی جائے گی۔ یہاں تک دین کے معاملہ میں اجتہاد چھوڑ دیں گے اور لوگ کہیں گے کہ (ترجمہ) ہم نے اپنے آباء و اجداد کو ایک دین پر پایا اور ہم ان کے ہی نقش قدم پر چلتے رہیں گے۔ (حجۃ اللہ)

سوال: مقلد حضرات اہل حدیث کو گمراہ وغیرہ القاب سے کیوں نوازتے ہیں؟

جواب: اس معاملہ پر میں نے غور و خوض کیا تو اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ چونکہ فقہا کی احادیث زیادہ تر من گھڑت ہوا کرتی ہیں اور اس کے راوی ضعیف اور متروک ہوتے ہیں، اور چونکہ یہ فقہاء جرح و تعدیل کے علم سے نا آشنا ہوتے ہیں، اس وجہ سے تدقیق

يجمعون الموضوعات و المكذوبات
من الزنادقة و الوضامين وان
نظرت و تفكرت فی فقه المقلدين
فيظهر هذا السر والمكر والخديعة
لهذا يطعنون غير مقلدين سترا
لمذهبهم المموهة بالباطل وقال
ايضا و منها ما اشتهر علی السنة
الفقهاء والصوفيه والمؤرخين و
غيرهم وليس لهم اصل فی هذه
الطبقات الاربع (حجة الله ص ١٣٥)
وقال ملا علی قاری الحنفی " ولا
عبرة بنقل النهاية ولا بقية شراح
الهداية فانهم ليسوا من المحدثين
ولا اسندوا الحديث الی احد من
المخرجين" (موضوعات كبير ص ٧٤
وعمدة الرعاية ص ١٣)
و قال عبدالحی الحنفی " فكم من
كتاب اعتمد عليه اجلة الفقهاء و
مملوئة من الاحاديث الموضوعة
ولاسيما الفتاوی. فقد وضع لنا
بتوضيح النظر ان اصحابهم وان
كانوا من الكاملين لكنهم فی نقل
الاخبار من المتساهلين (النافع الكبير

اور جعل ساز لوگوں کی خود ساختہ اور جھوٹی روایات
کو جمع کرتے رہتے ہیں۔ اور اگر آپ مقلدین کے
فقہ میں غور و فکر کریں گے تو ان کا یہ راز اور
مکر و فریب واضح ہو جائے گا لہذا اپنے باطل
مذہب کو چھپانے کی خاطر غیر مقلدین پر طعنہ زنی
کرتے رہتے ہیں۔

اور شاہ ولی اللہ مزید فرماتے ہیں کہ جو احادیث
فقہاء، صوفیاء، مورخین وغیرھم میں مشہور
ہیں، ان کی اصل ان چاروں گروہوں کے پاس
نہیں ہے (حجۃ اللہ ص ۱۳۵)

اور ملا علی قاری حنفی کہتے ہیں کہ " نہایہ
اور ہدایہ کے دیگر شراح نے جو احادیث نقل
کی ہیں، ان کا کوئی اعتبار نہیں۔ کیونکہ نہ وہ محدث
ہیں اور نہ ہی حدیث کو سند سے بیان کرتے
ہیں۔ (موضوعات کبیر ص ۷۴، عمدہ الرعایہ ص ۱۲)

اور عبدالحی لکھنوی حنفی کہتے ہیں: " اور
کتنی ہی کتابیں ہیں جن پر بڑے بڑے فقہاء کو
اعتماد ہے، لیکن وہ جعلی احادیث سے بھری
پڑی ہیں۔ خاص طور پر فتاویٰ کی کتب چنانچہ
ہم نے اکثر یہ دیکھا ہے کہ ان کتابوں کے مصنفین
اگرچہ کامل لوگ تھے، لیکن احادیث کو نقل
کرنے میں چشم پوشی اور غفلت کرتے تھے۔
(النافع الکبیر ص ۱۲)

ص ١٢) وقال ايضاً " ومن الفقهاء من ليس لهم حظ الا ضبط المسائل الفقهية من دون المهارة فى رواية الحديثية (عمدة الرعاية مقدمه شرح الوقاية ص ١٣) وقال اعزاز على الديوبندى : السابعة طبقة المقلدين الذين لا يقدرون على ما ذكر ولا يفرقون بين الغث والثمين ولا يميزون الشمال عن اليمين بل يجمعون ما يجدون كحاطب ليل فالويل لهم ولمن قلدهم كل الويل (تمهيد النمارق لمن يطالع كنز الدقائق ص ٨).

وقال عبدالحى : ومن الكتب الفقهية وان كانت معتبرة فى نفسها بحسب المسائل الفقهية [illegible] مصنفوها ايضاً من [illegible] والفقهاء الكاملين ولا يعتمد [illegible] الاحاديث المنقولة [illegible] كليا ولا يجزم بورودها [illegible] بمجرد وقوعها فيها فكم من احاديث ذكرت فى الكتب المعتبرة موضوعة و مختلقة (عمدة الرعاية ص ١٣)

مزید کہتے ہیں کہ "بعض فقہاء ایسے ہیں جن کو کچھ آتا نہیں سوا اس کے کہ انہوں نے فقہی مسائل کو رٹ لیا ہے اور روایت حدیث میں تو ان کو کوئی مہارت ہے ہی نہیں"۔ (عمدۃ الرعایہ مقدمہ شرح الوقایہ ص ۱۳) اور اعزاز علی دیوبندی کہتے ہیں " ساتواں طبقہ مقلدین کا ہے جو حدیث کی تحقیق پر قدرت نہیں رکھتے اور نہ ہی اچھی اور بری میں تمیز کر سکتے ہیں، نہ ہی دائیں بائیں کی پہچان کر سکتے ہیں۔ بلکہ لکڑہارے کی طرح جو ان کو ملتا ہے وہ جمع کر لیتے ہیں تو ان کے لئے اور جو ان کی تقلید کرے ویل ہی ویل ہے (تمہید النمارق لمن یطالع کنز الدقائق ص ۸)

اور عبدالحی [illegible] کہتے ہیں "فقہ کی کتابیں اگرچہ [illegible] معتبر ہیں [illegible] فقہ کے فروعی مسائل کے اعتبار سے۔ اور ان کے مصنفین [illegible] کامل فقہاء میں سے تھے [illegible] کتابوں میں جو احادیث درج ہیں، ان پر کلی اعتماد نہیں کیا جا سکتا۔ اور نہ ہی محض اس وجہ سے کہ وہ روایات ان کتابوں میں مذکور ہیں ان کے قطعی ثبوت اور صحت کا حکم لگایا جا سکتا ہے۔ کیونکہ کتب معتبرہ میں کتنی ہی [illegible] من گھڑت احادیث موجود ہیں۔

(عمدۃ الرعایہ ص ۱۳)

وقال ایضاً والخامسة لم یدل دلیل شرعی والکتاب والحدیث والاجماع والقیاس مجتهد جلی ولا خفی لا بالصراحة ولا بالدلالة بل هی مخترعات المتاخرین الذین یقلدون طرق آباءهم ومشائخهم المتقدمین وحکمه الطرح والجرح (النافع الکبیر ص ۵) وقال ملا علی القاری وان نقل الاحادیث النبویة لا یجوز الا من الکتب المداولة لعدم الاعتماد علی غیرها من وضع الزنادقة و الحاق الملاحدة (موضوعات کبیر ص ۸۷)

وما اشتغل (ابوحنیفة) بالدعوة ای بدعوة الناس الی مذهبه الا بالاشارة النبویة فی المنام الیه لیدعوهم الی مذهبه (عین العلم شرح زین العلم ص ۴۹ لملا علی القاری) اقول هذا الافتراء علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم لانه لا یأمر بالفحشاء والسوء فان الفقه مملوء بهما. و قال اللہ عز وجل: اِنَّ الشَّیٰطِیْنَ لَیُوْحُوْنَ اِلٰٓی اَوْلِیٰٓئِهِمْ. فمثلاً فی

نیز لکھنوی مزید کہتے ہیں "پانچواں سبب یہ ہے کہ اس کے حق میں کوئی شرعی دلیل، کتاب و سنت کا اور نہ اجماع اور قیاس کا اور نہ ہی اجتہاد جلی اور نہ خفی نہ صراحت کے ساتھ اور نہ ہی دلالت کے ساتھ وارد نہیں ہوا ہے بلکہ یہ متاخرین کی اختراعی باتیں ہیں، جو اپنے آباء و اجداد کے طریقوں اور اپنے گذرے ہوئے بزرگوں کی تقلید کا پھندا اپنی گردنوں میں ڈالے ہوئے ہیں۔ اور اس کا حکم نقد و جرح کرنا ہے" (النافع الکبیر ص ۹) اور ملا علی قاری کہتے ہیں " اور کوئی احادیث نبویہ نقل کرتا ہے تو جائز نہیں ہوگا مگر کتب متداولہ سے کیونکہ (احادیث کی) ان کتابوں کے علاوہ دوسری کتب پر زندیقوں کی جعلسازی اور ملحدوں کے الحاق کی وجہ سے اعتماد نہیں ہے (موضوعات کبیر ص ۸۷)

" اور ابوحنیفہ نے جو لوگوں کو اپنے مذہب اور تقلید کی طرف دعوت دی تو وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اشارہ پر جو اسے خواب میں ہوا کہ لوگوں کو اپنے مذہب کی طرف دعوت دے (عین العلم شرح زین العلم ص ۴۹، ملا علی قاری) میں کہتا ہوں کہ یہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر بہتان تراشی ہے۔ کیونکہ آپ فحاشی اور برائی کا حکم نہیں دیا کرتے کیونکہ فقہ ان دونوں باتوں سے بھری ہوئی ہے۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ (ترجمہ) بیشک شیاطین اپنے اولیاء کی طرف

الفقه : لو استاجر امرأة ليزنى
بها فزنى لا يحد فى قول ابى حنيفة
(كنز الدقائق و قاضى خان ص ۲۶۶)
وايضا فى الفقه : واما اذا غلبة
الشهوة وليس له زوجة ولا امرأة
ففعل ذلك لتسكينها فالرجاء ان
لا وبال عليه كما قال ابو الليث
و يجب لو خاف الزنا (شامى ص ۱۵۶)
فمفتريات الفقه كثيرة يوحى
الشيطان الى فقهائه و ان الله
و رسوله برئ منها و قالوا وان
عرف بالعدالة والضبط دون الفقه
كأنس و ابى هريرة فان
وافق حديثه القياس عمل به
و ان خالفه لم يترك القياس الا
بالضرورة (نور الانوار ص ۱۸۴،
اصول الشاشى ص ۷۲) وقالوا لو
انه عمل بالحديث لانسد باب الرأى
من كل وجه فيكون مخالفا لقوله
تعالى فَاعْتَبِرُوا يَا أُولِي الْأَبْصَارِ
(نور الانوار ص ۱۸۳) وحسامى ص
۷۵) وقالوا ان اباهريرة غير فقيه
لهذا لن نقبل حديث المصراة روى

دی کرتے ہیں۔ اب مثال کے طور پر فقہ میں ہے کہ
اگر کسی عورت کے ساتھ اجرت پر معاملہ کیا پھر
اس کے ساتھ زنا کیا تو ابو حنیفہ کے قول کے مطابق
اس پر حد نہیں ہوگی۔ (کنز الدقائق، قاضی خان ص۲۶۶)
نیز فقہ میں ہے کہ اور اگر اس پر شہوت کا غلبہ
ہوا اور اس کی نہ بیوی ہے اور نہ عورت تو تسکین
کی خاطر مشت زنی کی تو امید ہے کہ اس پر وبال
نہیں ہوگا۔ جیسا کہ ابو اللیث نے کہا ہے اور اگر
زنا کا خوف ہو تو مشت زنی واجب ہوگی (شامی ص۱۵۶)
پس فقہ کی خرافات بے شمار ہیں جو شیطان نے اپنے
فقہاء کی طرف وحی اور القاء کی ہیں اور اللہ اور اس کا
رسولؐ اس سے بری ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ صحابیؓ اگر
عدالت اور ضبط حدیث میں معروف ہو لیکن غیر فقیہ
ہے، جس طرح انس اور ابوہریرہ تو ان کی حدیث
اگر قیاس کے موافق ہوئی تو اس پر عمل کیا جائیگا
اور اگر قیاس سے متصادم ہوگی تو قیاس کو نہیں چھوڑا
جائیگا مگر ضرورت کے تحت۔ (نور الانوار ص۱۸۴،
اصول الشاشی ص۷۲) اور کہتے ہیں کہ اگر حدیث پر عمل
کیا گیا تو رائے کا دروازہ مسدود ہو جائیگا، ہر لحاظ
سے اور یہ بات اللہ کے اس فرمان کے خلاف ہے کہ
فاعتبروا یا اولی الابصار (نور الانوار ص۱۸۳، حسامی
ص۷۵) اور کہتے ہیں کہ ابوہریرہ غیر فقیہ ہیں۔ اس وجہ
سے ہم ان کی روایت کردہ حدیث مصراۃ) قبول نہیں

عنه ولكن روى هذا الحديث ايضًا فقيه الامة وحبرها عبد الله بن مسعود من اشترى شاة محفلة فردها فليرد معها صاعا من تمر. (البخارى ص ۲۸۸ ج ۱) وقال الحافظ ابن حجر: واظن لهذه النكتة اورد البخارى حديث ابن مسعود عقب حديث ابى هريرة اشارة منه الى ان عبد الله بن مسعود قد افتى بوفق حديث ابى هريرة. فلولا ان خبر ابى هريرة فى ذلك ثابت لما خالف ابن مسعود القياس الجلى فى ذلك (فتح البارى ص ۳۷۱ ج ۸)

وقال ولى الله هذه القاعدة على ما فيها لا ينطبق على صورتنا هذه لانه اخرجه البخارى عن ابن مسعود وناهيك به (حجة الله ص ۱۰۳ ج ۲).

اقول اصل الاحناف مردود بان اباهريرة غير فقيه. فالحديث الذى روى ابوهريرة وهو بعينه يروى ابن مسعود. فكيف يكون احدهما فقيه والثانى غير فقيه والحديث الذى روى ابوهريرة "الوضوء مما

نہیں کریں گے۔ حالانکہ یہی حدیث امت کے فقیہ اور عالم حضرت ابن مسعود سے بھی مروی ہے (ان الفاظ کے ساتھ کہ جس نے ایسی بکری خریدی جس کا دودھ دو ایک روز روک کر پھر اسکا دودھ نکالا گیا ہو پھر اس نے وہ واپس کردی تو اسے کھجور کا ایک صاع بھی دینا ہوگا۔ (بخاری ص ۲۸۸ ج ۱) حافظ ابن حجر فرماتے ہیں "اور میں گمان کرتا ہوں کہ جس نکتہ کی وجہ سے امام بخاری ابوہریرہ کی حدیث کے بعد ابن مسعود کی یہ روایت لائے ہیں" اس میں اشارہ ہے کہ ابن مسعود بھی ابوہریرہ کی حدیث کے مطابق فتویٰ دیتے تھے۔ پس اگر اس مسئلہ میں ابوہریرہ کی یہ حدیث ثابت نہ ہوتی تو ابن مسعود اس ظاہر ظہور قیاس کے خلاف فتویٰ نہ دیتے (فتح الباری ص ۳۷۱ ج ۸)

اور شاہ ولی اللہ فرماتے ہیں کہ یہ قاعدہ ہماری بنائی ہوئی صورت پر منطبق ہی نہیں ہوتا۔ کیونکہ بخاری نے ابن مسعود کی یہ حدیث بیان کی ہے اور تمہارے لئے یہی دلیل کافی ہے (حجۃ اللہ ص ۱۰۳ ج ۲)

میں کہتا ہوں کہ احناف کی یہ بنیاد ہی مردود ہے کہ ابوحنیفہ غیر فقیہ ہیں۔ اس لئے ابوہریرہ جو حدیث روایت کرتے ہیں تو بعینہ وہی روایت ابن مسعود بھی بیان کرتے ہیں۔ پھر یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ ان میں سے ایک فقیہ ہو اور دوسرا غیر فقیہ؟ اور وہ حدیث جو ابوہریرہ سے مروی ہے کہ آگ پر

مست النار وهو يروى اصحاب النبى صلى الله عليه وسلم اكثر من عشرين وفيهم ام المؤمنين سيدة فقهاء الصحابة رضى الله عنهم عائشة رضى الله عنها كما ذكرت. ونقل عن ابى يوسف فى بعض اماليه انه اخذ بحديث المصراة واثبت الخيار للمشترى (كشف الاسنار ص ۷۳ ج ۳)
وقال صاحب احسن الحواشى لكن ههنا دقة قوية وهى ان هذا الحديث جاء فى البخارى برواية عبد الله بن مسعود ايضا والحال انه معروف بالفقه والاجتهاد (احسن الحواشى على اصول الشاشى ص ۷۳) وقال ابن حجر وقد اخذ بظاهر الحديث جمهور اهل العلم وافتى به ابن مسعود وابو هريرة ولا مخالف لهما من الصحابة و قال به من التابعين ومن بعدهم من لا يحصى عددهم (فتح البارى ص ۳۷۳ ج ۸) اقول لا قياس بعد ثبوت النص ورد هذا الخبر الثابت من الاحناف تمويه لان عندهم ابن مسعود فقيه الامة وحبرها فتقدم

پکی ہوئی چیز سے وضو کرنا ہے" وہ یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیس سے زیادہ اصحاب رضی اللہ عنہم روایت کرتے ہیں، جن میں فقہاء صحابہ رض کی سردار ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا بھی ہیں جیسا کہ میں نے ذکر کیا۔ اور ابویوسف سے یہ بھی مروی ہے کہ انہوں نے ابوہریرہ کی مذکورہ حدیث مصراۃ کو اختیار کیا اور مشتری کے لئے اختیار کو باقی رکھا ہے (کشف الاستار ص ۷۳ ج ۳)
اور احسن الحواشی کے مصنف لکھتے ہیں لیکن یہاں پر ایک بڑی مشکل واقع ہے اور وہ یہ کہ یہ روایت بخاری میں عبد اللہ بن مسعود سے بھی مروی ہے اور ان کا حال یہ ہے کہ وہ فقہ اور اجتہاد میں مشہور ہیں (احسن الحواشی علی اصول الشاشی ص ۷۳) اور حافظ ابن حجر فرماتے ہیں: جمہور اہل علم نے حدیث کے ظاہر کو اختیار کیا اور اسی پر فتویٰ دیا ہے ابن مسعود اور ابو ہریرہ نے اور صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے کسی نے ان دونوں کی مخالفت نہیں کی اور تابعین اور ان کے بعد لاتعداد علماء نے بھی یہی کہا ہے (فتح الباری ص ۳۷۳ ج ۸)
میں کہتا ہوں کہ نص کی موجودگی میں کوئی قیاس نہیں چلے گا اور احناف نے اس صحیح حدیث کی کو بھی رد کیا ہے
حالانکہ ابن مسعود ان کے نزدیک امت کے

القياس على الخبر الثابت الصحيح معصية وفسق لا يجرء الا معاند وقصة علم فقاهة ابی هريرة موضوعة من الاحناف لتقديم القياس على الاخبار الصحاح و تائيد مذهبهم المهوهه بالباطل لا يرضى به المؤمن العاقل.

فقیہ اور اس کے ہمسر ہیں۔ لہٰذا صحیح اور ثابت حدیث پر قیاس کو مقدم کرنا گناہ اور فسق ہے جس کی کوئی دشمن دین ہی جرأت کر سکتا ہے اور ابوہریرہؓ کے عدم فقیہ ہونے کا قصہ بھی احناف نے گھڑ رکھا ہے تاکہ صحیح احادیث پر قیاس کو مقدم کر کے اپنے باطل مذہب کیلئے جواز اور تائید فراہم کریں اور اس پر کوئی بھی عقلمند مؤمن راضی نہیں ہو سکتا۔

ابوحنیفہ اور ان کے اصحاب کے ناقدین کی فہرست

ذیل میں ان علمائے حدیث، ائمہ فن وناقدین وناقلین حدیث اور فقہاء کرام کی فہرست پیش کی جارہی ہے، جنہوں نے ابوحنیفہ اور ان کے ساتھیوں اور فقہ حنیفہ کے بانیوں پر جرح کی ہے۔

اسماء الجارحين والنقادين من الائمة على ابی حنيفة وصاحبيه

(۱) و (۲) اماما الصحيحين البخاری ومسلم (۳) مالک (۴) النسائی (۵) الدارقطنی (۶) احمد (۷) الشافعی (۸) ابن المبارک (۹) الاوزاعی (۱۰) ابن عدی (۱۱) ابن عبد البر (۱۲) الذهبی (۱۳) ابو حفص عمر بن علی (۱۴) عبد الله بن علی (۱۵) علی بن المدينی (۱۶) ابو بكر ابن ابی داؤد (۱۷) ابن عيينة (۱۸) ابو يحيىٰ الحمانی عبد الحميد بن عبد الرحمان (۱۹) ابن عياش (۲۰) احمد الخزاعی (۲۱) قاسم بن معن (۲۲) مسعر بن كدام الوسكته الكوفی (۲۳) اسرائيل (۲۴) معمر (۲۵) فضيل بن عياض (۲۶) ايوب (۲۷) سفيان الثوری (۲۸) ابو مطيع الحكم بن عبد الله. (۲۹) يزيد ابن هارون (۳۰) ابو عاصم النبيل (۳۱) عبد الله بن داؤد ابو

عامرالهدبی (۳۲) ابوعبدالرحمان الحضرمی (۳۳) عبد اللہ ابن یزید المقری (۳۴) شداد بن الحکم (۳۵) مکی بن ابراھیم (۳۶) الوکیع بن الجراح (۳۷) نضر بن الشمیل المازنی (۳۸) یحییٰ بن سعید القطان (۳۹) ابوعبید (۴۰) حسن بن عثمان العاصی (۴۱) یزید بن زریع (۴۲) ابومعاویہ (۴۳) ابراھیم بن الکرامۃ القزوینی (۴۴) علی بن عاصم (۴۵) حکم بن ھشام (۴۶) عبدالرزاق (۴۷) حسن بن محمد (۴۸) یحیٰ بن ایوب۔

(۴۹) حفص بن عبد اللہ (۵۰) زفربن سلیمان الایادی (۵۱) اسدبن عمر (۵۲) حسن بن عمارہ (۵۳) یحیٰ بن فضیل (۵۴) ابوجویرہ (۵۵) یزیدالکمیت (۵۶) علی بن حفص البزار (۵۷) ملیح بن وکیع (۵۸) محمد بن عبدالرحمٰن المسعودی (۵۹) یوسف السبتی (۶۰) خارجۃ بن المصعب (۶۱) قیس بن الربیع (۶۲) حجربن عبد اللہ (۶۳) حفص بن حمزۃ القرشی (۶۴) حسن بن الزیاد۔ (۶۵) جعفر بن عون العمری (۶۶) عبد اللہ بن الرجاء الغدانی (۶۷) محمدبن عبد اللہ الانصاری (۶۸) عبد اللہ بن عباب (۶۹) حجربن عبد اللہ الحضرمی (۷۰) ابن الوھیب العابد (۷۱) ابن عائشۃ (۷۲) ابواسحاق الفزاری (۷۳) حمادبن ابی سلیمان (۷۴) عبدالوھاب الشعرانی (۷۵) ملامعین (۷۶) عبدالقادرجیلانی (۷۷) عبدالحی لکنوی (۷۸) الشاہ ولی اللہ الدھلوی (۷۹) ابوداؤد۔

المراجع

۱۔ القرآن الکریم ۲۔ تفسیر البیضاوی ۳۔ التفسیر الکبیر للرازی۔
۴۔ تفسیر روح المعانی ۵۔ تفسیر کبیر۔ منھج الصادقین لملا فتح اللہ الکاشانی الشیعی ۶۔ الصحیح للبخاری ۷۔ الصحیح لمسلم ۸۔ السنن للترمذی ۹۔ السنن لابی داؤد ۱۰۔ السنن لابن ماجۃ ۱۱۔ السنن للدارمی ۱۲۔ مشکوٰۃ المصابیح

مختصر تفسیر ابن کثیر ۱۴۔ مسند احمد ۱۵۔ تحفۃ الاحوذی ۱۶۔ السنن نسائی ۱۷۔ مجمع الزوائد ۱۸۔ فتح الباری ۱۹۔ العینی ۲۰۔ الکرمانی ۲۱۔ المحلی ابن حزم ۲۲۔ منہاج السنۃ ۲۳۔ التمہید شرح المؤطا ۲۴۔ الفرقان بین اولیاء الرحمٰن و اولیاء الشیطان ۲۵۔ حجۃ اللہ البالغۃ ۲۶۔ اعلام الموقعین۔ ۲۷۔ تاریخ الخطیب ۲۸۔ تہذیب التہذیب ۲۹۔ التقریب ۳۰۔ تاریخ ابن خلدون ۳۱۔ التنکیل بما فی تأنیب الکوثری من الاباطیل۔ ۳۲۔ التاریخ الکبیر للبخاری ۳۳۔ تاریخ لابی نعیم الاصبہانی ۳۴۔ التاریخ التشریع الاسلامی ۳۵۔ تاریخ اہل حدیث للشیخ احمد الدہلوی ۳۶۔ فتاوی ابن تیمیہ ۳۷۔ حقیقۃ الفقہ ۳۸۔ میزان الاعتدال ۳۹۔ غنیۃ الطالبین۔ ۴۰۔ مناقب ابی حنیفۃ للذہبی ۴۱۔ مناقب ابی حنیفۃ للموفق ۴۲۔ مناقب ابی حنیفۃ للکردی ۴۳۔ اللمحات الی مافی انوار الباری من الظلمات ۴۴۔ حلیۃ الاولیاء ۴۵۔ الانصاف لولی اللہ الدہلوی ۴۶۔ الایقاف لمحمد حیات السندی۔ ۴۷۔ الاحکام فی اصول الاحکام لابن حزم ۴۸۔ عمدۃ الرعایۃ ۴۹۔ جامع المسانید للخوارزمی ۵۰۔ تذکرۃ الحفاظ ۵۱۔ الملل والنحل للشہرستانی ۵۲۔ کتاب المجروحین من المحدثین والضعفاء والمتروکین لابن ابی حاتم ۵۳۔ الضعفاء الکبیر للعقیلی ۵۴۔ کشف الاستار ۵۵۔ احسن الحواشی علی اصول الشاشی ۵۶۔ نور الانوار ۵۷۔ اصول الشاشی ۵۸۔ حسامی ۵۹۔ فتاوی قاضی خان ۶۰۔ عین العلم شرح زین الحلم ۶۱۔ موضوعات کبیر ۶۲۔ الہدایۃ ۶۳۔ النافع الکبیر ۶۴۔ الفوائد البہیۃ ۶۵۔ الانساب للسمعانی ۶۶۔ شذرات الذہب ۶۷۔ الخطط للمقریزی ۶۸۔ جامع بیان العلم وفضلہ ۶۹۔ جامع البیان ۷۰۔ طبقات ابن سعد ۷۱۔ بستان المحدثین ۷۲۔ اختلاف امۃ کا المیہ فیض عالم ۷۳۔ تمہید النمارق لمن یطالع کنز

الدقائق ٧٤- شامی ٧٥- العلل المتناهية ٧٦- کتاب الاسماء والکنی للامام مسلم ٧٧- اسماء المجروحين لابن ابی الفتح البعلی قلمی ٧٨- الکامل لابن عدی ٧٩- الاسناد من الدين للقريوطی ٨٠ عالمگيری ٨١- اصول کرخی ٨٢- الفقه الاکبر للامام الشافعی ٨٣- نامی شرح حسامی ٨٤- قول سديد ٨٥- جمع الجوامع ٨٦- مختصر ابن حاجب ٨٧- لسان العرب ٨٨- صراح - ٨٩- المنجد ٩٠- الاعلان للسخاوی ٩١- ميزان الشعرانی

٩٢- عقد الجيد ٩٣- مسلم الثبوت ٩٤- مجالس الابرار ٩٥- روضة الندية ٩٦- الاعتبار للحازمی ٩٧- بعينة الملتمس نفح الطيب ٩٨- فتح القدير شرح الهداية ٩٩- الشهاب الثاقب ١٠٠- البلاغ المبين لهارون الصباغ ١٠١- اکابر علماء ديوبند کا مذهب من حکيم محمد اشرف السندهو ١٠٢- معجم البلدان ١٠٣- المعجم للمراکشی ١٠٤- الطبقات للسبکی ١٠٥- السنن للبيهقی ١٠٦- دلائل النبوة

وهذا الکتاب صنفته رداً علی غلو المحدثين الزائغين عن الحق والمطيرين الائمة فوق منزلتهم والنقادين الذين يجرحون الائمة الصادقين الموثقين من النقادين الصادقين وما اريد الا الاصلاح وما توفيقی الا بالله عليه توکلت واليه انيب وهذا آخر الکلام فی هذا المرام والصلوٰة والسلام علی خير الانام الی يوم القيام

تـــــم

محمد بن عبد الله الظاهری السندی

ضمیمہ کتاب

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم۔ امابعد! اس کتاب میں فرقوں کا ذکر ہے۔ فرقوں کی تشریح کے لیے غنیۃ الطالبین مترجم اردو سے یہ عبارت نے کر شامل کر لی ہے تاکہ قارئین کرام اس سے استفادہ کر سکیں اور مرجیہ اور جہمیہ وغیرہ کا مطلب سمجھ سکیں۔

تیہتر ۷۳ فرقے

ناجی، خارجی، شیعہ، رافضی، معتزلہ، قدریہ اور دوسرے فرقے

یہ تمام تہتر فرقے دراصل دس گروہوں سے نکلے ہیں: (۱) اہل سنت (۲) خارجی (۳) شیعہ (۴) معتزلہ (۵) مرجیہ (۶) مشبتبہہ (۷) جہمیہ (۸) ضراریہ (۹) نجاریہ (۱۰) کلابیہ

اہل سنت کا صرف ایک ہی طبقہ ہے۔ خوارج یا خارجیہ کے پندرہ۔ معتزلہ کے چھ۔ مرجیہ کے بارہ۔ شیعہ کے بتیس۔ مشبہہ کے تین فرقے ہیں۔ ضراریہ، کلابیہ، نجاریہ اور جہمیہ کا ایک ایک فرقہ ہے۔ اس طرح کل بہتر ۷۲ فرقے ہوئے۔ فرقہ ناجیہ صرف اہل سنت کا ہے۔ اس کا مسلک اور عقیدہ پہلے بیان ہو چکا ہے۔ قدریہ اور معتزلہ فرقے کے لوگ اس فرقہ ناجیہ کو مجبرہ کہتے ہیں۔ کیونکہ اس کا عقیدہ ہے کہ تمام مخلوق اللہ تعالیٰ کی مشیت، قدرت، ارادہ اور تخلیق کی تابع ہے۔ مرجیہ اس فرقہ ناجیہ کو شکاکیہ (شکیہ) کہتے ہیں۔ کیونکہ اس گروہ کے لوگ ایمان کو مشیت الٰہی کی شرط سے مشروط کرنے کے قائل ہیں اور کہتے ہیں کہ اگر کوئی شخص یوں کہے کہ میں انشاء اللہ مومن ہوں تو اس طرح کہنا درست ہے (جیسا کہ اس سے قبل بیان کیا جا چکا ہے)

رافضی اس ناجیہ فرقہ کو ناصبی کہتے ہیں۔ کیونکہ ان کا اصول ہے کہ اپنے امام کو جماعت

کی رائے سے مقرر کرتے ہیں۔ جہمیہ و نجاریہ دونوں اس فرقہ کو مشبہہ کہتے ہیں۔ اسی لحاظ سے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی صفات میں علم، قدرت اور حیات وغیرہ صفات کا اثبات کرتے ہیں۔ باطنیہ اس کو حشویہ کہتے ہیں۔ چونکہ یہ گروہ احادیث کا قائل اور آثار کے ساتھ تعلق رکھتا ہے۔ حالانکہ ان کا کوئی اور نام نہیں ہے، بجز اس کے کہ وہ اصحاب حدیث اور اہل سنت ہیں' جیسا کہ ہم نے پہلے بیان کیا ہے۔

۔ خارجیوں کے نام اور القاب مختلف ہیں۔ اس گروہ کو خارجی کہنے کی اصل وجہ یہ ہے کہ انہوں نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے خلاف خروج کیا تھا۔ ان کا نام محکمیہ بھی تھا۔ اس لئے کہ انہوں نے ابوموسیٰ اشعری اور عمرو بن العاص کے حکم ہونے کا انکار کیا تھا اور جب حضرت علیؓ نے ان دونوں کو حکم مان لیا تو خارجیوں نے کہا کہ حکم دینا صرف اللہ کے ساتھ مخصوص ہے (کسی کو خلیفہ کے تقرر کے متعلق فیصلہ صادر کرنے کا حق نہیں ہے) ان کو حروریہ بھی کہا جاتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ لوگ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا ساتھ چھوڑ کر مقام حروراء میں جا کر ٹھہر گئے تھے۔ ان کو شراۃ (بیچنے والے) اس لئے کہا جاتا ہے کہ ان کا دعویٰ تھا کہ ہم نے اللہ تعالیٰ کے رستے میں اپنی جانیں فروخت کر دی ہیں[1]۔ ان کو مارقہ بھی کہا جاتا ہے۔ مارقہ کہنے کی وجہ یہ ہے کہ یہ لوگ دین سے خارج ہو گئے تھے۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی یہی حالت بیان کی تھی اور فرمایا تھا کہ یمرقون من الدین کما یمرق السہم من الرمیۃ ثم لا یعودون فیہ (وہ لوگ دین سے اس طرح نکل جائیں گے، جس طرح تیر کمان سے نکل جاتا ہے۔ پھر وہ دین میں واپس نہیں آئیں گے) چنانچہ یہ لوگ دین سے باہر ہو گئے۔ ملت اسلامیہ سے خارج ہو گئے، جماعت سے الگ ہو گئے۔ راہ راست سے بھٹک گئے۔ حکومت اسلامیہ سے خارج ہو گئے۔ خلفاء کے خلاف انہوں نے تلوار اٹھائی۔ اور ان کے خون اور مال کو حلال قرار دیا۔ اپنے مخالفوں کو کافر کہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب و انصار پر سب و شتم کیا اور ان سے تبرّا (اظہار بیزاری) کیا۔ ان حضرات کے کافر ہو جانے اور کبیرہ گناہوں کے مرتکب ہونے کی نسبت کی۔ ان کی مخالفت کو جائز قرار دیا۔ یہ لوگ عذاب قبر اور حوض کوثر پر ایمان نہیں رکھتے۔ نہ یہ رسول اللہ کی شفاعت پر ایمان رکھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ایک دفعہ جو دوزخ میں داخل ہو گیا، وہ پھر خارج نہیں ہو گا۔

---

[1] ۔۔۔ کی خوشنودی اور ثواب حاصل کرنے کے لئے۔

اور کہتے ہیں کہ جس نے ایک دفعہ جھوٹ بولا یا گناہ صغیرہ یا کبیرہ کا مرتکب ہوا اور بغیر توبہ کئے مر گیا تو وہ کافر ہے اور وہ ہمیشہ ہمیشہ دوزخ میں رہے گا۔ یہ ایک جماعت سے نماز نہیں پڑھتے، صرف اپنے امام کے پیچھے نماز پڑھتے ہیں۔ یہ نماز کو اس کے وقت سے تاخیر میں ادا کرنے کو جائز سمجھتے ہیں۔ دست بدست ایک درہم کے بدلہ میں دو درہم لینا جائز سمجھتے ہیں۔ اسی طرح بغیر چاند دیکھے روزے اور افطار کو جائز سمجھتے ہیں۔ نذر کرنے، بغیر ولی کے نکاح کرنے کو بھی جائز سمجھتے ہیں۔ چمڑے کے موزے پہن کر نماز پڑھنا ان کے نزدیک درست نہیں۔ چمڑے کے موزوں پر مسح کو بھی درست نہیں مانتے۔ ان کا عقیدہ ہے کہ بادشاہ کی اطاعت درست نہیں۔ خلافت قریش کے ساتھ مخصوص نہیں۔

اس فرقہ کے لوگوں کی زیادہ تعداد جزیرہ عمان، موصل، حضرموت اور اطراف عرب میں ہے۔ عبد اللہ بن زید، محمد بن حزب، یحیٰ بن کامل اور سعید بن ہارون نے ان کے لئے مذہبی کتابیں تصنیف کیں۔ ان کے پندرہ فرقے ہیں۔ ایک فرقہ نجدات ہے جو نجدہ بن عامر حنفی ساکن یمامہ کی طرف منسوب ہے۔ یہی گروہ عبد اللہ بن ناصر کے ساتھیوں کا ہے۔ اس گروہ کا عقیدہ ہے کہ جس نے ایک مرتبہ جھوٹ بولا یا کوئی صغیرہ گناہ کیا اور اس پر قائم رہا (توبہ نہ کی) تو وہ مشرک ہے۔ اور جس نے زنا کیا، چوری کی، شراب پی، مگر ان گناہوں پر قائم نہ رہا (توبہ کر لی) تو وہ مسلمان ہے۔ ان کی نظر میں امام وقت کی ضرورت نہیں، صرف کتاب اللہ سے واقفیت ضروری ہے۔

ان میں ایک گروہ کا نام ازارقہ ہے۔ یہ نافع بن ازرق کے ساتھیوں کا گروہ ہے۔ ان کا عقیدہ ہے کہ گناہ کبیرہ کفر ہے اور دنیا دار الکفر ہے۔ ان کا عقیدہ ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے جب حضرت ابوموسیٰ اشعری اور عمرو بن العاص کو اپنے اور امیر معاویہ کے درمیان استحقاق خلافت کا جھگڑا فیصل کرنے کے لئے پنچ اور حکم مانا تھا تو ان دونوں نے حکم بن کر کفر کیا۔ یہ مشرکوں کے بچوں کو (جہاد میں) قتل کرنا جائز قرار دیتے ہیں۔ یہ زنا کی سزا سنگساری (رجم) کو حرام کہتے ہیں۔ پاکدامن مرد پر زنا کی تہمت لگانے والے پر حد شرعی لگانا جائز نہیں سمجھتے اور پاک دامن شوہر والی عورت پر زنا کی تہمت لگانے والے پر حد لگانا جائز خیال کرتے ہیں۔

خارجیوں کا ایک گروہ فدکیہ ہے۔ یہ ابن فدیک کی طرف منسوب ہے۔ ایک گروہ عطویہ ہے۔ یہ عطیہ بن اسود کی طرف منسوب ہے۔ ایک عجاردہ بھی ہے۔ یہ عبدالرحمٰن بن عجرد سے نسبت رکھتا ہے۔ عجاردہ کے مختلف گروہ ہیں۔ یہ سب میمونیہ کہلاتے ہیں۔ یہ لوگ پوتی، نواسی، بھتیجی اور بھانجی سے نکاح جائز قرار دیتے ہیں۔ ان کا دعویٰ ہے کہ سورہ یوسف اصل قرآن میں نہیں ہے بلکہ الحاقی ہے۔ ان کا ایک فرقہ حازمیہ کہلاتا ہے۔ ان کے اہل اسلام سے الگ اور خارج ہونے کا باعث ان کا یہ عقیدہ ہے کہ دوستی اور دشمنی اللہ تعالیٰ کی دو صفتیں ہیں۔ فرقہ حازمیہ سے بھی ایک گروہ الگ ہو گیا۔ اس کا نام معلومیہ ہے۔ ان کا عقیدہ ہے کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کو اس کے ناموں سے نہیں پہچانتا، وہ جاہل ہے۔ یہ لوگ کہتے ہیں کہ بندوں کے افعال اللہ کے پیدا کئے ہوئے نہیں ہیں۔ کسی فعل کی قدرت وقوع فعل کے وقت ہوتی ہے، اس سے پہلے نہیں ہوتی۔

خارجیوں کے اصل پندرہ فرقوں میں سے ایک فرقہ مجہولیہ ہے جو اس بات کا قائل ہے کہ اگر کوئی کسی ایک نام سے بھی اللہ کو جانتا ہے، وہ عالم ہے، جاہل نہیں ہے۔ خارجیوں کا ایک فرقہ صلتیہ ہے یہ عثمان بن صلت سے نسبت رکھتا ہے اور اس بات کا مدعی ہے کہ جو شخص ہمارے نظریات مان لے اور مسلمان ہو جائے تب بھی اس کی نابالغ اولاد کو مسلمان نہیں کہہ سکتے جب تک وہ بالغ ہونے کے بعد ہمارے نظریات اور عقائد کو نہ مان لے۔

خارجیوں کا ایک گروہ اخنسیہ ہے جو اخنس کی طرف منسوب ہے۔ یہ قائل ہے کہ آقا غلام کی اور غلام آقا کی زکوٰۃ لے سکتا ہے، بشرطیکہ محتاج مسکین ہو۔ خارجیوں کا ایک فرقہ ظفریہ ہے، جس کی ایک شاخ حفصیہ ہے۔ اس کا عقیدہ ہے کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کو پہچانتا ہو، اس کا اقرار کرتا ہو، وہ شرک سے پاک ہو جاتا ہے، خواہ وہ رسول کا، جنت کا، دوزخ کا سب کا منکر ہو۔ اور تمام جرائم کا مرتکب ہو، قاتل ہو، زنا کو حلال جانتا ہو۔ مشرک صرف وہ ہے جو اللہ کو نہ پہچانے اور اس کا انکار کرے۔ اس گروہ کا عقیدہ ہے کہ قرآن مجید کی آیت میں جو لفظ حیران آیا ہے اس سے مراد حضرت علیؓ اور ان کا گروہ ہے اور اَصْحَابٌ یَدْعُوْنَہٗ اِلَی الْھُدٰی سے مراد اہل نہروان ہیں۔ (یعنی خارجی ہیں) خارجیوں کا ایک فرقہ اباضیہ ہے جس کا خیال ہے کہ تمام فرائض الٰہیہ ایمان ہیں گناہ کبیرہ کفران نعمت ہے کفر نہیں ہے۔

خوارج کا فرقہ بہنسیہ ابی بہنس سے منسوب ہے یہ فرقہ اس امر کا مدعی ہے کہ جب تک آدمی اللہ کے ہر حلال اور حرام کے حکم سے تفصیلی طور پر واقف نہ ہو، مسلمان نہیں ہو سکتا۔ اسی گروہ کے بعض لوگ اس بات کے قائل ہیں کہ اگر کسی نے کوئی فعل حرام کیا تو اس کو اس وقت تک کافر نہیں کہا جا سکتا جب تک اس کا معاملہ حاکم کے سامنے پیش نہ کر دیا جائے اور وہ اس پر حد شرعی نہ جاری کر دے شرعی سزا جاری ہونے کے بعد اس کو کافر قرار دیا جائے گا۔

خارجیوں کا ایک اور گروہ شراخیہ ہے۔ یہ عبداللہ بن شراخ سے منسوب ہے۔ اس گروہ کا عقیدہ ہے کہ ماں باپ کو قتل کر دینا حلال ہے۔ ابن شراخ نے جب دار التقیہ (خوارج کا مرکزی مقام) میں اس عقیدہ کا اظہار کیا تو تمام خارجی اس سے الگ ہو گئے۔

خارجیوں کا ایک فرقہ بدعیہ بھی ہے۔ جس کا عقیدہ ازارقہ جیسا ہے۔ یہ لوگ ازارقہ سے صرف اتنی بات میں الگ اور منفرد ہیں کہ ان کے عقیدے کی بنا پر دو وقت کی نماز فرض ہے یعنی دو رکعت صبح کی اور دو رکعت شام کی۔ وہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے أَقِمِ الصَّلٰوةَ طَرَفَيِ النَّهَارِ[1] ازارقہ کی طرح کافروں کی عورتوں کو قید کرنا اور ان کے بچوں کو قتل کرنا ان کے عقیدے میں جائز ہے۔ کیوں کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: "لَا تَذَرْ عَلَى الْأَرْضِ مِنَ الْكَافِرِينَ دَيَّارًا[2]"

فرقہ نجدات کے علاوہ تمام خارجی بالاتفاق گناہ کبیرہ کے مرتکب کو کافر کہتے ہیں۔ ابو موسیٰ اشعری اور عمرو بن العاص کی تحکیم پر رضامندی کے باعث حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی بھی تکفیر کرتے ہیں۔

شیعہ فرقہ: شیعہ فرقہ مختلف ناموں سے موسوم ہے۔ اس کو رافضی، غالیہ، شیعہ طیارہ بھی کہتے ہیں۔ اس فرقہ کو شیعہ کہنے کی وجہ یہ ہے کہ یہ لوگ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی پیروی کا دعویٰ کرتے ہیں اور آپ کو تمام صحابہ کرام سے افضل مانتے ہیں۔ رافضی کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ انہوں نے اکثر صحابہؓ کو چھوڑ دیا اور حضرت ابو بکر صدیقؓ اور حضرت عمر فاروقؓ کی خلافت

---

[1] دن کے دونوں اطراف (صبح و شام) میں نماز قائم کرو [2] روئے زمین پر کسی کافر کو باقی نہ چھوڑ۔

کو تسلیم نہیں کیا۔ بعض لوگوں نے رافضی کی وجہ تسمیہ یہ بتائی ہے کہ جب زید بن علی (حضرت زین العابدین) نے حضرت ابوبکر صدیق اور عمر فاروق رضی اللہ عنہما سے مودت کا اظہار کیا اور دونوں بزرگوں کی دوستی کا اعتراف کیا تو ان (رافضیوں) نے حضرت زید بن علی کو چھوڑ دیا۔ حضرت زید نے فرمایا ان لوگوں نے مجھے چھوڑ دیا۔ اس لئے ان کو رافضی کہا جائیگا۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ شیعہ وہ ہوتا ہے جو حضرت عثمان رضؓ کو حضرت علی رضؓ سے افضل قرار نہ دے۔ یعنی رافضی حضرت علی رضؓ کو حضرت عثمان سے افضل قرار دیتا ہے۔

شیعہ کا ایک فرقہ قطعیتہ ہے۔ اس نے موسیٰ بن جعفر کی موت پر قطعی اجماع کرلیا ہے۔ ایک فرقہ غالیہ ہے۔ یہ گروہ حضرت علی کے بارے میں بہت زیادہ غلو کرتا ہے، نازیبا باتیں کرتا ہے۔ حضرت علی کے اندر ربوبیت اور نبوت کی صفات تسلیم کرتا ہے۔ ہشام بن حکم، علی بن منصور، حسین بن سعید فضل بن شاذان، ابوعیسیٰ وراق، ابن راوندی، ضبیعی اس فرقے کے مذہبی مصنفین ہیں۔ اس فرقہ کی بیشتر آبادی قم، کاشان، بلاادریس اور کوفہ میں ہے۔

رافضیوں کے فرقے

رافضیوں کے اصل تین گروہ ہیں۔ غالیہ، زیدیہ اور رافضیہ۔ غالیہ کے بارہ فرقے ہوگئے جو اس طرح ہیں: بنانیہ، طیاریہ، منصوریہ، مغیریہ، خطابیہ، معمریہ، بزیعیتہ، مفضلیہ، متناسخہ، شریعیہ، سبیہ، مفوضہ۔ فرقہ زیدیہ کی چھ شاخیں ہوگئیں: جارودیہ، سلیمانیہ، بتریہ، نعیمیہ، یعقوبیہ، تناسخیہ (دوبارہ دنیا میں واپس آنے کا قائل)

رافضیہ کے ۱۴ گروہ ہیں: قطعیہ، کیسانیہ، کریبیہ، عمیریہ، محمدیہ، حسینیہ، نادسیہ، اسماعلیہ، قرامضیہ، مبارکیہ، سمیطیہ، عمادیتہ، مطوریہ، موسویہ، امامیہ[1]

رافضیوں کے تمام گروہ اور فرقے اس امر پر متفق ہیں کہ خلافت کا ثبوت عقلی ہے۔ (اجماعی نہیں ہے بلکہ نص کا محتاج ہے) تمام امام ہر غلطی اور نسیان وخطا سے پاک ہیں۔ مفضول کی امامت افضل کی موجودگی میں جائز نہیں ہے (صحیح قول وہی ہے جو ہم خلفاء کرام کے ذکر میں پہلے

---

[1] یہ تعداد ۱۵ ہوتی ہے۔ مصنف نے ۱۴ بتائی ہے۔ غالباً آپ نے امامیہ کو پہلے سا... اور دوبارہ شمار نہیں فرمایا۔ اصل عبارت اس طرح ہے: "واما الرافضۃ ... فالاربع عشرۃ ... التی تفرعت عنہا:"

بیان کر چکے ہیں)۔

حضرت علی کو تمام صحابہ پر ترجیح دینے میں بھی یہ سب متفق ہیں۔ ان کا دعویٰ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حضرت علیؓ کی خلافت منصوص ہے اور حضرت ابوبکر صدیق اور عمر فاروق اور دوسرے صحابہ کرام سے تبرا کرتے ہیں۔ صرف زیدیہ اس حکم سے مستثنیٰ ہیں۔

تمام رافضی اس بات پر بھی متفق ہیں کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو خلافت نہ دینے کے باعث سوائے چھ آدمیوں کے تمام صحابی مرتد ہوگئے۔ یعنی حضرت علی، عمار، مقداد بن اسود، سلمان فارسی اور دو اور آدمی۔ اس فرقہ کا یہ بھی عقیدہ ہے کہ خوف کی حالت میں امام یہ کہہ سکتا ہے کہ میں امام نہیں ہوں، ان کا یہ بھی اعتقاد ہے کہ کسی چیز کے موجود ہونے سے پہلے اللہ تعالیٰ کو اس کا علم نہیں ہوتا۔ وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ یوم حساب سے قبل مردے دنیا میں لوٹ آئیں گے۔ مگر رافضیوں کا فرقہ غالیہ اس کا قائل نہیں۔ وہ حساب کتاب اور حشر کا بھی منکر ہے۔

رافضیوں کے تمام فرقوں کا عقیدہ ہے کہ جو کچھ دنیا میں ہو چکا یا آئندہ ہوگا امام کو ان سب کا علم ہوتا ہے، یہاں تک کہ زمین پر جس قدر خزف ریزے ہوتے ہیں اور بارش کے جتنے قطرے زمین پر گرتے ہیں، ان کا بھی اسے علم ہوتا ہے اور ان کا شمار جانتا ہے، اسی طرح امام درخت کے پتوں کی تعداد سے بھی واقف ہوتا ہے۔ انبیاءؑ کی طرح ائمہ کے ہاتھوں سے بھی معجزات ظاہر ہوتے ہیں۔ ان میں سے بعض کا خیال ہے کہ جن لوگوں نے حضرت علی کرم وجہہ سے جنگ کی وہ کافر ہو گئے۔ اسی طرح ان کے اور بھی بہت سے عقائد و اقوال ہیں۔

غالیہ: غالیہ گروہ (جو رافضیوں سے الگ ہے) تو یہ بھی کہتا ہے کہ حضرت علیؓ تمام انبیاء سے افضل ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ حضرت علیؓ دیگر صحابہ کی طرح زمین میں دفن نہیں ہوئے۔ بلکہ وہ ابر میں ہیں۔ وہ وہیں سے اللہ کے دشمنوں سے جنگ کریں گے اور آخر زمانہ میں پھر آئیں گے اور دشمنوں کو قتل کریں گے۔ حضرت علی اور دوسرے تمام ائمہ فوت نہیں ہوئے ہیں بلکہ یہ سب قیامت تک زندہ رہیں گے۔ ان کی طرف موت کو راستہ نہیں ملے گا۔ غالیہ فرقہ کا یہ بھی دعویٰ ہے کہ علیؓ نبی ہیں۔ جبریئل نے وحی پہنچانے میں غلطی کی۔ یہ اس بات کے بھی قائل ہیں کہ علیؓ الٰہ تھے۔ اللہ اور اس کی مخلوق کی قیامت تک ان پر لعنت ہو۔ اللہ ان کی بستیوں کو اجاڑ اور ویران کردے، ان کی کھیتیاں برباد کردے۔

زمین پر ان کی کوئی بستی باقی نہ چھوڑے۔ انھوں نے غلو کی حد کردی اور کفر پر جم گئے۔ اسلام کو ترک کیا
ایمان سے کنارہ کشی اختیار کرلی۔ اللہ اس کے انبیاء اور قرآن کے منکر ہوگئے۔ ہم ایسے اقوال اختیار
کرنے والوں سے اللہ کی پناہ چاہتے ہیں۔

بنانیہ: فرقہ غالیہ کی ایک شاخ بنانیہ ہے۔ یہ گروہ بنان بن سمعان سے منسوب ہے۔
ان کی تہمت تراشیوں اور لغو باتوں میں سے ایک یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ انسان کی طرح ہے۔ یہ جھوٹے
ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس تشبیہ سے منزہ اور پاک ہے۔ اس نے خود فرمایا ہے کہ لیس کمثلہ شیء
(اس جیسی کوئی شے نہیں)۔

طیاریہ: غالی فرقہ کی ہی ایک شاخ طیاریہ ہے۔ یہ فرقہ عبداللہ بن معاویہ بن عبد
اللہ بن جعفر طیار کی طرف منسوب ہے۔ یہ تناسخ کے قائل ہیں اور کہتے ہیں کہ آدم کی روح اللہ کی
روح تھی جو آدم کے اندر حلول کرگئی تھی۔ اسی گروہ کے بعض لوگ یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ مرنے کے بعد آدمی
کی روح جب دوبارہ دنیا میں آتی ہے تو سب سے پہلے بکری کے بچے کے جون میں آتی ہے۔ پھر اس کے
بعد اس سے بھی زیادہ حقیر جون میں آتی ہے اور پھر حقیر سے حقیر قالبوں میں دورہ کرتی رہتی ہے۔
یہاں تک کہ گندگی اور نجاست کے کیڑوں میں جنم لیتی ہے۔ جون بدلنے کی یہ آخری حد ہے۔ اس گروہ
کے بعض لوگ تو یہاں تک عقیدہ رکھتے ہیں کہ گنہگاروں کی روحیں لوہے، کیچڑ، اور کچے برتنوں کی
شکل اختیار کرلیتی ہیں اور پھر وہ اپنے گناہوں کی سزا اس طرح پاتی ہیں کہ آگ میں جلائی جاتی
ہیں، کوٹا پیٹا جاتا ہے، گلایا جاتا ہے۔ اس طرح ذلیل و خوار ہونے کے لئے ان پر جسمانی عذاب
ہوتا رہتا ہے۔

مغیریہ: یہ فرقہ مغیرہ بن سعد کی طرف منسوب ہے۔ اس فرقہ کے سربراہ نے نبوت کا
دعویٰ کیا تھا۔ اس کا قول ہے کہ اللہ نور ہے لیکن انسانی شکل میں۔ اس نے یہ بھی دعویٰ کیا تھا کہ
وہ مُردوں کو زندہ کرتا ہے۔

منصوریہ: فرقہ منصوریہ ابو منصور سے نسبت رکھتا ہے۔ ابو منصور دعویٰ کرتا تھا کہ مجھے
آسمانی معراج ہوئی تھی اور پروردگار نے میرے سر پر ہاتھ پھیرا تھا۔ اس کا عقیدہ تھا کہ حضرت عیسیٰ
اول ترین مخلوق تھے۔ پھر اس کے بعد حضرت علی کی پیدائش ہوئی۔ اللہ کے پیغمبروں کا سلسلہ

کرے گا اور عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے زمین پر رسی پکڑ کر اتریں گے، اس وقت جہاد ہوگا اس سے پہلے جہاد نہیں ہوسکتا۔ رافضی بھی کہتے ہیں کہ جب تک مہدی برآمد نہیں ہوں گے اور ایک منادی آسمان سے ندا نہ کرے گا، اس وقت تک جہاد نہیں ہوسکتا۔ یہودی مغرب کی نماز اتنی تاخیر سے پڑھتے ہیں کہ آسمان پر ستاروں کا اجتماع ایک جال کی شکل میں نظر آنے لگے (کافی سیاہی پھیل نہ جائے) رافضی بھی مغرب کی نماز میں اسی قدر تاخیر کرتے ہیں۔ یہودی قبلہ کی طرف سے کچھ پھرے ہوئے نماز میں ہوتے ہیں۔ رافضی بھی ایسا ہی کرتے ہیں۔ یہودی فجر کی نماز صبح کے خوب روشن ہو جانے کے بعد ادا کرتے ہیں۔ رافضی بھی ایسا کرتے ہیں۔ یہودی نماز میں کپڑے لٹکائے رہتے ہیں۔ رافضیوں کی بھی یہی حالت ہے۔ یہودی ہر مسلمان کے خون کو حلال سمجھتے ہیں۔ رافضی بھی یہی خیال کرتے ہیں۔ یہودی عورتوں کی عدت کے قائل نہیں ہیں۔ رافضی بھی اس کے قائل نہیں ہیں۔ یہودی تین طلاقوں کو بے معنیٰ سمجھتے ہیں، رافضیوں کا بھی یہی حال ہے۔ یہودیوں نے توریت میں تحریف کی ہے، رافضیوں نے قرآن میں تحریف کی۔ رافضی کہتے ہیں کہ قرآن پاک میں تغیر و تبدل کیا گیا ہے، ترکیب و ترتیب میں الٹ پھیر کر دیا گیا ہے۔ نزول کی ترتیب باقی نہیں ہے اور قرآن میں کمی و بیشی کر دی گئی ہے، قرآن کی قرأت ایسے طریقوں سے کی گئی ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہیں ہے۔

یہودی جبرئیل علیہ السلام سے بغض رکھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ وہ ہمارے دشمن ہیں۔ رافضیوں کا ایک گروہ بھی اس کا قائل ہے کہ جبرئیل نے وحی پہنچانے میں غلطی کی۔ علیؓ کے بجائے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو پہنچادی۔ اللہ نے ان کو وحی دے کر علی کے پاس بھیجا تھا۔ اللہ کرے یہ ہمیشہ تباہ اور غارت رہیں۔

مرجئہ کے فرقے

مرجئہ کے ۱۲ فرقے یہ ہیں:۔

جہمیہ[1]، صالحیہ[2]، بشریہ[3]۔ یونسیہ[4]۔ یونانیہ[5]۔ نجاریہ[6]۔ غیلانیہ[7]۔ شبیبیہ[8]۔ حنفیہ[9] معاذیہ[10]۔ مریسیہ[11]۔ اور کرامیہ[12]۔

مرجیہ کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ اس فرقہ کے خیال میں لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا قائل

خواہ کتنے ہی گناہ کرے مگر وہ دوزخ میں نہیں جائے گا۔ ایمان قول کا نام ہے عمل کا نہیں اعمال احکام ہیں۔ ایمان صرف قول ہے، لوگوں کے ایمانوں میں باہم کمی بیشی نہیں ہوتی پس عام آدمیوں کا ایمان انبیاء کا ایمان اور ملائکہ کا ایمان ایک ہی ہے۔ اس میں نہ کوئی زیادہ ہے نہ کوئی کم۔

اظہار ایمان کے ساتھ انشاءاللہ نہیں کہنا چاہیئے۔ جو شخص زبان سے ضروریات دین کا اقرار کرے اور عمل نہ کرے، جب بھی وہ مؤمن ہے۔

جھمیہ : جھمیہ فرقہ جہم بن صفوان سے منسوب ہے۔ اس کا قول ہے کہ اللہ کو، اللہ کے رسول اور ان چیزوں کو جو اللہ کی طرف سے آئی ہیں، صرف جاننے اور ماننے کا نام ایمان ہے۔ اس فرقہ کا دعوٰی ہے کہ قرآن مخلوق ہے۔ اللہ تعالیٰ نے موسٰیؑ سے کلام نہیں فرمایا۔ اللہ تو کلام فرماتا نہیں نہ اسے دیکھا جاسکتا ہے اور نہ اس کی جگہ جانی جاسکتی ہے۔ اس کے لئے نہ عرش ہے اور نہ کرسی۔ اور نہ وہ عرش پر ہے۔ انہوں نے اعمال کے تولے جانے اور عذاب قبر اور جنت و دوزخ کے پیدا ہونے کا انکار کیا ہے۔ ان کا دعوٰی ہے کہ جب وہ دونوں پیدا ہوں گے تو فنا ہو جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق سے کلام نہیں فرمائے گا اور نہ روز قیامت ان کی طرف نظر کرے گا اور نہ اہل جنت اللہ تعالیٰ کی طرف دیکھیں گے اور نہ اس کا دیدار جنت میں ہوگا، ایمان صرف اعتراف قلب کا نام ہے نہ کہ زبان سے اقرار کرنے کا۔ اس گروہ نے اللہ تعالیٰ کی تمام صفات کا انکار کیا ہے۔

صالحیہ : اس فرقہ کا یہ نام اس وجہ سے پڑا کہ یہ لوگ خود کو ابوالحسن صالحی کے مذہب کا پیرو کہتے ہیں۔ ان لوگوں کا عقیدہ ہے کہ معرفت کا نام ایمان اور جہالت کا نام کفر ہے اور یہ کہ جس نے تین میں سے ایک کو خدا کہا تو یہ کفر نہیں، مگر ایسی بات وہی کہے گا جو کافر ہو، اگرچہ وہ ظاہر نہ کرے اور یہ کہ ایمان کے سوا کوئی اور عبادت نہیں ہے۔

یونسیہ : یہ فرقہ یونس بری کی طرف منسوب ہے۔ ان کا عقیدہ ہے کہ معرفت اور اللہ تعالیٰ سے محبت اور خضوع وخشوع کا نام ایمان ہے، جس نے ان باتوں میں سے ایک بات بھی ترک کردی وہ کافر ہو گیا۔

شمریہ : یہ فرقہ ابوشمر کی طرف منسوب ہے، اس گروہ کا خیال ہے کہ ایمان، معرفت، خضوع وخشوع اور محبت کے ساتھ ساتھ زبان سے یہ اقرار کرنا بھی ہے کہ خدا کے مثل کوئی نہیں۔

ان باتوں کے مجموعہ کا نام ایمان ہے۔ ابو شمر نے کہا کہ جو کبیرہ گناہ کا مرتکب ہوا ہے، اس کو مطلقاً فاسق نہیں کہہ سکتا، بلکہ اتنا کہہ سکتا ہے کہ وہ فلاں فلاں عمل سے فاسق ہے۔

یونانیہ: یہ فرقہ یونان سے منسوب ہے۔ ان کا عقیدہ ہے کہ معرفت اور اللہ اور رسول کا اقرار اور جسے عقل جائز نہیں سمجھتی اس کام کو نہ کرنا، ان سب کے مجموعہ کا نام ایمان ہے۔

نجاریہ: یہ فرقہ حسن بن محمد بن عبد اللہ نجار کی طرف منسوب ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ اللہ اور اس کے رسولوں کی معرفت اور اس کے متفق علیہ فرائض اور اس کے ساتھ خضوع و خشوع اور زبان کے ساتھ اقرار کرنے کا نام ایمان ہے۔ پس جو شخص ان میں سے کسی بات سے ناواقف ہے اور اس پر حجت قائم ہو جائے اور وہ اس کا اقرار نہ کرے تو وہ کافر ہے۔

غیلان: یہ فرقہ غیلان سے منسوب ہے اور یہ شمریہ کا ہم خیال ہے۔ اس کا عقیدہ ہے کہ اشیاء کے حدوث سے آگاہ ہونا ایمان کے لئے ضروری ہے اور توحید کا علم ہی صرف زبانی اقرار ہے، قلبی شہادت ضروری نہیں ہے۔ زرقان کا قول ہے کہ غیلان نے کہا کہ زبانی اقرار کا نام ہی ایمان ہے اور یہی تصدیق ہے۔

شبیبیہ: یہ فرقہ محمد بن شبیب سے منسوب ہے۔ ان کے ساتھی اس کے قائل ہیں کہ اللہ کا اقرار کرنا، اللہ کی وحدانیت کو پہچاننا اور اللہ کی ذات کی ہر تشبیہ سے نفی کرنا ایمان ہے۔ اس کا یہ بھی عقیدہ ہے کہ ابلیس میں ایمان تھا، لیکن وہ اپنے تکبر کی وجہ سے کافر ہو گیا۔

حنفیہ: ابو حنیفہ کے بعض پیروؤں اور ساتھیوں کو حنفیہ مرجئہ کہا جاتا ہے۔ ان کا عقیدہ ہے کہ اللہ اور اس کے پیغمبروں کو پہچاننے اور اللہ کی طرف سے نازل کردہ تمام چیزوں کے اقرار کرنے کا نام ایمان ہے۔ برہوتی نے کتاب الشجرة میں اس کا ذکر کیا ہے۔

حاذیہ: یہ فرقہ معاذ موصی کی طرف منسوب ہے۔ وہ کہتا تھا کہ جس نے اللہ کی اطاعت ترک کی اس کو فاسق نہیں کہا جائے گا، بلکہ یہ کہا جائے گا کہ اس نے فسق کیا۔ فاسق نہ اللہ کا دوست ہے نہ دشمن۔

مریسیہ: یہ فرقہ بشر مریسی کا ہے، اس کا عقیدہ تھا کہ ایمان تصدیق کا نام ہے اور تصدیق دل اور زبان سے ہوتی ہے۔ ابن راوندی کا بھی یہی مسلک تھا۔

کرامیہ: یہ فرقہ ابو عبد اللہ بن کرام سے منسوب ہے۔ اس کا عقیدہ ہے کہ زبانی اقرار ہی ایمان ہے۔ قلب کی تصدیق اس کے لئے ضروری نہیں۔ منافق درحقیقت مؤمن تھے۔ اس فرقہ کے ماننے والے زیادہ تر مشرق اور خراساں میں آباد ہیں۔